

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تصحیح و اضافہ شدہ

بکھڑوئی

VOLUME - 6

انتخاب و ترتیب

حضرت مولانا محمد یونس صاحب الزبیری مدظلہ العالی

خلف الرشید

مبلغ اعظم حضرت مولانا محمد عمر صاحب الزبیری رحمۃ اللہ علیہ

AhleSunnah Library [nmusba.wordpress.com]

مکتبہ اشرفیہ سید احمد خان صاحب مدظلہ العالی
قلم سید محمد سعید صاحب مدظلہ العالی
لاہور پاکستان ۷۵۳۰۰۸
کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بکھر مونی (جلد ششم)

① دعاء کی قبولیت کا مجرب نسخہ

ائمہ حدیث اور علماء سیر نے اپنی اپنی تصانیف میں اسماء بدریین کے ذکر کا خاص اہتمام فرمایا ہے مگر حروف تہجی کے لحاظ سے سب سے پہلے امام بخاری رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے اسماء بدریین کو مرتب فرمایا اور اہل بدریین سے صرف چوالیس (۴۴) نام اپنی جامع صحیح میں ذکر فرمائے جو ان کی شرائط وصحت واستناد کے مطابق تھے۔ علامہ دوانی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فرماتے ہیں: ہم نے مشائخ حدیث سے سنا ہے کہ صحیح بخاری میں منقول اسماء بدریین کے ذکر کے وقت دُعا مقبول ہوتی ہے اور بارہا اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔

② حضرات بدریین مہاجرین رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ اَجْمَعِينَ

سید المہاجرین، امام البدریین، اشرف المخلوق جمعین، خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین۔

(۱) ابوبکر الصدیق رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۲) ابو حفص عمر بن الخطاب رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۳) ابوالحسن علی بن ابی طالب رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۴) زید بن حارثہ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۵) ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۶) ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۷) ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۸) ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۹) ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۱۰) ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۱۱) ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۱۲) ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۱۳) ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۱) ابوبکر الصدیق رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۲) ابوبکر الصدیق رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۳) ابوعبداللہ عثمان بن عفان رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۴) حمزہ بن عبدالمطلب رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۵) انسہ حبشی رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ مولیٰ رسول اللہ ﷺ۔

(۶) ابومرشد کناز بن حصن رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۷) مرشد بن ابی مرشد رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ یعنی کناز بن حصن کے بیٹے۔

(۸) عبیدہ بن حارث رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۹) حصین بن حارث رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۱۰) ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۱۱) صبیح مولا ابی العاص امیہ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۱۲) عکاشہ بن محسن رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۱۳) عقبہ بن وہب رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۱۴) طفیل بن حارث رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۱۵) مسطح عوف بن اثاثہ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۱۶) سالم مولا ابی حذیفہ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۱۷) عبداللہ بن جحش رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۱۸) شجاع بن وہب رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۱۹) یزید بن قیش رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۲۰) یزید بن قیش رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

(۲۳) ابوسنان بن محسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ یعنی عکاشہ بن محسن کے بھائی۔

(۲۴) سنان بن ابی سنان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ یعنی ابوسنان بن محسن کے بیٹے اور عکاشہ کے بھتیجے۔

(۲۵) محرز بن نضلہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۲۶) ربیعہ بن اکثم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۲۷) ثقف بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۲۸) مالک بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۲۹) مدج بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۳۰) سوید بن نحش رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۳۱) عتبہ بن غزوآن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۳۲) جناب مولیٰ عتبہ بن غزوآن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۳۳) زبیر بن عوام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۳۴) حاطب بن ابی بلتعہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۳۵) سعد کلبی مولیٰ حاطب بن ابی بلتعہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۳۶) مصعب بن عمیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۳۷) سوہب بن سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۳۸) عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۳۹) سعد بن ابی وقاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۴۰) عمیر بن ابی وقاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۴۱) مقداد بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۴۲) عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۴۳) مسعود بن ربیعہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۴۴) ذوالشمالین بن عبد عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۴۵) خباب بن الارت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۴۶) بلال بن رباح مولیٰ ابی بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۴۷) عامر بن فہیرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۴۸) صہیب بن سنان رومی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۴۹) طلحہ بن عبید اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۵۰) ابوسلمہ بن عبدالاسد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۵۱) شمش بن عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۵۲) ارقم بن ابی الارقم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۵۳) عمار بن یاسر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۵۴) معتب بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۵۵) زید بن الخطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ یعنی حضرت عمر بن الخطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے بھائی۔

(۵۶) مجمع مولیٰ عمر بن الخطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۵۷) عمرو بن سراقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۵۸) عبداللہ بن سراقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۵۹) واقد بن عبداللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۶۰) خولی بن ابی خولی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۶۱) مالک بن ابی خولی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۶۱) عامر بن ربیعہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۶۲) خالد بن بکیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۶۲) عاقل بن بکیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۶۳) سعید بن ید بن عمرو بن نفیل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۶۳) ایاس بن بکیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۶۴) سائب بن عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۶۴) عثمان بن مظعون جلی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۶۵) عبداللہ بن مظعون رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۶۵) قدمہ بن مظعون رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۶۶) حمیس بن حدافہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۶۶) معمر بن حارث رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۶۷) عبداللہ بن مخرمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۶۷) ابوسبرہ بن ابی رہم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۶۸) عمیر بن عوف مولیٰ سہیل بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(۶۸) عبداللہ بن سہیل بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

- (۷۸) سعد بن خولہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۷۹) ابو عبیدہ عامر بن الجراح رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۸۰) عمرو بن الحارث۔
 (۸۱) سمیل بن وہب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۸۲) صفوان بن وہب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۸۳) عمرو بن ابی سرح رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۸۴) وہب بن سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۸۵) حاطب بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۸۶) عیاض بن ابی زہیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

۳) حضرات بدر میں انصار رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِمْ اجمعين

- (۸۷) سعد بن معاذ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۸۸) عمرو بن معاذ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ یعنی سعد بن معاذ کے بھائی۔
 (۸۹) حارث بن اوس بن معاذ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ یعنی سعد بن معاذ کے بھتیجے۔
 (۹۰) حارث بن انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۹۱) سعد بن زید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۹۲) سلمہ بن سلامہ بن قش رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۹۳) عباد بن بشر بن قش رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۹۴) سلمہ بن ثابت بن قش رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۹۵) رافع بن یزید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۹۶) حارث بن خزیمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۹۷) محمد بن مسلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۹۸) سلمہ بن اسلم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۹۹) ابوالہشتم بن التیہان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۰۰) عبید بن التیہان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۰۱) عبداللہ بن سہل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۰۲) قنادة بن النعمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۰۳) عبید بن اوس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۰۴) نضر بن الحارث رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۰۵) معتب بن عبید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۰۶) عبداللہ بن طارق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۰۷) مسعود بن سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۰۸) ابوعبس بن جبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۰۹) ابوربدہ ہانی بن نیار رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۱۰) عاصم بن ثابت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۱۱) معتب بن قشیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۱۲) عمرو بن معبد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۱۳) سہل بن حنیف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۱۴) مبشر بن عبد المنذر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۱۵) رفاعہ بن عبد المنذر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۱۶) سعد بن عبید بن النعمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۱۷) عویم بن ساعدہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۱۸) رافع بن عجمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۱۹) عبید بن ابی عبید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۲۰) ثعلبہ بن حاطب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۲۱) ابولہب بن عبد المنذر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۲۲) حارث بن حاطب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۲۳) حاطب بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۲۴) عاصم بن عدی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۲۵) انیس بن قنادة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۲۶) معن بن عدی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۱۲۷) ثابت بن اقرم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

- (۱۲۸) عبد اللہ بن سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۳۰) ربعی بن رافع رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۳۲) عاصم بن قیس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۳۳) ابوحننہ بن ثابت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ یعنی ابوضیاح کے بھائی۔
(۱۳۵) سالم بن عمیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۳۷) خوات بن جبیر بن النعمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۳۹) ابو عقیل بن عبد اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۴۱) منذر بن قدامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۴۳) حارث بن عرفجہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۴۵) بھیر بن عتیک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۴۷) نعمان بن عصر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۴۹) سعد بن ربیع رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۵۱) خلاد بن سوید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۵۳) سماک بن سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۵۵) عباد بن قیس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۵۷) یزید بن حارث رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۵۹) عبد اللہ بن زید بن ثعلبہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۶۱) سفیان بن بشر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۶۳) عبد اللہ بن عمیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۶۵) عبد اللہ بن عرفطہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۶۷) عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۶۹) زید بن ودیعہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۷۱) رفاعہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۷۳) معبد بن عباد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۷۵) نوفل بن عبد اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۷۷) اوس بن الصامت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۷۹) ثابت بن ہزال رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۸۱) ربیع بن ایاس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۸۳) عمرو بن ایاس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۲۹) زید بن اسلم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۳۱) عبد اللہ بن جبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۳۳) ابوضیاح بن ثابت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۳۶) حارث بن النعمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۳۸) منذر محمد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۴۰) سعد بن خثیمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۴۲) مالک بن قدامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۴۴) تمیم مولیٰ سعد بن خثیمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۴۶) مالک بن نمیلہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۴۸) خارجه بن زید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۵۰) عبد اللہ بن رواحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۵۲) بشیر بن سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۵۴) سبع بن قیس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۵۶) عبد اللہ بن عبس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۵۸) خبیب بن اساف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۶۰) حریث بن زید بن ثعلبہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۶۲) تمیم بن یعار رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۶۴) زید بن المزین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۶۶) عبد اللہ بن ربیع رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۶۸) اوس بن خولی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۷۰) عقبہ بن وہب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۷۲) عامر بن سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۷۴) عامر بن البکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۷۶) عبادة بن الصامت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۷۸) نعمان بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۸۰) مالک بن دشم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۸۲) ورقہ بن ایاس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
(۱۸۴) مجذربن زیاد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

- (۱۸۵) عباد بن خشاش رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۱۸۷) عبد الله بن ثعلبة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۱۸۸) عتبة بن ربيعة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۱۸۹) ابودجانة سماك بن خرشة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۱۹۰) منذر بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۱۹۱) ابواسيد مالك بن ربيعة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۱۹۲) مالك بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۱۹۳) عبد ربه بن حق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۱۹۴) كعب بن جمار رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۱۹۵) ضمرة بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۱۹۶) زياد بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۱۹۷) عبد الله بن عامر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۱۹۸) عبد الله بن عامر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۱۹۹) قرأش بن صمه رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۰۰) حباب بن منذر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۰۱) عمير بن الحمام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۰۲) تميم مولى خراش رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۰۳) عبد الله بن عمرو بن حرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۰۴) معاذ بن عمرو بن الجموح رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۰۵) معوذ بن عمرو بن الجموح رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۰۶) خلاد بن عمرو بن الجموح رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۰۷) عقبه بن عامر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۰۸) حبيب بن اسود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۰۹) ثابت بن ثعلبة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۱۰) عمير بن الحارث رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۱۱) بشر بن البراء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۱۲) طفيل بن مالك رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۱۳) طفيل بن النعمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۱۴) سنان بن صفى رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۱۵) عبد الله بن جذ بن قيس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۱۶) خارجه بن حمير رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۱۷) جبار بن صخر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۱۸) يزيد المنذر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۱۹) عبد الله بن حمير رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۲۰) معقل بن المنذر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۲۱) سعاد بن زريق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۲۲) عبد الله بن مناف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۲۳) عبد الله بن قيس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۲۴) جابر بن عبد الله بن رباب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۲۵) معبد بن قيس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۲۶) نعمان بن سنان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۲۷) عبد الله بن مناف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۲۸) خلود بن قيس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۲۹) جابر بن عبد الله بن رباب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۳۰) نعيم بن قيس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۳۱) ابو المنذر يزيد بن عامر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۳۲) قطبة بن عامر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۳۳) سليم بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۳۴) عمنه بن غنمه رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۳۵) عيس بن عامر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۳۶) ثعلبة بن غنمه رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۳۷) ابواليسر كعب بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۳۸) سهل بن قيس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۳۹) عمرو بن طلق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۴۰) معاذ بن جبل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۴۱) قيس بن محسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 (۲۴۲) حارث بن قيس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ -

- (۲۳۳) جبیر بن ایاس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۳۵) عقبہ بن عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۳۷) مسعود بن خلدہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۳۹) اسعد بن یزید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۵۱) معاذ بن ماعص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۵۳) مسعود بن سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۵۵) خلاد بن رافع رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۵۷) زیاد بن لبید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۵۹) خالد بن قیس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۶۱) عطیہ بن نوریہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۶۳) غمارة خرم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۶۵) حارثہ بن النعمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۶۷) سمیل بن قیس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۶۹) مسعود بن اوس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۷۱) رافع بن حارث رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۷۳) معوذ بن حارث رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۷۵) نعمان بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۷۷) عبداللہ بن قیس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۷۹) ودیقہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۸۱) ثعلبہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۸۳) حارث بن صمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۸۵) انس بن معاذ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۸۷) ابو شیخ ابی بن ثابت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔ یعنی حسان بن ثابت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے بھائی۔
- (۲۸۸) ابو طلحہ زید بن سہل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۹۰) عمرو بن ثعلبہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۹۲) ابوسلیط بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۹۴) عامر بن امیہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۹۶) سواد بن غزیہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۹۸) ابوالاعور بن حارث رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۳۴) سعد بن عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۳۶) ذکوان بن عبد قیس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۳۸) عباد بن قیس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۵۰) فاکہ بن بشر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۵۲) عائد بن ماعص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۵۴) رفاعہ بن رافع رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۵۶) عبید بن زید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۵۸) فروة بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۶۰) جبلة بن ثعلبہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۶۲) خلیقہ بن عدی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۶۴) سراقہ بن کعب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۶۶) سلیم بن قیس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۶۸) عدی بن زغبار رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۷۰) ابو خزیمہ بن اوس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۷۲) عوف بن حارث رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۷۴) معاذ بن حارث رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۷۶) عامر بن مخلص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۷۸) عصیمہ اشجعی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۸۰) ابوالحمرء مولیٰ حارث بن عفراء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۸۲) سمیل بن عتیک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۸۴) ابی بن کعب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۸۶) اوس بن ثابت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۸۹) حارثہ بن سراقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۹۱) سلیط بن قیس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۹۳) ثابت بن خساء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۹۵) محرز بن عامر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۹۷) ابوزید قیس بن سکن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
- (۲۹۹) سلیم بن ملحان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

- (۳۰۰) حرام بن ملحان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۳۰۱) قیس بن ابی صعصعہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۳۰۲) عبداللہ بن کعب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۳۰۳) عسیمہ اسدی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۳۰۴) ابوداؤد عمیر بن عامر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۳۰۵) سراقہ بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۳۰۶) قیس بن مہلد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۳۰۷) نعمان بن عبد عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۳۰۸) حماک بن عبد عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۳۰۹) سلیم بن حارث رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۳۱۰) جابر بن خالد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۳۱۱) سعد بن سہیل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۳۱۲) کعب بن زید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۳۱۳) ملیل بن دبیرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۳۱۴) عتبان بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۳۱۵) بلال بن المعالی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
 (۳۱۶) عصمہ بن الحصین رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

(سیرۃ المصطفیٰ، جلد دوم صفحہ ۱۳۶ تا ۱۳۵)

۴) اللہ کے راستے میں نکلنے، سورج غروب ہوتے ہی آپ کے گناہ معاف

”روی عن سهل بن سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا رَأَى مَسْلِمٌ فِي سَبِيلِ
 اللهِ مُجَاهِدًا أَوْ سَاجِدًا أَوْ يَتِيمًا أَوْ غَدِيَّةً أَوْ نَسِيًّا أَوْ ذُو نُوْبَةٍ ط“

(الترغيب والترهيب: جلد ۲ صفحہ ۲۶۹)

سہل بن سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان بھی اللہ کے راستے میں شام کرتا ہے اس حال میں کہ وہ جہاد کر رہا ہو یا حج کرتے ہوئے تہلیل (لا الہ الا اللہ) پڑھ رہا ہو یا تلبیہ (لبیک اللہم لبیک الخ) پڑھ رہا ہو تو سورج اس مسلمان کے گناہوں کو لے کر ڈوبتا ہے۔

۵) نمازی کی نماز کا اثر سارے جہاں پر پڑتا ہے

جس طرح بچے کے رونے کا اثر پورے گھر کے ماحول پر پڑتا ہے۔ اسی طرح نمازی کی نماز کا اثر سارے جہاں پر پڑتا ہے۔ بارش نہ ہونے کی صورت میں نماز استسقاء پڑھنا، سورج گرہن کے وقت نماز کسوف پڑھنا اور چاند گرہن کے وقت نماز خسوف پڑھنا اس کی واضح دلیل ہے۔

انسانی زندگی کے مختلف مراحل کو اوقات نماز کے ساتھ خصوصی مناسبت ہے۔ مثلاً:

- * نماز فجر کو بچپن کے ساتھ مناسبت ہے۔ (دن کی ابتداء ہوتی ہے)
- * نماز ظہر کو جوانی کے ساتھ مناسبت ہے۔ (سورج اپنے عروج پر ہوتا ہے)
- * نماز عصر کو بڑھاپے کے ساتھ مناسبت ہے۔ (دن ڈھل جاتا ہے)
- * نماز مغرب کو موت کے ساتھ مناسبت ہے۔ (زندگی کا سورج ڈوب جاتا ہے)
- * نماز عشاء کو عدم کے ساتھ مناسبت ہے۔ (انسان کا دنیا سے نام و نشان مٹ جاتا ہے)

اس لئے نماز عشاء کو ٹلٹ لیل تک پڑھنا مستحب ہے، چوں کہ روشنی کا نام و نشان مٹ جاتا ہے، اور رات کے بعد پھر

دن ہوتا ہے اسی لئے قیامت کے دن کا تذکرہ ہے۔ یوم الدین اور یوم القیامت کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ لیل القیامت نہیں کہا گیا۔ (نماز کے اسرار و رموز: صفحہ ۸۳)

⑥ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان پر فرشتے بات کرتے تھے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض کیا، اس نے مجھ سے بغض کیا اور جس نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔ اور عرفات کی شام کو اللہ نے مسلمانوں پر عام طور سے فخر کیا لیکن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خاص طور سے فخر کیا اور اللہ نے جو نبی بھی بھیجا اس کی امت میں ایک مُحدِّث ضرور پیدا کیا اور اگر میری امت میں کوئی مُحدِّث ہوگا تو وہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ! مُحدِّث کون ہوتا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا جس کی زبان پر فرشتے بات کرتے ہیں۔

(حیاء الصحابہ: جلد ۳ صفحہ ۶۱۰)

④ حضرت جبریل علیہ السلام نے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو شاندار مناجات سکھائی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں مسجد میں جاؤں گا اور اللہ کی ایسی تعریف کروں گا کہ ویسی تعریف کسی نے نہیں کی ہوگی۔ چنانچہ جب وہ نماز پڑھ کر اللہ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے لئے بیٹھے تو انہوں نے اچانک اپنے پیچھے سے ایک بلند آواز سنی کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے۔ اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں اور ساری بادشاہت تیری ہے اور ساری خیریں تیرے ہاتھ میں ہیں اور سارے چھپے اور پوشیدہ امور تیری طرف ہی لوٹتے ہیں، ساری تعریفیں تیرے لئے ہیں تو ہر چیز پر قادر ہے، میرے پچھلے سارے گناہ معاف فرما اور آئندہ زندگی میں ہر گناہ اور ہر ناگواری سے میری حفاظت فرما اور ان پاکیزہ اعمال کی مجھے توفیق عطا فرما جن سے تو مجھ سے راضی ہو جائے، اور میری توبہ قبول فرما۔ حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے۔ (حیاء الصحابہ: جلد ۳، صفحہ ۶۱۰)

⑧ مؤمن کی موت پر فرشتے کی نرمی

حضرت سلمہ بن عطیہ اسدی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں، حضرت سلمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ایک آدمی کی عیادت کے لئے گئے۔ وہ نزع کی حالت میں تھا تو حضرت سلمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا، اے فرشتو! ان کے ساتھ نرمی کرو۔ اس بیمار آدمی نے کہا وہ فرشتہ کہہ رہا ہے میں ہر مؤمن کے ساتھ نرمی کرتا ہوں۔ (حیاء الصحابہ، جلد ۳، صفحہ ۶۰۹)

⑨ "يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ" کہہ کر دعائیں نکلنے، ظالم کے ظلم سے نجات ملے گی

حضرت لیث بن سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنا واقعہ اس طرح سنایا کہ میں نے طائف میں ایک آدمی سے کرایہ پر خچر لیا، کرایہ پردیے والے نے یہ شرط لگائی کہ وہ راستہ میں

جس منزل پر چاہے گا مجھے ٹھہرائے گا۔ چنانچہ وہ مجھے ایک ویرانے کی طرف لے کر چل پڑا اور وہاں پہنچ کر اس نے کہا، یہاں اتر جاؤ۔ میں وہاں اتر گیا تو دیکھا کہ بہت سے لوگ وہاں قتل ہوئے پڑے تھے۔ جب وہ مجھے قتل کرنے لگا تو میں نے کہا مجھے ذرا دو رکعت نماز پڑھنے دو، اس نے کہا پڑھ لو، تم سے پہلے ان لوگوں نے بھی نماز پڑھی تھی لیکن نماز سے انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا تھا۔ جب میں نماز پڑھ چکا تو وہ مجھے قتل کرنے کے لئے آگے بڑھا تو میں نے کہا ”يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ“ تو اس نے ایک آواز سنی کہ اسے قتل نہ کرو، وہ ایک دم ڈر گیا اور اس آواز والے کو تلاش کرنے گیا تو اسے کوئی نہ ملا، وہ واپس آیا تو میں نے اونچی آواز سے کہا ”يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ“ اس طرح تین مرتبہ ہوا پھر اچانک گھوڑے پر ایک سوار نمودار ہوا، اس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک نیزہ تھا اس نیزے کے سرے سے آگ کا شعلہ نکل رہا تھا۔ اس سوار نے اس کو اس زور سے نیزہ مارا کہ پار ہو کر کمر کی طرف نکل آیا اور وہ مرکز زمین پر گر گیا۔ پھر مجھ سے کہا جب تم نے پہلی مرتبہ ”يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ“ کہہ کر پکارا تھا تو میں اس وقت ساتویں آسمان پر تھا، جب تم نے دوبارہ پکارا تھا تو میں آسمان دنیا پر تھا، جب تم نے تیسری مرتبہ پکارا تو میں آپ کے پاس پہنچ گیا۔ (حیاء الصحابہ، جلد ۳، صفحہ ۶۰۶)

⑩ دشمن پر غالب ہونے کا نبوی نسخہ

حضرت ابو طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک غزوہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ دشمن سے مقابلہ ہوا، میں نے حضور ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: ”يَا مَالِكُ يَوْمَ الدِّينِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِينُ“ اے روزِ جزا کے مالک! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔“ میں نے دیکھا کہ دشمن کے آدمی گرتے چلے جا رہے ہیں اور فرشتے انہیں آگے سے پیچھے سے مار رہے ہیں۔ (حیاء الصحابہ، جلد ۳، صفحہ ۶۰۲)

⑪ لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں

- حضرت حسن بن علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا، لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں۔
- ① ایک تو وہ جسے بھلائی میں سے بہت حصہ ملا لیکن اس کے اخلاق اچھے نہیں۔
 - ② وہ جس کے اخلاق تو اچھے ہیں لیکن بھلائی کے کاموں میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔
 - ③ وہ جس کے نہ اخلاق اچھے ہوں اور نہ بھلائی کے کاموں میں اس کا کوئی حصہ ہے۔ (یہ تمام لوگوں میں سب سے برا ہے)
 - ④ چوتھا وہ جس کے اخلاق بھی اچھے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں اس کا حصہ بھی خوب ہے، یہ لوگوں میں سب سے افضل ہے۔ (حیاء الصحابہ، جلد ۳، صفحہ ۵۹۰)

⑫ اے گناہ کرنے والے، گناہ کے برے انجام سے مطمئن نہ ہو جانا

حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا، اے گناہ کرنے والے، گناہ کے برے انجام سے مطمئن نہ ہو جانا، گناہ کرنے کے بعد بعض ایسی باتیں ہوتی ہیں جو گناہ سے بھی بڑی ہوتی ہیں۔ گناہ کرتے ہوئے تمہیں اپنے دائیں بائیں کے فرشتوں سے شرم نہ آئی، تم نے جو گناہ کیا ہے یہ اس سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہے۔ تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تمہارے ساتھ کیا

کریں گے اور پھر تم ہنستے ہو تمہارا یہ ہنسنا گناہ سے بھی بڑا ہے اور جب تمہیں گناہ کرنے میں کامیابی حاصل ہو جاتی ہے اور تم اس گناہ پر خوش ہوتے ہو تو تمہاری یہ خوشی اس گناہ سے بھی بڑی ہے اور جب تم گناہ نہ کر سکو اور اس پر تم غمگین ہو جاؤ تو تمہارا یہ غمگین ہونا اس گناہ کے کر لینے سے زیادہ بڑا ہے۔ گناہ کرتے ہوئے ہوا کے چلنے سے تمہارے دروازہ کا پردہ ہل جائے، اس سے تم ڈرتے ہو اور اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے اس سے تمہارا دل پریشان نہیں ہوتا تو یہ کیفیت اس گناہ کے کر لینے سے بڑا گناہ ہے۔ (حیاء الصحابہ، جلد ۳ صفحہ ۵۸۸)

۱۳) دشمن سے کنارہ کش رہو اور دوست کے ساتھ چوکنا ہو کر چلو

ایک آدمی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا، اے ابوالمنذر! آپ مجھے کچھ وصیت فرما دیں۔ فرمایا: لایعنی والے کام میں ہرگز نہ لگو اور دشمن سے کنارہ کش رہو۔ اور دوست کے ساتھ چوکنے ہو کر چلو (دوستی میں تم سے غلط کام نہ کرو والے) زندہ آدمی کی انہیں باتوں پر رشک کرو جن باتوں پر مر جانے والے پر رشک کرتے ہو یعنی نیک اعمال اور اچھی صفات پر اور اپنی حاجت اس آدمی سے نہ طلب کرو جسے تمہاری حاجت پوری کرنے کی پرواہ نہیں ہے۔

(حیاء الصحابہ، جلد ۳، صفحہ ۵۸۷)

۱۴) مؤمن چار حالتوں کے درمیان رہتا ہے

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، مؤمن چار حالتوں کے درمیان رہتا ہے اگر کسی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو صبر کرتا ہے اور اگر کوئی نعمت ملتی ہے تو شکر کرتا ہے اور اگر بات کرتا ہے تو سچ بولتا ہے اور اگر کوئی فیصلہ کرتا ہے تو انصاف والا فیصلہ کرتا ہے اور ایسے مؤمن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿نُورٌ عَلٰی نُورٍ﴾ (سورہ نور، آیت: ۳۵)

مؤمن پانچ قسم کے نوروں میں چلتا پھرتا ہے اس کا کلام نور ہے اور اس کا علم نور ہے، مؤمن اندر جاتا ہے تو نور میں اور باہر آتا ہے تو نور سے اور قیامت کے دن یہ نور کی طرف لوٹ کر جائے گا۔ اور کافر پانچ قسم کی ظلمتوں (اندھیروں) میں چلتا پھرتا ہے۔ اس کا کلام ظلمت ہے، اس کا عمل ظلمت ہے، کافر اندر جاتا ہے تو ظلمت میں اور باہر آتا ہے تو ظلمت سے اور قیامت کے دن یہ بے شمار ظلمتوں کی طرف لوٹ کر جائے گا۔ (حیاء الصحابہ، جلد ۳، صفحہ ۵۸۶)

۱۵) فتنہ تین آدمیوں کے ذریعہ سے آتا ہے

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، فتنہ تین آدمیوں کے ذریعہ سے آتا ہے۔ ایک تو اس ماہر اور طاقت ور عالم کے ملحد ہو جانے کے ذریعہ سے جو اٹھنے والی ہر چیز کا تلوار کے ذریعہ سے قلع قمع کر دیتا ہے، دوسرے اس بیان والے کے ذریعہ سے جو فتنہ کی دعوت دیتا ہے۔ تیسرے سردار اور حاکم کے ذریعہ سے۔ عالم اور بیان کرنے والے کو تو فتنہ منہ کے بل گرا دیتا ہے البتہ سردار کو فتنہ خوب کر دیتا ہے اور پھر جو کچھ اس کے پاس ہوتا ہے اس سب کو فتنہ میں مبتلا کر دیتا ہے۔

(حیاء الصحابہ، جلد ۳، صفحہ ۵۸۵)

۱۶) فتنہ جب آتا ہے تو بالکل حق جیسا لگتا ہے

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، فتنوں سے بچ کر رہو اور کوئی آدمی خود اٹھ کر فتنے کی طرف نہ جائے کیونکہ اللہ

کی قسم! جو بھی از خود اٹھ کر فتنوں کی طرف جائے گا اسے فتنے ایسے بہا کر لے جائیں گے جیسے سیلاب کوڑے کے ڈھیر کو بہا کر لے جاتا ہے۔ فتنہ جب آتا ہے تو بالکل حق جیسا لگتا ہے یہاں تک کہ جاہل کہتا ہے کہ یہ تو حق جیسا ہے (اس وجہ سے لوگ فتنہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں) لیکن جب جاتا ہے تو اس وقت صاف پتہ چل جاتا ہے کہ یہ تو فتنہ تھا۔ لہذا جب تم فتنہ کو دیکھو تو اس سے بچ کر رہو اور گھروں میں بیٹھ جاؤ اور تلواریں توڑ ڈالو اور کمان کی تانت کے ٹکڑے کر دو۔ (حیاء الصحابہ، جلد ۳ صفحہ ۵۸۵)

①۷ دل چار قسم کے ہوتے ہیں

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، دل چار قسم کے ہوتے ہیں:

① ایک وہ دل جس پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ یہ تو کافر کا دل ہے۔

② دوسرا دوسرا دل یہ منافق کا دل ہے۔

③ تیسرا وہ صاف ستھرا دل جس میں چراغ روشن ہے یہ مؤمن کا دل ہے۔

④ چوتھا وہ دل جس میں نفاق بھی ہے اور ایمان بھی۔ ایمان کی مثال درخت جیسی ہے جو عمدہ پانی سے بڑھتا ہے اور نفاق

کی مثال پھوڑے جیسی ہے جو پیپ اور خون سے بڑھتا ہے۔ ایمان اور نفاق میں سے جس کی صفات غالب آجائیں گی وہی

غالب آجائے گا۔ (حیاء الصحابہ، جلد ۳، صفحہ ۵۸۴)

①۸ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درد بھرا خط — حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام

حضرت معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک ساتھی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت

سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط میں لکھا کہ اے میرے بھائی! اپنی صحت اور فراغت کو اس بلاء کے آنے سے پہلے غنیمت سمجھو

جس کو تمام بندے مل کر نہیں آ سکتے (اس بلاء سے مراد موت ہے) اور مصیبت زدہ کی دعا کو غنیمت سمجھو۔ اور اے میرے

بھائی! مسجد تمہارا گھر ہونا چاہئے، یعنی مسجد میں زیادہ وقت اعمال میں گزرے کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے

ہوئے سنا کہ مسجد ہر متقی کا گھر ہے اور مسجد جن لوگوں کا گھر ہوگی ان کے لئے اللہ نے یہ ذمہ داری لے رکھی ہے کہ انہیں خوشی

اور راحت نصیب ہوگی اور وہ پل صراط کو پار کر کے اللہ کی رضامندی حاصل کریں گے اور اے میرے بھائی! یتیم پر رحم کرو

اسے اپنے قریب کرو اور اسے اپنے کھانے میں سے کھلاؤ کیونکہ ایک مرتبہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

حاضر ہو کر اپنے دل کی سختی کی شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارا دل نرم ہو جائے۔ اس نے کہا،

جی ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یتیم کو اپنے سے قریب کرو اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرو اور اسے اپنے کھانے میں سے کھلاؤ،

اس سے تمہارا دل نرم ہو جائے گا اور تمہاری ہر ضرورت پوری ہوگی۔ اے میرے بھائی! اتنا جمع نہ کرو جس کا تم شکر ادا نہ کر سکو

کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ دنیا والا انسان جس نے اس دنیا کے خرچ کرنے میں اللہ کی

اطاعت کی تھی اسے قیامت کے دن اس حال میں لایا جائے گا کہ وہ آگے آگے ہوگا اور اس کا مال پیچھے ہوگا، وہ جب بھی پُر

صراط پر لڑکھڑائے گا تو اس کا مال اس سے کہے گا کہ تم بے فکر ہو کر چلتے رہو (تم جہنم میں نہیں گر سکتے کیونکہ) مال کا جو حق

تمہارے ذمہ تھا وہ تم نے ادا کیا تھا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس آدمی نے اس دنیا کے بارے میں اللہ کی اطاعت نہیں

کی تھی اسے اس حال میں لایا جائے گا کہ اس کا مال اس کے کندھوں کے درمیان ہوگا اور اس کا مال اسے ٹھوکر مار کر کہے گا، تیرا

ناس ہو تو نے میرے بارے میں اللہ کے حکم پر عمل کیوں نہیں کیا؟ یہ مال اس کے ساتھ بار بار ایسا ہی کرتا رہے گا، یہاں تک کہ وہ ہلاکت کو پکارنے لگے گا اور اے میرے بھائی! مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ تم نے ایک خادم خریدا ہے حالانکہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بندہ کا اللہ سے اور اللہ کا بندے سے تعلق اس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ اس کی خدمت نہ کی جائے اپنے کام وہ خود کرے اور جب اس کی خدمت ہونے لگتی ہے تو اس پر حساب واجب ہو جاتا ہے۔ ام درداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے مجھ سے ایک خادم مانگا تھا اور میں ان دنوں مالدار بھی تھا لیکن میں نے چونکہ حساب والی حدیث سن رکھی تھی اس وجہ سے مجھے خادم خریدنا پسند نہ آیا اور اے میرے بھائی! میرے لئے اور تمہارے لئے کون اس بات کی ضمانت دے سکتا ہے کہ ہم قیامت کے دن ایک دوسرے سے مل سکیں گے اور ہمیں حساب کا کوئی ڈر نہ ہوگا؟ اور اے میرے بھائی! حضور ﷺ کے صحابی ہونے کی وجہ سے دھوکے میں مت آ جانا کیونکہ ہم نے حضور ﷺ کے بعد بہت لمبا عرصہ گزار لیا ہے اور اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ ہم نے حضور ﷺ کے بعد کیا کیا ہے۔ (حیاء الصحابہ، جلد ۳، صفحہ ۵۸۰)

۱۹) اپنی مصیبت کا کسی سے شکوہ نہ کرو

حضرت ابوالدرداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا، تین کام ایسے ہیں جن کو کرنے سے ابن آدم کے سارے کام قابو میں آجائیں گے۔ ① تم اپنی مصیبت کا کسی سے شکوہ نہ کرو ② اپنی بیماری کسی کو مت بتاؤ اور اپنی زبان سے اپنی خوبیاں بیان نہ کرو ③ اپنے آپ کو مقدس اور پاکیزہ مت سمجھو۔ (حیاء الصحابہ، جلد ۳، صفحہ ۵۸۰)

۲۰) زندگی بھر خیر کو تلاش کرتے رہو

حضرت ابوالدرداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا، زندگی بھر خیر کو تلاش کرتے رہو، اللہ کی رحمت کے جھونکوں کے سامنے خود کو لاتے رہو، کیونکہ اللہ کی رحمت کے جھونکے چلتے رہتے ہیں، جنہیں اللہ اپنے جن بندوں پر چاہتے ہیں بھیج دیتے ہیں اور اللہ سے یہ سوال کرو کہ وہ تمہارے عیبوں پر پردہ ڈالے اور تمہاری خوف کی جگہوں کو امن والا بنائے (حیاء الصحابہ، جلد ۳، صفحہ ۵۷۹)

۲۱) جنازہ ایک زبردست اور موثر نصیحت ہے

حضرت شریح بن حبیل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں، حضرت ابودرداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جب کوئی جنازہ دیکھتے تو فرماتے، تم صبح کو جا رہے ہو، شام کو ہم بھی تمہارے پاس آجائیں گے، یا تم شام کو جا رہے ہو صبح کو ہم بھی آجائیں گے۔ جنازہ ایک زبردست اور موثر نصیحت ہے لیکن لوگ کتنی جلدی غافل ہو جاتے ہیں، نصیحت حاصل کرنے کے لئے موت کافی ہے ایک ایک کر کے لوگ جا رہے ہیں اور آخر میں ایسے لوگ رہتے جا رہے ہیں جنہیں کچھ سمجھ نہیں ہے۔ (جنازہ دیکھ کر پھر اپنے دنیوی کاموں میں لگے رہتے ہیں)۔ (حیاء الصحابہ، جلد ۳، صفحہ ۵۷۸)

۲۲) وہ قوم جس کے گھر قبر میں بدل گئے

حضرت ابوالدرداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے تھے، اے دمشق والو! کیا تمہیں شرم نہیں آتی؟ اتنا مال جمع کر رہے ہو، جسے تم کھا نہیں سکتے اور اتنے گھر بنا رہے ہو جن میں تم رہ نہیں سکتے اور اتنی بڑی امیدیں لگا رہے ہو جن تک تم پہنچ نہیں سکتے اور تم

سے پہلے کی قومیں مال جمع کر کے محفوظ کر لیتی تھیں اور انہوں نے بڑی لمبی امیدیں لگا رکھی تھیں اور بڑی مضبوط عمارتیں بنائی تھیں لیکن اب وہ سب ہلاک ہو چکی ہیں اور ان کی امیدیں دھوکہ ثابت ہوئیں اور ان کے گھر قبر بن چکے ہیں، یہ ”قومِ عاد“ ہے جن کے مال اور اولاد سے عدن سے عمان تک کا سارا علاقہ بھرا ہوا تھا لیکن اب مجھ سے ”عاد“ کا سارا ترکہ دودرہم میں خریدنے کے لئے کون تیار ہے؟ (حیاء الصحابہ، جلد ۳ صفحہ ۵۷۷)

۲۳) جو لوگوں کے عیب تلاش کرے گا اس کا غم لمبا ہوگا

حضرت ابوالدرداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا، تم لوگوں کو ان چیزوں کا مکلف نہ بناؤ جن کے وہ (اللہ کی طرف سے) مکلف نہیں ہیں، لوگوں کا رب تو ان کا محاسبہ نہ کرے اور تم ان کا محاسبہ کرو، یہ ٹھیک نہیں۔ اے ابن آدم! تو اپنی فکر کر کیونکہ جو لوگوں میں نظر آنے والے عیوب تلاش کرے گا، اس کا غم لمبا ہوگا اور اس کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہو سکے گا (حیاء الصحابہ، جلد ۳، صفحہ ۵۷۶)

۲۴) زمین کسی کو پاک نہیں بناتی، انسان تو اپنے عمل سے پاک اور مقدس بنتا ہے

حضرت یحییٰ بن سعید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں حضرت ابوالدرداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ (دمشق میں رہتے تھے انہوں نے) حضرت سلمان فارسی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو خط میں لکھا کہ آپ (دمشق کی) پاک سرزمین میں تشریف لے آئیں۔ حضرت سلمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے انہیں جواب میں لکھا کہ زمین کسی کو پاک نہیں بناتی انسان تو اپنے عمل سے پاک اور مقدس بنتا ہے اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ کو وہاں طبیب (یعنی قاضی) بنا دیا گیا ہے اگر آپ کے ذریعہ سے بیماروں کو صحت مل رہی ہے یعنی آپ عدل و انصاف والے فیصلے کر رہے ہیں تو پھر تو بہت اچھی بات ہے، شاہد ہو آپ کو اور اگر آپ کو طب نہیں آتی اور زبردستی حکیم و طبیب بنے ہوئے ہیں تو پھر آپ کسی انسان کو (غلط فیصلہ کر کے) مار ڈالنے سے بچیں ورنہ آپ کو جہنم میں جانا ہوگا۔ چنانچہ حضرت ابوالدرداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جب بھی دو آدمیوں میں فیصلہ کرتے اور وہ دونوں پشت، پھیر کر جانے لگتے تو انہیں دیکھ کر فرماتے، میں تو اللہ کی قسم! اناڑی حکیم ہوں تم دونوں میرے پاس واپس آ کر اپنا سارا واقعہ دوبارہ سناؤ (یعنی بار بار تحقیق کر کے فیصلہ کرتے)۔ (حیاء الصحابہ، جلد ۳، صفحہ ۵۷۵)

۲۵) تین آدمیوں پر ہنسی آتی ہے اور تین چیزوں سے رونا آتا ہے

حضرت جعفر بن برقان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت سلمان فارسی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے تھے کہ مجھے تین آدمیوں پر ہنسی آتی ہے اور تین چیزوں سے رونا آتا ہے۔ ایک تو اس آدمی پر ہنسی آتی ہے جو دنیا کی امیدیں لگا رہا ہے حالانکہ موت اسے تلاش کر رہی ہے۔ دوسرے اس آدمی پر جو غفلت میں پڑا ہوا ہے اور اس سے غفلت نہیں برتی جا رہی ہے۔ یعنی نرشتے اس کا ہر برا عمل لکھ رہے ہیں اور اسے ہر عمل کا بدلہ ملے گا۔ تیسرے منہ بھر کر ہنسنے والے پر جسے معلوم نہیں ہے کہ اس نے اپنے رب کو خوش کر رکھا ہے یا ناراض۔ اور مجھے تین چیزوں سے رونا آتا ہے۔ پہلی چیز محبوب دوستوں یعنی حضرت محمد ﷺ اور ان کی جماعت کی جدائی، دوسری موت کی سختی کے وقت آخرت کے نظر آنے والے مناظر کی ہولناکی۔ تیسری اللہ رب العالمین کے سامنے کھڑا ہونا جبکہ مجھے یہ معلوم نہیں ہوگا کہ میں جہنم میں جاؤں گا یا جنت میں۔ (حیاء الصحابہ، جلد ۳، صفحہ ۵۷۴)

۲۶) حق وزنی ہوتا ہے اور باطل ہلکا ہوتا ہے

حضرت ابن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا، حق (نفس پر) بھاری ہوتا ہے لیکن اس کا انجام اچھا ہوتا ہے اور باطل ہلکا لگتا ہے لیکن اس کا انجام برا ہوتا ہے اور انسان کی بہت سی خواہشیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کے نتیجے میں انسان کو بڑے لمبے عرصے تک اٹھانے پڑتے ہیں۔

حضرت ابن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کبھی دلوں میں نیک اعمال کا بڑا شوق اور جذبہ ہوتا ہے اور کبھی شوق اور جذبہ بالکل نہیں رہتا تو جب دل میں شوق اور جذبہ ہو تو اسے تم لوگ غنیمت سمجھو اور جب شوق اور جذبہ بالکل نہ ہو تو دل کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ (حیاء الصحابہ، جلد ۳ صفحہ ۵۷۱)

۲۷) دنیا کا صاف حصہ چلا گیا اور گدلا حصہ رہ گیا ہے

حضرت ابن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا، مجھے اس آدمی پر بہت غصہ آتا ہے جو مجھے فارغ نظر آتا ہے نہ آخرت کے کسی عمل میں لگا ہوا ہے اور نہ دنیا کے کسی کام میں۔ حضرت ابن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا، مجھے تم میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں ملنا چاہئے جو رات کو مردہ پڑا رہے اور دن کو ”قطرب“ کیڑے کی طرح پھدکتا پھرے یعنی رات بھر تو پڑا سوتا ہے اور دن میں دنیا کے کاموں میں خوب بھاگ دوڑ کرے۔

حضرت عبداللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا دنیا کا صاف حصہ تو چلا گیا اور گدلا حصہ رہ گیا ہے لہذا آج تو موت ہر مسلمان کے لئے تحفہ ہے۔ (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیہ، جلد ۱، صفحہ ۱۳۱)

ایک روایت میں یہ ہے کہ دنیا تو پہاڑ کی چوٹی کے تالاب کی طرح ہے جس کا صاف حصہ جا چکا ہے اور گدلا حصہ رہ گیا ہے۔ (اخرجہ ابو نعیم، جلد ۱ صفحہ ۱۳۲)

۲۸) سب سے زیادہ ڈر عورتوں کی آزمائش کا ہے

حضرت معاذ بن جبل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا، تین کام ایسے ہیں جو انہیں کرے گا وہ اپنے آپ کو بے زاری اور نفرت کے لئے پیش کرے گا یعنی لوگ اس سے بے زار ہو کر نفرت کریں گے، غیر تعجب کی بات پر ہنسنا اور بغیر جاگے رات بھر سونا اور بغیر بھوک کے کھانا۔ (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیہ، جلد ۱ صفحہ ۲۳۷)

حضرت معاذ بن جبل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا، تنگدستی کی آزمائش سے تم لوگوں کا امتحان لیا گیا۔ اس میں تو تم کامیاب ہو گئے، تم نے صبر سے کام لیا، اب خوش حالی کی آزمائش میں ڈال کر تمہارا امتحان لیا جائے گا اور مجھے تم پر سب سے زیادہ ڈر عورتوں کی آزمائش کا ہے۔ جب وہ سونے، چاندی کے کنگن پہن لیں گی اور ملک شام کی باریک اور یمن کی پھول دار چادریں پہن لیں گی تو وہ مالدار مرد کو تھکا دیں گی اور فقیر مرد کے ذمہ ایسی چیزیں لگا دیں گی جو اسے میسر نہیں ہوں گی۔

(اخرجہ ابو نعیم فی الحلیہ، جلد ۱، صفحہ ۲۳۷)

۲۹) اپنے ذمہ داروں کی خیر خواہی کرو ان کو دھوکہ نہ دو

حضرت سعید بن ابی سعید مقبری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں، حضرت ابو عبیدہ بن جراح رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی قبر اردن

میں ہے، جب وہ طاغون میں مبتلا ہوئے تو وہاں جتنے مسلمان تھے ان سب کو بلا کر فرمایا، میں تمہیں وصیت کرنے لگا ہوں اگر تم اسے قبول کرو گے تو ہمیشہ خیر پر رہو گے۔ نماز کو قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، صدقہ خیرات دو، حج اور عمرہ کرتے رہو، ایک دوسرے کو وصیت کرو، اپنے امیروں کی خیر خواہی کرو، ان کو دھوکہ نہ دو، اور دنیا تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پائے، اگر کسی آدمی کو ہزار برس کی زندگی بھی مل جائے تو آخر اسے اسی جگہ جانا ہوگا جہاں آج تم مجھے جاتا ہوا دیکھ رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمام بنی آدم پر موت کو لکھ دیا ہے۔ لہذا ان سب کو مرنا ہے اور ان میں سب سے زیادہ عقل مند وہ ہے جو اپنے رب کی سب سے زیادہ اطاعت کرنے والا اور اپنی آخرت کے لئے سب سے زیادہ عمل کرنے والا ہے والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اے معاذ بن جبل! آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور پھر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ پھر حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمایا، اے لوگو! تم اللہ کے سامنے اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرو کیونکہ جو بندہ بھی گناہوں سے توبہ کرے گا اللہ کے سامنے حاضر ہوگا تو اس کا اللہ پر یہ حق ہوگا کہ اللہ اس کے سارے گناہ معاف کر دے لیکن اس توبہ سے قرض معاف نہیں ہوگا وہ تو ادا ہی کرنا ہوگا کیونکہ بندہ اپنے قرضہ کے بدلے میں گروی رکھ دیا جائے گا، تم میں سے جس نے اپنے بھائی کو چھوڑا ہوا ہے، اسے چاہئے کہ وہ خود جا کر اپنے بھائی سے ملاقات کرے اور اس سے مصافحہ کرے، کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ نہ چھوڑے کیوں کہ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

(اخرجہ ابن عساکر کذا فی منتخب الكنز، جلد ۵، صفحہ ۷۴)

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، مؤمن کے دل کی مثال چڑیا جیسی ہے جو ہر دن نامعلوم کتنی مرتبہ ادھر ادھر پلٹتا رہتا ہے (اس لئے آدمی مشورہ کے تابع ہو کر چلے)۔ (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ، جلد ۱ صفحہ ۱۰۲)

۳۰) پرانے گناہوں کو نئی نیکیوں کے ذریعہ سے ختم کرو

حضرت نمران بن ثمر ابو الحسن رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر میں چلے جا رہے تھے۔ فرمانے لگے بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنے کپڑوں کو تو خوب اُجلا اور سفید کر رہے ہیں، لیکن اپنے دین کو میلا کر رہے ہیں یعنی دین کا نقصان کر کے دنیا اور ظاہری شان و شوکت حاصل کر رہے ہیں، غور سے سنو! بہت سے لوگ دیکھنے میں تو اپنے نفس کا اکرام کرنے والے ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ اپنے نفس کی بے عزتی کرنے والے ہوتے ہیں، پرانے گناہوں کو نئی نیکیوں کے ذریعہ سے ختم کرو اگر تم میں سے کوئی اتنے گناہ کر لے جس سے زمین و آسمان کے درمیان کا خلا بھر جائے اور پھر وہ ایک نیکی کر لے تو یہ نیکی ان سب گناہوں پر غالب آ جائے گی۔ (عند ابن السمعانی کذا فی الكنز، جلد ۸ صفحہ ۲۳۶)

۳۱) اپنی رائے کو وحی کی طرح حق نہ سمجھئے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، اے ابو الحسن! مجھے کچھ نصیحت کرو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ ① آپ اپنے یقین کو شک نہ بنائیں (یعنی مثلاً روزی کا ملنا یقینی ہے، اس کی تلاش میں اس طرح اور اتنا نہ لگیں کہ گویا آپ کو اس میں کچھ شک ہے) ② اور اپنے علم کو جہالت نہ بنائیں (جو علم پر عمل نہیں کرتا وہ اور جاہل دونوں برابر ہوتے ہیں) ③ اور اپنے گمان کو حق نہ سمجھیں (یعنی آپ اپنی رائے کو وحی کی طرح حق نہ سمجھیں)۔ اور یہ بات آپ جان لیں کہ آپ کی دنیا تو صرف اتنی ہے کہ جو آپ کو ملی اور آپ نے اسے آگے چلا

دیایا تفسیم کر کے برباد کر دیا یا پہن کر پرانا کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اے ابوالحسن! آپ نے سچ کہا۔
(اخرج ابن عساکر کذا فی الکفر، جلد ۸، صفحہ ۲۲۱)

۳۲) علمائے کرام اس مضمون کو ضرور پڑھیں

ہمارے اس مضمون میں ایک نہایت ہی اہم دینی ضرورت یہ ہے کہ ہمارے جید الاستاذ علماء کرام چھوٹے چھوٹے بچوں کو انگلش اور ہندی اور مقامی زبان سکھانے کے لئے اسلامی طرز پر ایک کورس تیار کریں، جس میں جانداروں کی تصاویر بالکل نہ ہوں اور غیر اسلامی ناموں کے بجائے اسلامی نام ہوں، اور اسکولوں میں رائج کورس میں جو غیر اسلامی مضامین ہوتے ہیں ان سے بھی وہ کورس پاک و صاف ہو بلکہ اسلامی عقائد اور ہمارے اسلاف کے واقعات و کارناموں سے وہ آراستہ ہو، جس سے بچے زبان دانی کے ساتھ اسلام کے عقائد و آداب سے بھی واقف ہوں بلکہ ہمارے اسلاف کے کارناموں سے بھی آگاہ ہوں۔

چنانچہ کچھ حساس بیدار مغز علماء کرام نے اس دینی ضرورت کو محسوس کر کے اسلامی طرز پر مقامی زبان سکھانے والی ابتدائی و بنیادی کتابیں تالیف کرنا شروع بھی کر دیا ہے اور کچھ حضرات نے ایسی ہی کچھ کتابیں شائع بھی کر دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مبارک محنتوں کو قبول فرمائے اور تکمیل تک پہنچائے اور ہمارے عوام کو ان کی قدر دانی نصیب فرمائے۔ آمین

اس کام کی بڑی اہمیت اس بنا پر ہے کہ اسکولوں میں رائج کورس کو پڑھ کر ہمارے بچوں کا ذہن غیر اسلامی بنتا ہے، مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دینے کی تصویر دیکھ کر اور ان کو سولی دینے کا مضمون پڑھ کر بچوں کا ذہن قرآن کے خلاف بنتا ہے، قرآن تو صاف الفاظ میں کہتا ہے: ﴿وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ﴾ (سورۃ النساء، آیت: ۱۵۷) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے دشمنوں نے قتل نہیں کیا اور نہ سولی دی۔ اسی طرح دوسرے غیر اسلامی مضامین پڑھ کر عقائد خراب ہوتے ہیں، حالانکہ عقائد ہی اصل ایمان ہے۔

۳۳) عنقریب بچے حاکم بن جائیں گے اور لوگوں میں اپنی مرضی اور

خواہش کے فیصلے کریں گے

حضرت ابو زید مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر کھڑے ہو کر بیان فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ سے ایک سیڑھی نیچے کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا، تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ابو ہریرہ کو اسلام کی ہدایت دی اور تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ابو ہریرہ کو قرآن سکھایا اور تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے کا موقع عنایت فرما کر ابو ہریرہ پر بڑا احسان فرمایا۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے خمیری روٹی کھلائی اور اچھا کپڑا پہنایا، تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے بنت غزوان سے میری شادی کرادی۔ حالانکہ پہلے میں پیٹ بھر کھانے کے بدلے اس کے پاس مزدوری پر کام کرتا تھا اور وہ مجھے سواری دیا کرتی تھی اور اب میں اسے سواری دیتا ہوں جیسے وہ دیا کرتی تھیں، پھر فرمایا عربوں کے لئے ہلاکت ہو کہ ایک بہت بڑا شرقریب آگیا ہے اور ان کے لئے ہلاکت ہو کہ عنقریب بچے حاکم

بن جائیں گے اور لوگوں میں اپنی مرضی اور خواہش کے فیصلے کریں گے اور غصہ میں آ کر لوگوں کو ناحق قتل کریں گے۔

(حیاء الصحابہ، جلد ۳، صفحہ ۵۴۵)

۳۴) دنیا نے اپنے ختم ہونے کا اعلان کر دیا ہے اور پیٹھ پھیر کر تیزی سے جا رہی ہے

حضرت خالد بن عمیر عدوی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں، حضرت عتبہ بن غزوآن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بصرہ کے گورنر تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے ہم لوگوں میں بیان کیا تو پہلے اللہ کی حمد و ثنائیاں کی، پھر فرمایا اما بعد! دنیا نے اپنے ختم ہو جانے کا اعلان کر دیا ہے اور پیٹھ پھیر کر تیزی سے جا رہی ہے اور دنیا میں سے بس تھوڑا سا حصہ باقی رہ گیا ہے جیسے برتن میں اخیر میں تھوڑا سا رہ جاتا ہے۔ اور آدمی اسے چوس لیتا ہے اور تم یہاں سے منتقل ہو کر ایسے جہان میں چلے جاؤ گے جو کبھی ختم نہیں ہوگا لہذا جو اچھے اعمال تمہارے پاس موجود ہیں ان کو لے کر اگلے جہان میں جاؤ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ جہنم کے کنارے سے ایک پتھر پھینکا جائے گا جو ستر (۷۰) سال تک جہنم میں گرتا رہے گا لیکن پھر بھی اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکے گا، اللہ کی قسم! یہ جہنم بھی ایک دن انسانوں سے بھر جائے گی، کیا تمہیں اس پر تعجب ہو رہا ہے؟ اور ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جنت کے دروازے کے دو پتوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہے لیکن ایک دن ایسا آئے گا کہ جنتیوں کے هجوم کی وجہ سے اتنا چوڑا دروازہ بھی بھرا ہوا ہوگا اور میں نے وہ زمانہ بھی دیکھا ہے کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ صرف سات آدمی تھے اور میں بھی ان میں شامل تھا اور ہمیں کھانے کو صرف درختوں کے پتے ملتے تھے جنہیں مسلسل کھانے کی وجہ سے ہمارے جڑے بھی زخمی ہو گئے تھے اور مجھے ایک گری پڑی چادر ملی تھی، میں نے اس کے دو ٹکڑے کئے ایک ٹکڑے کو میں نے لنگی بنا لیا اور ایک کو حضرت سعد بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے۔ ایک زمانہ میں تو ہمارے فقر و فاقہ کا یہ حال تھا اور آج ہم میں سے ہر ایک کسی نہ کسی شہر کا گورنر بنا ہوا ہے اور میں اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں اپنی نگاہ میں تو بڑا ہوں اور اللہ کے یہاں چھوٹا ہوں۔

(اخرجہ مسلم کذا فی الترغیب، جلد ۵، صفحہ ۱۷۹)

حاکم کی روایت کے آخر میں یہ مضمون بھی ہے کہ ہر نبوت کی لائن دن بدن کم ہوتی چلی گئی ہے اور بالآخر اس کی جگہ

بادشاہت نے لے لی ہے اور میرے بعد تم اور گورنروں کا تجربہ کر لو گے۔ (اخرجہ الحاکم فی المستدرک، جلد ۳، صفحہ ۲۶۱)

۳۵) سانپ مارنے کی عجیب فضیلت

حضرت ابوالاحوص جشمی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں ایک دن حضرت ابن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بیان فرما رہے تھے کہ اتنے میں انہیں دیوار پر سانپ چلتا ہوا نظر آیا، انہوں نے بیان چھوڑ کر چھڑی سے اسے اتنا مارا کہ وہ مر گیا، پھر فرمایا میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی سانپ کو مارا تو گویا اس نے ایسے مشرک آدمی کو مارا ہے جس کا خون بہانا حلال ہو گیا ہو۔ (اخرجہ احمد، جلد ۱، صفحہ ۴۲۱)

۳۶) لوگوں میں لگ کر اپنے سے غافل نہ ہو جاؤ

ایک مرتبہ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ایک آدمی کو یہ نصیحت فرمائی کہ لوگوں میں لگ کر اپنے آپ سے غافل نہ ہو جاؤ کیونکہ تم سے اپنے بارے میں پوچھا جائے گا لوگوں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔! دھرا دھرا پھر کر دن نہ گزار دیا کرو

کیونکہ تم جو بھی عمل کرو گے وہ محفوظ کر لیا جائے گا۔ جب تم سے کوئی برا کام ہو جایا کرے تو اس کے بعد فوراً کوئی نیکی کا کام کر لیا کرو کیونکہ جس طرح نئی نیکی پرانے گناہ کو بہت زیادہ تلاش کرتی ہے اور اسے جلدی سے پالیتی ہے اس طرح اس سے زیادہ تلاش کرنے والی میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی۔ (اخرجہ الدنیوری کذافی الکفر، جلد ۸ صفحہ ۲۰۸)

۳۷) آپس کا جوڑ سراسر رحمت ہے اور آپس کا توڑ عذاب ہے

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر ارشاد فرمایا جو تھوڑے پر شکر نہیں کرتا وہ زیادہ پر بھی نہیں کر سکتا اور جو انسانوں کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی نہیں کر سکتا اور اللہ کی نعمتوں کو بیان کرنا بھی شکر ہے اور انہیں بیان نہ کرنا ناشکری ہے، آپس کا جوڑ سراسر رحمت ہے اور آپس کا توڑ عذاب ہے۔ راوی کہتے ہیں حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تم سوا ادا عظیم کو چھٹے رہو یعنی علماء حق سے جڑے رہو۔ (حیاء الصحاب، جلد ۳ صفحہ ۴۵۶)

۳۸) فرض نمازوں کے پانچ ہونے کی حکمت

سؤال: نمازیں پانچ ہی کیوں فرض ہوئیں، کیا حکمت ہے؟

جواب: دستور یہ ہے کہ ”فِعْلُ الْحَكِيمِ لَا يَخْلُوا عَنِ الْحِكْمَةِ“ (دانا کا فعل دانائی سے خالی نہیں ہوتا) پانچ نمازوں کی چند حکمتیں درج ذیل ہے۔

حکمت ۱: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے لئے تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پچاس نمازوں کا تحفہ عطا فرمایا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بار بار شفاعت پر پینتالیس (۲۵) نمازیں معاف کر دی گئیں۔ مگر اصول بنا دیا گیا کہ ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ (سورۃ الانعام: آیت ۱۶۰) ”جو ایک نیکی لایا اسے دس گنا اجر دیا جائے گا۔“ اللہ رب العزت کی شان رحمت کا اندازہ لگائیے کہ امت پانچ نمازیں پڑھے گی مگر پچاس کا اجر و ثواب پائے گی۔

عربی زبان میں صفر کو نکتہ کی مانند لکھتے ہیں۔ پروردگار عالم نے نکتہ بنا دیا اور امت کے لئے آسانی پیدا کر دی۔ قیامت کے دن رب کریم کی نکتہ نوازی کا ظہور ہوگا۔ رحمت کا نکتہ شامل کر کے پانچ کے بجائے پچاس نمازوں کا ثواب ہوگا۔ اردو زبان میں تخی کی سخاوت بیان کرنے کے لئے نکتہ نوازی کا محاورہ شاید اسی واقعہ سے مشہور ہوا ہے۔ اگر پچاس نمازیں ہوتیں تو ہزاروں میں کوئی ایک نمازی ہوتا۔ پانچ کی وجہ سے کمزوروں کے لئے بھی آسانی ہوگئی۔ ہزاروں لوگ نمازی بن گئے۔ بڑا بوجھ گردنوں سے اٹھ گیا۔

حکمت ۲: انسان کے جسم میں حواسِ خمسہ موجود ہیں۔

۱ دیکھنے کی حس (قوتِ باصرہ)

۲ سننے کی حس (قوتِ سامعہ)

۳ سونگھنے کی حس (قوتِ شامہ)

۴ چکھنے کی حس (قوتِ ذائقہ)

۵ چھونے کی حس (قوتِ لامسہ)

اللہ تعالیٰ نے پانچ حواس کے بدلے پانچ نمازیں عطا فرمائیں تاکہ ہر حس عطا ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جاسکے۔

حکمت ۳: انسانی زندگی کی پانچ نعمتیں نمایاں ہیں:

۱ کھانا پینا ۲ لباس ۳ مکان ۴ بیوی بچے ۵ سواری۔

جان کا شکر یہ ایمان لانا اور ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کا اقرار کرنا ہے جبکہ بقیہ پانچ نعمتوں کے شکرانے کے طور پر پانچ نمازیں عطا کر دی گئیں۔ جو شخص پانچ نمازیں باقاعدگی سے ادا کرتا ہے وہ شخص اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندوں میں سے ہے۔

روایت ہے کہ ایک شخص طواف کے دوران دعا مانگ رہا تھا کہ اے اللہ! مجھے قلیل لوگوں میں سے بنا دے۔ کسی نے پوچھا کہ قلیل لوگوں میں سے کیا مطلب ہے؟ اس نے جواب دیا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ﴾ (سورہ سبأ، آیت: ۱۳) ”میرے بندوں میں سے تھوڑے میرے شکر گزار ہیں۔“

حکمت ۴: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو پانچ نعمتیں مل گئیں وہ سمجھ لے کہ مجھے دنیا کی سب نعمتیں مل گئیں۔ ۱ شکر کرنے والی زبان ۲ ذکر کرنے والا دل ۳ مشقت اٹھانے والا بدن ۴ نیک بیوی ۵ سہولت کی روزی۔ پانچ نمازیں ان پانچوں نعمتوں کا شکر یہ ادا کرنے کے لئے کافی ہیں۔ حکمت ۵: انسانی زندگی میں پانچ حالتیں ممکن ہیں۔

۱ کھڑا ہونا ۲ بیٹھنا ۳ لیٹنا ۴ جاگنا ۵ سونا۔

ان پانچ حالتوں میں انسان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور نعمتوں کی بارش ہو رہی ہوتی ہے۔ اگر انسان ہر نعمت کا حق ادا کرنا چاہے تو وہ حق ادا کر ہی نہیں سکتا۔ سوچنے کی بات ہے کہ جب ہم نعمتوں کو گن ہی نہیں سکتے تو ان کا شکر کیسے ادا کر سکتے ہیں۔ انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا ظاہراً ناممکن نظر آتا ہے۔ پروردگار عالم نے احسان فرمایا کہ انسان پر پانچ نمازیں فرض فرمادیں۔

پس جو شخص اہتمام کے ساتھ پانچ نمازیں ادا کرے گا وہ زندگی کی ہر حالت میں ہونے والی اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کا شکر ادا کرنے والا بن جائے گا۔

حکمت ۶: شریعت محمدیہ میں نجاست سے پاکی حاصل کرنے والے غسل پانچ ہیں۔

۱ جنابت کا غسل ۲ حیض کا غسل ۳ نفاس کا غسل ۴ اسلام لانے کا غسل ۵ میت کا غسل۔

یہ پانچ غسل ہر قسم کی حقیقی نجاستوں اور حکمی نجاستوں کو دور کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان پر پانچ نمازیں فرض فرمادیں تاکہ جو شخص پانچ نمازیں باقاعدگی سے ادا کر لے وہ ہر قسم کی باطنی نجاستوں سے پاک ہو جائے۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازوں کی مثال ایک نہر کی مانند ہے جو مؤمن کے گھر کے سامنے جاری ہو۔ پھر وہ مؤمن اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرے۔ کیا اس کے جسم پر میل کچیل باقی رہ سکتا ہے؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ ہرگز نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اسی طرح جو شخص پانچ نمازیں ادا کر لیتا ہے اس کے ذمہ گناہوں کا میل کچیل نہیں رہ سکتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ط﴾ (سورہ ہود، آیت: ۱۱۳) ”بے شک نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔“

حکمت ۷: قبلہ پانچ طرح کے ہیں: ۱ بیت اللہ۔ امت محمدیہ کا قبلہ۔ ۲ بیت المقدس۔ یہودیوں کا قبلہ۔ ۳ مکانا شرقیہ۔ یعنی مشرقی سمت۔ نصاریٰ کا قبلہ۔ ۴ بیت المعمور۔ ملائکہ کا قبلہ۔ ۵ وجہ اللہ۔ راہ گم کردہ متحیر انسان کا قبلہ۔ ارشاد

باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِنَّمَا تُؤَلُّوا فَنَّمَّ وَجْهَ اللَّهِ ط﴾ (سورہ البقرہ، آیت: ۱۱۵)

گویا عبادت کرنے والے پانچ قسم کے لوگ تھے، اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ ﷺ پر پانچ نمازیں فرض کیں تاکہ ان کو تمام عبادت گزاروں سے مناسبت ہو اور سب کی عبادت کے بقدر ان کو عبادت کرنے کا اجر و ثواب حاصل ہو۔

حکمت ۸: انسان کی دنیاوی زندگی ختم ہونے پر اسے پانچ مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

① سکرات موت ② عذاب قبر ③ روزِ محشر نامہ اعمال کا ملنا ④ پل صراط سے گزرنا ⑤ جنت کے دروازے سے گزرنا۔

جو شخص پانچ نمازیں ادا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی پانچ مصیبتوں کو آسان فرمادیں گے۔ حافظ ابن حجر رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے زواجر میں حدیث نقل کی ہے:

”مَنْ حَافِظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ أَكْرَمَهُ اللهُ بِخَمْسِ خِصَالٍ يَرْفَعُ عِنْدَ ضَيْقِ الْمَوْتِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَيُعْطِيهِ اللهُ بِيَمِينِهِ وَيَمُرُّ عَلَى الصِّرَاطِ كَالْبَرْقِ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ“

”جس نے نمازوں کی حفاظت کی، اللہ تعالیٰ پانچ خصلتوں سے اس کا اکرام فرمائے گا۔ اول موت کی سختی سے بچائے گا۔ دوسرے قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ تیسرے حشر کے دن نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ملے گا۔ چوتھے پل صراط سے بجلی کی طرح پار ہو جائے گا۔ پانچویں جنت میں بلا حساب داخل کر دیا جائے گا۔“

(نماز کے اسرار و رموز: صفحہ ۸۴)

③۹ غم ہلکا کرنے کا مجرب عمل

نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ کفار کی ایذا رسانیوں کی وجہ سے بڑے مغموم تھے۔ اللہ رب العزت نے کتنے پیارے انداز میں فرمایا: ﴿وَأَصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ﴾ ۱۱۸، ۱۱۹ (سورہ نحل، آیت: ۱۱۸، ۱۱۹)

کبھی آپ بہت پریشان ہوں تو اس آیت کو ذرا چند بار پڑھ کر دیکھا کیجئے، آزمودہ چیز ہے، بڑے بڑے غم اور مصیبتیں اللہ رب العزت اس آیت کے پڑھنے سے بندے کے سر سے دور فرمائیں گے، دل میں ٹھنڈک آجائے گی، اللہ کے اس کلام میں عجیب تاثیر ہے۔ پریشان بندے کو خوش کرنے کے لئے یہ آیت اکسیر ہے، اس پر آپ خود بھی عمل کر لیجئے گا کبھی بھی کوئی پریشانی آئے آپ اس آیت کو پڑھئے۔ دیکھئے پھر اللہ تعالیٰ دل کی حالت کو کیسے بدلتے ہیں۔

④۰ خط — مسجد کی خدمت کیجئے اللہ آپ کو نیک خادمہ بیوی دے گا

سوال: مکرم.....

بندہ بہت دنوں سے بیوی ڈھونڈ رہا ہے، کوئی لڑکی دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا، کوئی وظیفہ بتائیے۔

جواب:

- ① استغفار کی کثرت کرو۔
- ② یا جامع، ۵۰۰ مرتبہ پڑھا کرو۔
- ③ علماء نے لکھا ہے کہ جس نوجوان کی شادی میں رکاوٹ ہو۔ اگر وہ مسجد میں جھاڑو دے اور خدمت کرے تو اس خدمت

کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو خادمہ عطا فرمادیتے ہیں۔

۴ اگر آپ ایسی بیوی کی تلاش میں ہیں کہ جس میں کوئی عیب نہ ہو تو آپ کو بیوی ماننا مشکل ہے۔ وہ تو انشاء اللہ جنت میں ملے گی اس لئے اللہ کی بندی مل جائے تو اسے اپنی شریک حیات بنا لیجئے۔

۵ سورہ احزاب لکھ دیجئے اور گھر میں رکھئے۔

۶ اگر عورت کو شوہر کی ضرورت ہو تو بھائی کو مسجد کی صفائی کے لئے بھیجئے۔

”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ. رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا
سَكَنَهُ وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ“

۴۱) دل ہلا دینے والی دُعا

رب کریم! ہم ظاہر میں بندے ہیں حقیقت میں نہایت گندے ہیں، اللہ ہمارے اندر کی گندگیوں کو دور فرما، ہمارے دلوں کی ظلمت کو دور فرما۔ ہمارے دلوں کی سختی کو دور فرما، اللہ ہمارے دلوں کو منور فرما، ہمارے دل کی دنیا کو آباد فرما، میرے مالک ہماری نگاہوں کو پاک فرما۔ ہمارے دلوں کو صاف فرما، ہمارے سینوں کو اپنی محبت سے لبریز فرما۔

اپنے عشق کی آتش ہمارے سینوں میں پیدا فرما۔ ہمارے انگ انگ سے اپنے ذکر کو جاری فرما، روئیں روئیں سے اپنے ذکر کو جاری فرما، ہماری ہڈی ہڈی، بوٹی بوٹی میں اپنی محبت پیدا فرما۔ اے مالک ہمارے عمل میں اخلاص پیدا فرما، رزق میں برکت پیدا فرما، صحت میں برکت پیدا فرما، کاموں میں برکت پیدا فرما، قدم قدم پر اپنی برکتیں شامل حال فرما۔

اے مالک! ہماری جسمانی بیماریوں کو دور فرما، ہماری روحانی بیماریوں کو دور فرما، نفس و شیطان کے مکر و فریب سے حفاظت فرما۔ برا چاہنے والوں کی برائی سے محفوظ فرما، اے اللہ! ہمیں دشمنوں کی دشمنی سے محفوظ فرما، عزت و آبرو کی حفاظت فرما، اے اللہ ہمارے ایمان کی حفاظت فرما، اے مالک! ہمیں برے کاموں سے محفوظ فرما، برے دن سے محفوظ فرما، بری رات سے محفوظ فرما، برے وقت سے محفوظ فرما، برے کاموں سے محفوظ فرما، اے اللہ! ہمیں برے انجام سے محفوظ فرما، برے دوستوں سے محفوظ فرما، برے حالات سے محفوظ فرما۔

رب کریم ہمارے حال پر رحمت کی نظر فرما، اللہ ہمیں نماز کی حضوری نصیب فرما، مسجدوں کا سرور نصیب فرما، قرآن پاک پڑھنے کا لطف نصیب فرما، رات کے آخری پہر مناجات کی لذت نصیب فرما، اے مالک! ایمان حقیقی کی تلاوت نصیب فرما، رب کریم ہمارے ساتھ رحمت کا معاملہ فرما، اے اللہ جس طرح ماں باپ اپنے کمزور بچوں کا زیادہ لحاظ کرتے ہیں، اے اللہ ہم آپ کے کمزور بندے ہیں ہمارا زیادہ لحاظ فرمائیے، ہم پر خصوصی رحمت کی نظر فرما دیجئے۔

اللہ تری اک نگاہ کی بات ہے میری زندگی کا سوال ہے

آپ کی ایک رحمت کی نظر ہوگی، ہمارا بیڑا پار ہو جائے گا، اے اللہ آپ کو اس وقت تک منانا ضروری ہے جب تک کہ آپ راضی نہیں ہو جاتے، اے اللہ ہم سے راضی ہو جائیے، اے مالک! رضا عطا فرما دیجئے، اے مالک! ہمارے گناہوں کے سبب ہم سے ناراض نہ ہوئیے، ہمارے ساتھ رحمت کا معاملہ فرما دیجئے، اے اللہ! جب بچہ پریشان ہوتا ہے، اپنے ماں باپ کی طرف دوڑتا ہے، جب بندے پریشان ہوتے ہیں اپنے پروردگار کے در پر آتے ہیں، اے بے کسوں کے دستگیر، اے

ٹوٹے دلوں کو تسلی دینے والے، اے زخمی دلوں پر مرہم رکھنے والے، اور غمزدہ دلوں کے غموں کو دور کرنے والے، اے پھیلے ہوئے دامنوں کو بھر دینے والے، اللہ ہماری توبہ قبول فرما۔

اے مالک! ہماری دُعاؤں کو کہیں پھٹے کپڑے کی طرح منہ پر نہ مار دینا، اللہ ہم آپ کی شانِ بے نیازی سے ڈرتے ہیں، اے مالک! جب آپ کی بے نیازی کی نگاہ اٹھتی ہے تو بلعم باعورا کی چار سو سال کی عبادت کو ٹھوکر لگا دیتے ہیں، اللہ ہمارے پلے تو عبادتیں بھی نہیں جو آپ کی خدمت میں پیش کر سکیں، اللہ ہم تو گناہوں کے گھر لے کر آگے کھڑے ہیں، اے مالک! اس امید کے ساتھ کہ جب کوئی شہنشاہ کے دروازے پر جاتا ہے تو شہنشاہ یہ نہیں پوچھتا کہ تم کیا لے کر آئے ہو، ہمیشہ یہ پوچھتا ہے کیا لینے کے لئے آئے ہو، اے مولیٰ ہمارے پاس کوئی ایسا عمل نہیں کہ جو آپ کی خدمت میں پیش کر سکیں۔ ہم تو لینے کے لئے آئے ہیں، مانگنے کے لئے آئے ہیں، رب کریم رحمت کی نظر کر دیجئے، اے مالک! ہم پر احسان فرما دیجئے، اے اللہ! جب کوئی ماں بچے کو نجاست میں لتھڑا دیکھتی ہے، وہ بچے کو پھینک نہیں دیتی، نفرت نہیں کرتی، سمجھتی ہے یہ نادان ہے، نجاست میں لتھڑا پڑا ہے اس کو دھو لیتی ہے سینے سے لگا لیتی ہے، مولیٰ ہم بھی گناہوں کی نجاست میں لتھڑے ہوئے ہیں، مولیٰ ہم بڑے نادان بڑے جاہل بن کر زندگی گزارتے پھر رہے ہیں، مگر بندے تو آپ ہی کے ہیں، اے اللہ! اپنی رحمت کی نظر کر دیجئے، اور ہمارے گناہوں کی نجاست کو دھو دیجئے اور اپنی رحمت کی چادر میں چھپا لیجئے۔

اے مالک! ہمارے جیسے تو آپ کے اربوں، کھربوں بندے ہیں، لیکن ہمارا تو تیرے سوا کوئی معبود نہیں، اے اللہ ہم قسم کھا کر کہتے ہیں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، ہمیں تو آپ ہی کے در سے مانگنا ہے، اللہ اپنے دروازے کھول دیجئے، رحمت کی نظر ڈال دیجئے، اے مالک! ہمارے لئے رحمت کا معاملہ فرما دیجئے، اے اللہ! یوسف عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنے بھائیوں کو معاف کر دیا تھا، آپ تو ان سے زیادہ کریم ہیں، آپ اپنے بندوں کو معاف فرما دیجئے، میرے مالک! کرم کا معاملہ فرما دیجئے۔

رب کریم! احسان کا معاملہ فرما دیجئے اور ہماری زندگی کے پچھلے گناہوں کو معاف فرما دیجئے، یہاں جتنی بچیاں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آئی ہیں جتنی معلمات ہیں، یا خادما ہیں، اللہ سب کی محنتوں کو قبول فرما، سب کو اپنے مقرب بندوں میں شامل کر لیجئے، رب کریم ہم نے تو یہ معمول دیکھا کہ اگر کسی سے کوئی لڑائی ہو اور کسی کی عورتیں معافی مانگنے گھر پر آ جائیں تو دنیا دار لوگ بھی چل کر آنے والی عورتوں کا لحاظ کر لیتے ہیں۔ قتل کے مقدمے تک معاف کر دیتے ہیں۔ اللہ جب لوگ عورتوں کے چل کر آنے کا اتنا لحاظ کرتے ہیں، آپ کی یہ بندیاں اپنے گھروں سے چل کر یہاں آئی بیٹھی ہیں، دامن پھیلائے بیٹھی ہیں، اللہ رحمت کی سوالی ہیں، آپ سے آپ کی رحمت مانگتی ہیں، مولیٰ ان کے گناہوں کو بخش دیجئے، ان کی خطاؤں کو معاف کر دیجئے، رب کریم احسان فرما دیجئے۔

اے اللہ! ہم نے علماء سے یہ مسئلہ سنا ہے کہ جب باپ کوئی چیز کھانے، پینے کی خرید کر لائے اس کے بیٹے بھی ہوں، بیٹیاں بھی ہوں، وہ بیٹی کو پہلے دے، اس عزت کی وجہ سے جو آپ نے بیٹی کو عطا کی ہے، اے اللہ! جب آپ نے ہمیں یہ حکم دیا، ہم بیٹیوں کا اکرام کریں، اے اللہ! آپ کی بندیاں آپ کے سامنے ہیں، دامن پھیلائے بیٹھی ہیں، آپ ان پر کرم فرما دیجئے۔ میرے مولا! یہ اپنے دل کے غم کس کے سامنے کھولیں، مولیٰ آپ تو سینے کے بھید جاننے والے ہیں، اے اللہ! انہیں شیطانی وساوس سے بچا لیجئے۔ نفسانی وساوس سے بچا لیجئے، ان کو عزت و پاک دامنی کی زندگی عطا کر دیجئے، اے اللہ! ان کی عزت و ناموس کی حفاظت فرمائیے، رب کریم! احسان فرمائیے اور ان کو نیکو کاری کی زندگی عطا فرما دیجئے، زیورِ علم سے ان کو

آراستہ فرمادیتے، ان کے سینوں کو قرآن وحدیث کے نور سے منور فرمادیتے، ان کو کامیابی عطا فرمادیتے، زندگی اور آخرت کے ہر امتحان میں کامیاب فرمادیتے، اے اللہ! یہ اپنے ماں باپ سے دور، عزیز واقارب سے دور تیرے دین کا علم حاصل کرنے کے لئے، اللہ ان جامعات میں آئی ہیں، پروردگار آپ تو مسافر کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں، اے اللہ! ان طالبات کی دعاؤں کو قبول کر لیجئے، اے اللہ! ان کے جو نیک متاعد ہیں ان کو پورا فرمادیتے اور جوان کی مشکلات ہیں ان کو آسان کر دیتے، اے اللہ! عافیت والا پاکیزہ رزق عطا فرمادیتے، دونوں، دورنگی زندگی سے محفوظ فرمادیتے، اے اللہ ہماری ان دعاؤں کو قبول فرمائیے۔

”رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۖ وَنُبِّ عَلَيْنَا يَا مَوْلَانَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۖ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۝“

۳۲) حضرت حسن بصری رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ کو ایک دھوبن نے توحید سکھائی

حضرت حسن بصری رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ فرماتے تھے کہ مجھے ایک دھوبن نے توحید سکھائی، کسی نے پوچھا حضرت وہ کیسے؟ فرمانے لگے کہ میرے ہمسایہ میں ایک دھوبی رہتا تھا۔ میں ایک مرتبہ اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا گرمی کی رات میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا۔ ہمسایہ سے میں نے ذرا اونچا اونچا بولنے کی آواز سنی، پوچھا کہ بھائی خیریت تو ہے، کیوں اونچا بول رہے ہو؟ جب غور سے سنا تو مجھے پتہ چلا کہ بیوی اپنے میاں سے جھگڑ رہی تھی، وہ اپنے خاوند کو کہہ رہی تھی کہ دیکھ تیری خاطر میں نے تکلیفیں گزاریں، فاقے کاٹے، سادہ لباس پہنا، مشقتیں اٹھائیں، ہر دکھ سکھ تیری خاطر میں نے برداشت کیا اور میں تیری خاطر ہر دکھ برداشت کرنے کے لئے اب بھی تیار ہوں۔ لیکن اگر تو چاہے کہ میرے سوا کسی اور سے نکاح کر لے، تو پھر میرا تیرا گزارا نہیں ہو سکتا۔ میں تیرے ساتھ کبھی نہیں رہ سکتی۔ فرماتے ہیں کہ یہ بات سن کر میں نے قرآن پر نظر ڈالی تو قرآن مجید کی آیت سامنے آئی:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۝﴾ (سورة النساء، آیت: ۱۱۶)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے بندے تو جو بھی گناہ لے کر آئے گا میں چاہوں گا سب معاف کر دوں گا، لیکن میری محبت میں کسی کو شریک بنائے گا تو پھر میرا تیرا گزارا نہیں ہو سکتا۔ (تمنائے دل، صفحہ ۳۸)

ٹپک پڑتے ہیں آنسو جب تمہاری یاد آتی ہے یہ وہ برسات ہے جس کا کوئی موسم نہیں ہوتا

۳۳) دینی پیشوا اگر پھسل جائے تو قوم کا کیا ہوگا

حضرت حسن بصری رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ فرماتے تھے کہ مجھے کچھ واقعات زندگی میں بڑے عجیب لگے، لوگوں نے پوچھا کہ حضرت وہ کون سے؟ کہنے لگے کہ

① ایک مرتبہ دس بارہ سال کی لڑکی آرہی تھی اس کی بات نے مجھے حیران کر دیا۔ بارش ہوئی تھی، پھسلن تھی، میں مسجد جا رہا تھا اور وہ بازار سے کوئی چیز لے کر آرہی تھی، جب ذرا میرے قریب آئی تو میں نے کہا کہ بچی ذرا سنبھل کے قدم اٹھانا کہیں پھسل نہ جانا تو جب میں نے یہ کہا تو اس نے آگے سے یہ جواب دیا، حضرت! میں پھسل گئی تو مجھے نقصان ہوگا آپ ذرا سنبھل

کر قدم اٹھانا اگر آپ پھسل گئے تو قوم کا کیا بنے گا؟ کہنے لگے کہ اس لڑکی کی بات مجھے آج تک یاد ہے، اس لڑکی نے کہا تھا کہ آپ سنبھل کر قدم اٹھانا آپ پھسل گئے تو پھر قوم کا کیا بنے گا۔

۲ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا اس کے سامنے سے ایک عورت روتی ہوئی کھلے چہرے اور کھلے سر کے ساتھ آگے سے گزری، اس نے سلام پھیرا تو اس عورت پر بڑا ناراض ہوا کہنے لگا کہ تجھے شرم نہیں آتی۔ دھیان نہیں ننگے سر اور کھلے چہرے کے ساتھ اس حال میں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا تو میرے آگے سے گزر گئی۔ اس عورت نے پہلے تو معافی مانگی اور معافی مانگ کر کہنے لگی کہ دیکھو میرے میاں نے مجھے طلاق دے دی اور میں اس وقت غم زدہ ہوں، مجھے پتہ ہی نہیں چلا کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں یا نہیں، میں اس حالت میں آپ کے سامنے سے گزر گئی مگر حیران اس بات پر ہوں کہ میں خاوند کی محبت میں اتنی گرفتار کہ مجھے سامنے سے گزرنے کا پتہ نہ چلا اور تم اللہ کی محبت میں کیسے گرفتار ہو کہ کھڑے پروردگار کے سامنے ہو اور دیکھو میرا چہرہ رہے ہو۔ حسن بصری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى فرماتے ہیں کہ اس عورت کی یہ بات مجھے آج تک یاد ہے اور واقعی ہماری نمازوں کا یہی حال ہے، نیچے کی منزل پر اگر نماز پڑھ رہے ہوں اور اوپر کی منزل میں اگر کوئی ہمارا نام لے دے تو ہمیں نماز میں پتہ چل جاتا ہے کہ ہمارا نام پکارا گیا ہماری نماز کی توجہ کا یہ عالم ہوتا ہے۔ (تمنائے دل، صفحہ ۴۰)

۴۲۲) مردوں کا فتنہ جمال ہے، عورتوں کا فتنہ مال ہے

اللہ تعالیٰ کی محبت کے حاصل ہونے میں دو چیزیں رکاوٹ کا سبب بنتی ہیں۔ ① جمال ② مال۔

* جمال کیسے رکاوٹ بنتا ہے؟ یہ ہر ایک کو پتہ ہے، مسجد میں نماز پڑھی، باہر نکلتے ہیں تو آنکھ قابو میں نہیں رہتی۔ ادھر بھی ہوس سے نگاہ پڑ رہی ہے اور ادھر بھی ہوس کی نگاہ پڑ رہی ہے۔ ادھر ادھر ہوس کی نگاہوں کا اٹھنا اس بات کی دلیل ہے کہ جمال اس کے لئے پھندہ بن گیا ہے، آنکھیں غیر محرم سے قابو میں نہیں رہتیں، آج کل مردوں کے لئے یہ سب سے بڑا فتنہ ہے۔

* دوسرا فتنہ مال ہے اور یہ مردوں کی نسبت عورتوں کے لئے زیادہ بڑا فتنہ ہے۔ مال کی محبت عورت کے دل میں شدید ہوتی ہے اور جمال کی محبت مرد کے دل میں شدید ہوتی ہے اور آج کے نوجوانوں کو مال اور جمال کے پھندوں نے پھنسا دیا اور اللہ سے دور کر دیا، اس لئے اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں دو چیزوں سے نظریں ہٹانے کا حکم دیا ہے۔

① ارشاد فرمایا: ﴿وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ (سورہ طہ، آیت: ۱۳۱) اے محبوب! آپ ان کافروں کے مال کو نہ دیکھیں، ان سے اپنی نگاہوں کو ہٹالیجئے، یہ چند دن کی چاندنی ہے، ان سے اپنی نگاہیں ہٹالیجئے، تو ایک تو مال سے نگاہیں ہٹانے کا حکم دیا اس کی طرف دیکھو ہی نہیں۔

② اور دوسرا غیر محرم کی طرف سے نگاہیں ہٹانے کا حکم فرمایا: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّونَ أَبْصَارَهُمْ﴾ (سورہ نور، آیت: ۳۰) ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں یعنی جمال سے اور مال سے نگاہوں کو پرہیز کرنے کا حکم دیا۔ اور ایک چیز ایسی ہے جس کی طرف نگاہیں جمانے کا حکم دیا۔ پروردگار عالم فرماتے ہیں: ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ

الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ﴾ (سورہ الکہف، آیت: ۲۸) اے محبوب! اپنے آپ کو صبر دیجئے، اپنے آپ کو بٹھائیے، اپنے آپ کو نتھی رکھئے ان لوگوں کے ساتھ جو صبح و شام اللہ کی رضا کے لئے اس کی یاد کرتے ہیں اور اے محبوب! آپ کی نگاہیں ان کے چہروں سے ادھر ادھر ہٹنے نہ پائیں، ان پر نگاہیں جمائے

رکھے، تو ایک چیز پر نگاہیں جمانے کا حکم دیا۔ قرآن عظیم الشان ہمیں یہ سبق دے رہا ہے کہ ﴿وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ﴾ تمہاری نگاہیں ان کے چہروں سے ہٹیں نہیں ہر وقت ان کی طرف نگاہیں لگی ہوئی ہوں۔ معلوم ہوا کہ یہ نگاہیں اگر اللہ والوں کے چہروں پر لگی رہیں گی تو پھر بندے کا راستہ بھی سیدھا رہے گا، وہ خود بھی اللہ کے قریب ہوتا چلا جائے گا، تو دو چیزوں سے نگاہیں ہٹانے کا حکم دیا، ایک مال سے اور ایک جمال سے، اور ایک چیز پر نگاہ جمانے کا حکم دیا اور وہ ہے اللہ والوں کے چہروں پر نگاہیں جمانے کا حکم ﴿وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ﴾ ”اگر آپ نگاہیں ہٹائیں گے“ ﴿تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ پھر آپ دنیا کی زینت کے چاہنے والے بن جائیں گے۔

۳۵) رابعہ بصریہ نے فرمایا ”الْجَارُ ثُمَّ الدَّارُ“

کسی نے رابعہ بصریہ کو دعادی تھی کہ ”اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں گھر عطا کر دے“، کہنے لگیں کہ ”الْجَارُ ثُمَّ الدَّارُ“ پہلے پڑوسی کی بات کرو بعد میں گھر کی بات کرنا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے پڑوس کی جگہ عطا فرمادے۔

۳۶) مجنوں، بہرا اور چھوٹے بچے جنت میں جائیں گے یا جہنم میں

مکرم و محترم حضرت مولانا صاحب!

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بعد سلام عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا بھائی کانوں سے بہرا ہے، اسی طرح ہماری چچا زاد بہن دماغ سے معذور ہے، اب بتائیے مرنے کے بعد ایسے لوگوں کا کہاں ٹھکانا ہوگا، جنت میں یا جہنم میں۔ جواب سے مطلع فرمائیے اور خوشی کا موقع دیجئے۔

فقط والسلام

۳۷) جوابِ خط

دیکھئے بھائی! اللہ کے یہاں یقیناً کسی کے ساتھ ظلم نہیں ہوگا، اس لئے بہرا، پاگل، فاتر العقل اور زمانہ فترت یعنی دو نبیوں کے درمیانی زمانے میں فوت ہونے والے لوگوں کا مسئلہ ہے، ان کی بابت بعض روایات میں آتا ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ ان کی طرف فرشتے بھیجے گا اور وہ انہیں کہیں گے کہ جہنم میں داخل ہو جاؤ، اگر وہ اللہ کے اس حکم کو مان کر جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو جہنم ان کے لئے گل گزار بن جائے گی، بصورت دیگر انہیں گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

(مسند احمد، جلد ۴ صفحہ ۲۳، ابن حبان، جلد ۹، صفحہ ۲۲۶)

چھوٹے بچوں کی بابت اختلاف ہے۔ مسلمانوں کے بچے تو جنت میں ہی جائیں گے، البتہ کفار و مشرکین کے بچوں میں اختلاف ہے، کوئی توقف کا قائل ہے، کوئی جنت میں جانے کا اور کوئی جہنم میں جانے کا قائل ہے۔ امام ابن کثیر رَحِمَهُ اللہُ تَعَالَى نے کہا ہے کہ میدانِ محشر میں اس کا امتحان لیا جائے گا، جو اللہ کے حکم کی اطاعت اختیار کرے گا، وہ جنت میں اور جو نافرمانی کرے گا جہنم میں جائے گا۔ امام ابن کثیر رَحِمَهُ اللہُ تَعَالَى نے اسی قول کو ترجیح دی ہے اور کہا ہے کہ اس سے متضاد روایات میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے (تفصیل کے لئے تفسیر ابن کثیر ملاحظہ کیجئے) مگر صحیح بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین کے بچے بھی جنت میں جائیں گے۔ (دیکھئے صحیح بخاری، ۳: ۲۵۱، ۳۲۸، تفسیر مسجد نبوی، صفحہ ۷۷)

۴۸) سورہ کہف پڑھنے سے گھر میں سکینت و برکت نازل ہوتی ہے

سورہ کہف پڑھنے سے گھر میں سکینت و برکت نازل ہوتی ہے، ایک مرتبہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورہ کہف پڑھی، گھر میں ایک جانور بھی تھا، وہ بدکنا شروع ہو گیا، انہوں نے غور سے دیکھا کہ کیا بات ہے؟ تو انہیں ایک بادل نظر آیا، جس نے انہیں ڈھانپ رکھا تھا، صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس موقع کا ذکر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے پڑھا کرو، قرآن پڑھتے وقت سکینت نازل ہوتی ہے۔

(صحیح بخاری، فضل سورہ الکہف، مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب نزول السکینۃ بقراءۃ القرآن، تفسیر مسجد نبوی، صفحہ ۷۹۹)

۴۹) دن اور رات — یہ دونوں اللہ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں

دن اور رات، یہ دونوں اللہ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں۔ رات کو تاریک بنایا تاکہ سب لوگ آرام کر سکیں۔ اس اندھیرے کی وجہ سے ہر مخلوق سونے اور آرام کرنے پر مجبور ہے۔ ورنہ اگر آرام کرنے اور سونے کے اپنے اپنے اوقات ہوتے تو کوئی بھی مکمل طریقے سے سونے کا موقع نہ پاتا، جب کہ معاشی تگ و دو اور کاروبار جہاں کے لئے نیند کا پورا کرنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر توانائی بحال نہیں ہوتی۔ اگر کچھ لوگ سو رہے ہوتے اور کچھ جاگ کر مصروف تگ و تاز ہوتے، تو سونے والوں کے آرام و راحت میں خلل پڑتا، نیز لوگ ایک دوسرے کے تعاون سے بھی محروم رہتے، جبکہ دنیا کا نظام ایک دوسرے کے تعاون و تناصر کا محتاج ہے اس لئے اللہ نے رات کو تاریک کر دیا تاکہ ساری مخلوق بیک وقت آرام کرے اور کوئی کسی کی نیند اور آرام میں مغل نہ ہو سکے۔ اسی طرح دن کو روشن بنایا تاکہ روشنی میں انسان اپنا کاروبار بہتر طریقے سے کر سکے۔ دن کی یہ روشنی نہ ہوتی تو انسان کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا، اسے ہر شخص باسانی سمجھتا اور اس کا ادراک رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی ان نعمتوں کے حوالے سے اپنی توحید کا اثبات فرمایا ہے کہ بتلاؤ اگر اللہ تعالیٰ دن اور رات کا یہ نظام ختم کر کے ہمیشہ کے لئے تم پر رات ہی مسلط کر دے تو کیا اللہ کے سوا کوئی اور معبود ایسا ہے جو تمہیں دن کی روشنی عطا کر دے؟ یا اگر وہ ہمیشہ کے لئے دن ہی دن رکھے تو کیا کوئی تمہیں رات کی تاریکی سے بہرہ ور کر سکتا ہے، جس میں تم آرام کر سکو؟ نہیں، یقیناً نہیں۔ یہ صرف اللہ کی کمال مہربانی ہے کہ اس نے دن اور رات کا ایسا نظام قائم کر دیا ہے کہ رات آتی ہے تو دن کی روشنی ختم ہو جاتی ہے اور تمام مخلوق آرام کر لیتی ہے اور رات جاتی ہے تو دن کی روشنی سے کائنات کی ہر چیز نمایاں اور واضح تر ہو جاتی ہے اور انسان کسب و محنت کے ذریعے سے اللہ کا فضل (روزی) تلاش کرتا ہے۔ (تفسیر مسجد نبوی، صفحہ ۱۰۹۳)

۵۰) دل کی بیماریاں

یعنی دل کی وہ دس باتیں جن کی اصلاح سے دل کی دوسری بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔

- ۱ زیادہ کھانے کی ہوس
- ۲ زیادہ بولنے کی فکر
- ۳ بیجا غصہ
- ۴ حسد کرنا
- ۵ بخل اور مال کی مذمت
- ۶ شہرت اور جاہ کی محبت
- ۷ دنیا کی محبت
- ۸ تکبر کرنا

۹ عجب یعنی خود پسندی

۱۵ ریاء یعنی دکھلاوا

۵۱) منوراتِ ظاہری

یعنی وہ دس اعمال جن کا انسان کے ظاہری اعضاء سے تعلق ہے ان کا اہتمام کرنے سے دوسرے حکموں پر عمل کرنا

آسان ہو جاتا ہے۔

- | | |
|------------------|---|
| ۱ نماز | ۲ زکوٰۃ و خیرات |
| ۳ روزہ | ۴ حج |
| ۵ تلاوت قرآن پاک | ۶ کثرتِ ذکر |
| ۷ طلبِ حلال | ۸ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت |
| ۹ اتباعِ سنت | ۱۰ اچھی بات کہنا اور بری باتوں سے روکنا |

۵۲) منوراتِ باطنی

یعنی وہ دس اعمال جن کا تعلق انسان کے قلب سے ہے۔ ان کا اہتمام کرنے سے دل کے دوسرے احکام پر عمل کرنا

آسان ہو جاتا ہے۔

- | | |
|--------------|--------------------------|
| ۱ توبہ | ۲ خوف |
| ۳ زہد | ۴ صبر |
| ۵ شکر | ۶ اخلاص و صدق |
| ۷ توکل | ۸ اللہ کی محبت |
| ۹ رضا بر قضا | ۱۰ سفر وطن کی اصلی تیاری |

۵۳) بارش کو بارش کے ان راستوں سے طلب کرو جو آسمانوں میں ہیں

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ﴿۱۰۰﴾ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ﴿۱۰۱﴾ وَيُمْدِدْكُمْ

بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ﴿۱۰۲﴾﴾ (سورہ نوح، پارہ: ۲۹، آیت: ۱۰ تا ۱۲)

تَزَجَّجَكُمْ: اور میں نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہ بخشو اور (اور معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر

آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا۔ اور تمہیں خوب پے در پے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہیں باغات

دے اور تمہارے لئے نہریں نکال دے گا۔“

بعض علماء اسی آیت کی وجہ سے نمازِ استسقاء میں سورہ نوح کے پڑھنے کو مستحب سمجھتے ہیں۔ مروی ہے کہ حضرت عمر

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بھی ایک مرتبہ نمازِ استسقاء کے لئے منبر پر چڑھے تو صرف آیاتِ استغفار (جن میں یہ آیات بھی تھیں) پڑھ کر

منبر سے اتر آئے اور فرمایا کہ میں نے بارش کو، بارش کے ان راستوں سے طلب کیا ہے جو آسمانوں میں ہے، جن سے بارش

زمین پر اترتی ہے۔ (ابن کثیر)

حضرت حسن بصری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے متعلق مروی ہے کہ ان سے آ کر کسی نے قحط سالی کی شکایت کی تو انہوں نے اسے استغفار کی تلقین کی، کسی دوسرے شخص نے فقر و فاقہ کی شکایت کی، اسے بھی انہوں نے یہی نسخہ بتلایا۔ ایک اور شخص نے اپنے باغ کے خشک ہونے کا شکوہ کیا، اس سے بھی فرمایا، استغفار کر۔ ایک شخص نے کہا، میرے گھر اولاد نہیں ہوتی، اسے بھی کہا اپنے رب سے استغفار کر۔ کسی نے جب ان سے کہا کہ آپ نے استغفار ہی کی تلقین کیوں کی؟ تو آپ نے یہی آیت تلاوت کر کے فرمایا، کہ میں نے اپنے پاس سے یہ بات نہیں کی، یہ وہ نسخہ ہے جو ان سب باتوں کے لئے اللہ نے بتلایا ہے۔

(اليسر التفسير، تفسير مسجد نبوی، صفحہ ۱۶۳۳)

۵۴) استغفار سے متعلق کچھ احادیث پڑھ لیجئے

۱) مسند احمد میں یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ مروی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب کوئی شخص گناہ کرتا ہے پھر خدا کے سامنے حاضر ہو کر کہتا ہے کہ پروردگار مجھ سے گناہ ہو گیا تو معاف فرما، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے سے گو گناہ ہو گیا لیکن اس کا ایمان ہے کہ اس کا رب گناہ پر پکڑ بھی کرتا ہے اور اگر چاہے تو معاف بھی فرما دیتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کا گناہ معاف فرمایا۔ اس سے پھر گناہ ہوتا ہے، پھر توبہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ پھر معاف فرماتا ہے، پھر تیسری مرتبہ اس سے گناہ ہو جاتا ہے یہ پھر توبہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پھر بخشتا ہے، چوتھی مرتبہ پھر گناہ کر بیٹھتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما کر کہتا ہے اب میرا بندہ جو چاہے کرے۔ (مسند احمد) یہ حدیث صحیحین میں بھی ہے۔

۲) حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں ہم نے ایک مرتبہ جناب رسول خدا ﷺ سے کہا، یا رسول اللہ! جب ہم آپ کو دیکھتے ہیں تو ہمارے دلوں میں رقت طاری ہو جاتی ہے اور ہم اللہ والے بن جاتے ہیں لیکن جب آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو وہ حالت نہیں رہتی، عورتوں، بچوں میں پھنس جاتے ہیں، گھر بار کے دھندوں میں لگ جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، سنو جو کیفیت تمہارے دلوں کی میرے سامنے ہوتی ہے اگر یہی کیفیت ہر وقت رہتی تو پھر فرشتے تم سے مصافحہ کرتے اور تمہاری ملاقات کو تمہارے گھروں پر آتے۔ سنو، اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں یہاں سے ہٹا دے اور دوسری قوم کو لے آئے جو گناہ کرے پھر بخشش مانگے، اور خدا انہیں بخشے۔ ہم نے کہا، حضور! یہ تو فرمائیے کہ جنت کی بنا کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ایک اینٹ سونے کی ایک چاندی کی، اس کا گارہ مشک خالص ہے، اس کے کنکر لولو اور یا قوت ہیں، اُس کی مٹی زعفران ہے، جنتیوں کی نعمتیں کبھی ختم نہ ہوں گی، ان کی زندگی ہمیشگی والی ہوگی، ان کے کپڑے پرانے نہ ہوں گے، ان کی جوانی فنا نہ ہوگی، تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔ ① عادل بادشاہ ② روزے دار ③ مظلوم۔ اس کی دعا بادلوں میں اٹھائی جاتی ہے اور اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور جناب باری ارشاد فرماتا ہے، مجھے میری عزت کی قسم! میں تیری ضرورت مدد کروں گا، اگرچہ کچھ وقت کے بعد ہو۔ (مسند احمد)

۳) امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص کوئی گناہ کرے پھر وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرے اور اپنے گناہ کی معافی چاہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ (مسند احمد)

۴) صحیح مسلم میں بروایت امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں، تم میں سے جو شخص کامل وضو کر کے "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ"

وَدَسُوْلُهُ“ پڑھے، اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں، جس سے چاہے اندر چلا جائے۔

۵ امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سنت کے مطابق وضو کرتے ہیں پھر فرماتے ہیں، میں نے آپ حضرت صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْكُمْ سے سنا، آپ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْكُمْ نے فرمایا ہے جو شخص مجھ جیسا وضو کرے پھر دو رکعت نماز ادا کرے جس میں اپنے دل سے باتیں نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

پس یہ حدیث تو حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے، اس سے اگلی روایت حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے، اس سے اگلی روایت حضرت ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے اور اس تیسری روایت کو حضرت ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ روایت کرتے ہیں۔ تو الحمد للہ، اللہ تعالیٰ کی وسیع مغفرت اور اس کی بے انتہا مہربانی کی خبر سید الاولین والآخرین کی زبانی آپ کے چاروں برحق خلفاء کی معرفت ہمیں پہنچی۔

آؤ اس موقع پر ہم گنہگار بھی ہاتھ اٹھائیں اور اپنے مہربان رحیم و کریم خدا کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کر کے اس سے معافی طلب کریں۔ خدایا! اے ماں باپ سے زیادہ مہربان! اے عفو و درگزر کرنے والے اور کسی بھکاری کو اپنے در سے خالی نہ پھیرنے والے! تو ہم خطا کاروں کی سیاہ کاریوں سے بھی درگزر فرما اور ہمارے کل گناہ معاف فرما دے۔ آمین (محمد یونس پالنپوری)

۶ مسند ابو یعلیٰ میں ہے رسول اللہ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْكُمْ فرماتے ہیں ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کثرت سے پڑھا کرو اور استغفار پر مداومت کرو، ابلیس گناہوں سے لوگوں کو ہلاک کرنا چاہتا ہے اور اس کی اپنی ہلاکت ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ اور استغفار سے ہے، یہ حالت دیکھ کر ابلیس نے لوگوں کو خواہش پرستی پر ڈال دیا۔ پس وہ اپنے تئیں راہ راست پر جاتے ہیں، حالانکہ ہوتے ہیں ہلاکت پر۔

۷ مسند احمد میں ہے حضور صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْكُمْ فرماتے ہیں کہ ابلیس نے کہا اے رب! مجھے تیری عزت کی قسم! میں بنی آدم کو ان کے آخری دم تک بہکا تا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے بھی میرے جلال اور میری عزت کی قسم! جب تک وہ مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے میں بھی انہیں بخشتا رہوں گا۔

۸ مسند بزار میں ہے کہ ایک شخص نے حضور صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْكُمْ سے کہا، مجھ سے گناہ ہو گیا۔ آپ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْكُمْ نے فرمایا توبہ کر لے۔ اس نے کہا، میں نے توبہ کی پھر گناہ ہو گیا۔ فرمایا، پھر توبہ کر لے۔ اس نے کہا، مجھ سے پھر گناہ ہو گیا۔ آپ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْكُمْ نے فرمایا، پھر استغفار کر۔ اس نے کہا، مجھ سے اور گناہ ہوا، فرمایا استغفار کئے جا۔ یہاں تک کہ شیطان تھک جائے۔ پھر فرمایا، گناہ کو بخشا اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

۹ مسند احمد میں ہے رسول اللہ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْكُمْ کے پاس ایک قیدی آیا اور کہنے لگا، یا اللہ! میں تیری طرف توبہ کرتا ہوں، محمد صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْكُمْ کی طرف توبہ نہیں کرتا۔ (یعنی خدایا میں تیری ہی بخشش چاہتا ہوں) آپ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْكُمْ نے فرمایا، اس نے حق حقدار کو پہنچایا۔

۱۰ ایک آدمی نے حضور صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْكُمْ کی خدمت میں حاضر ہو کر، دو (۲) یا تین (۳) مرتبہ کہا، ہائے میرے گناہ! ہائے میرے گناہ! حضور صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْكُمْ نے فرمایا، یہ کہو: ”اللَّهُمَّ مَغْفِرَتِكَ أَوْسَعُ مِنْ ذُنُوبِي وَرَحْمَتِكَ أَرْجَى عِنْدِي مِنْ عَمَلِي“ اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے زیادہ وسعت والی ہے اور مجھے اپنے عمل سے زیادہ تیری رحمت کی امید ہے، اس نے یہ کہا۔ حضور صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْكُمْ نے کہا، دوبارہ کہو، اس نے دوبارہ کہا، حضور صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْكُمْ نے کہا، پھر کہو، اس نے پھر کہا،

حضور ﷺ نے کہا، اٹھ جا، اللہ نے تیری مغفرت کر دی ہے۔ (حیاء الصحابہ، جلد ۳ صفحہ ۳۵۰)

مابقیہ ذخیرہ مغفرت جو تقریباً تین سو تیرہ (۳۱۳) احادیث پر مشتمل ہے، جو کتابی شکل میں ”مایوس کیوں کھڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے“ نام سے ان شاء اللہ جلد از جلد منظر عام پر آرہی ہے اس میں پوری تفصیل موجود ہے، اسے پڑھ لیا جائے۔

۵۵) مرد بیوی سے بے پناہ پیار کرتا ہے یہ اللہ کی ایک نشانی ہے

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ۗ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝﴾ (پارہ ۲۱، سورہ روم، آیت: ۲۱)

ترجمہ: ”اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں، تاکہ تم ان سے آرام پاؤ، اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کر دی، یقیناً غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔“

تشریح: مودت سے مراد یہ ہے کہ مرد بیوی سے بے پناہ پیار کرتا ہے اور ایسے ہی بیوی شوہر سے۔ جیسا کہ عام مشاہدہ ہے، ایسی محبت جو میاں بیوی کے درمیان ہوتی ہے، دنیا میں کسی بھی دو شخصوں کے درمیان نہیں ہوتی۔ اور رحمت یہ ہے کہ مرد بیوی کو ہر طرح کی سہولت اور آسائش بہم پہنچاتا ہے۔ جس کا مکلف اسے اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اور ایسے ہی عورت بھی اپنے قدرت و اختیار کے دائرہ میں۔ تاہم انسان کو یہ سکون اور باہمی پیارا نہی جوڑوں سے حاصل ہوتا ہے جو قانون شریعت کے مطابق باہم نکاح سے قائم ہوتے ہیں اور اسلام انہی کو جوڑا قرار دیتا ہے۔ غیر قانونی جوڑوں کو وہ جوڑا ہی تسلیم نہیں کرتا بلکہ انہیں زانی اور بدکار قرار دیتا ہے اور ان کے لئے سخت سزا تجویز کرتا ہے۔ آج کل مغربی تہذیب کے علمبرداران مذموم کوششوں میں مصروف ہیں کہ مغربی معاشروں کی طرح اسلامی ملکوں میں بھی نکاح کو غیر ضروری قرار دیتے ہوئے بدکار مرد و عورت کو ”جوڑا“ (Couple) تسلیم کروایا جائے اور ان کے لئے سزا کے بجائے وہ حقوق منوائے جائیں جو ایک قانونی جوڑے کو حاصل ہوتے ہیں ﴿فَاتْلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ ۝﴾ (تفسیر مسجد نبوی، صفحہ ۱۱۲۸)

۵۶) دنیا میں اتنی زبانوں کا پیدا کرنا بھی اللہ کی قدرت کی ایک بڑی نشانی ہے

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَاللُّغَاتِكُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالَمِينَ ۝﴾ (پارہ ۲۱، سورہ روم، آیت: ۲۲)

ترجمہ: ”اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف (بھی) ہے، دانش مندوں کے لئے اس میں یقیناً بڑی نشانیاں ہیں۔“

دنیا میں اتنی زبانوں کا پیدا کر دینا بھی اللہ کی قدرت کی ایک بہت بڑی نشانی ہے، عربی ہے، ترکی ہے، انگریزی ہے، اردو، ہندی ہے، پشتو، فارسی، سندھی، بلوچی وغیرہ ہے۔ پھر ایک ایک زبان کے مختلف لہجے اور اسلوب ہیں، ایک انسان ہزاروں اور لاکھوں کے مجمع میں اپنی زبان اور اپنے لہجے سے پہچان لیا جاتا ہے کہ یہ شخص فلاں ملک اور فلاں علاقہ کا ہے۔ صرف زبان ہی اس کا مکمل تعارف کرا دیتی ہے۔ اسی طرح ایک ہی ماں باپ (آدم و حوا عَلَيْنِہُمَا السَّلَامُ) سے ہونے کے باوجود رنگ ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ کوئی کالا ہے، کوئی گورا، کوئی نیلگوں ہے تو کوئی گندمی رنگ کا، پھر کالے اور سفید رنگ میں

بھی اتنے درجات رکھ دیئے ہیں کہ بیشتر انسانی آبادی دو رنگوں میں تقسیم ہونے کے باوجود ان کی بیسیوں قسمیں ہیں اور ایک دوسرے سے بالکل الگ اور ممتاز۔ پھر ان کے چہروں کے خد و خال، جسمانی ساخت اور قد و قامت میں ایسا فرق رکھ دیا گیا ہے کہ ایک ایک ملک کا انسان الگ سے پہچان لیا جاتا ہے۔ یعنی باوجود اس بات کے کہ ایک انسان دوسرے انسان سے نہیں ملتا، حتیٰ کہ ایک بھائی دوسرے بھائی سے مختلف ہے لیکن اللہ کی قدرت کا کمال ہے کہ پھر بھی کسی ایک ہی ملک کے باشندے، دوسرے ملک کے باشندوں سے ممتاز ہوتے ہیں۔ (تفسیر مسجد نبوی، صفحہ ۱۱۲۹)

۵۷) آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کو قرض ادا کرنے کی دُعا سکھائی

سوتے وقت مندرجہ ذیل دعا پڑھنا مسنون ہے، لہذا اپنے متعلقین اور متعلقات کو یہ دُعا سکھا دیجئے۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کو یہ دعا پڑھنے کی تاکید فرمائی تھی۔

”اللَّهُمَّ! رَبَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، مُنْزِلَ التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْفُرْقَانَ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى ط أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ ط اللَّهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ ط وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ ط وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ ط اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ ط“

(صحیح مسلم، تفسیر مسجد نبوی، صفحہ ۱۵۳۲)

ترجمہ: ”اے اللہ! اے ساتوں آسمانوں کے اور عرشِ عظیم کے رب! اے ہمارے اور ہر چیز کے رب! اے تورات و انجیل اور قرآن کے اتارنے والے! اے دانوں اور گٹھلیوں کے اگانے والے! تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، میں تیری پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کی برائی سے کہ اس کی چوٹی تیرے ہاتھ میں ہے، تو اول ہے کہ تجھ سے پہلے کچھ نہ تھا، تو ہی آخر ہے کہ تیرے بعد کچھ نہیں، تو ظاہر ہے کہ تجھ سے اونچی کوئی چیز نہیں، تو باطن ہے کہ تجھ سے چھپی کوئی چیز نہیں، ہمارے قرض ادا کر دے اور ہمیں فقیری سے غنا دے۔“

حضرت ابو صالح رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنے متعلقین کو یہ دعا سکھاتے اور فرماتے، سوتے وقت داہنی کروٹ پر لیٹ کر یہ دعا

پڑھ لیا کرو۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۵ صفحہ ۲۶۸)

نوٹ: دُعا کے الفاظ میں روایات کا فرق ہے، ملاحظہ کیجئے مسلم شریف، اس لئے زیادہ حیرانی میں نہ پڑیں۔ اور اپنے بچوں کو بھی مذکورہ دعا پڑھنے کی تاکید کیجئے۔

۵۸) بہترین ہدیہ سلام ہے

حضرت ابوالختری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ حضرت اشعث بن قیس اور حضرت جریر بن عبد اللہ بجلي رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

حضرت سلمان فارسی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے ملنے آئے اور شہر مدائن کے ایک کنارے میں ان کی جھگی کے اندر گئے۔ اندر جا کر

انہیں سلام کیا، اور یہ دعائیہ کلمات کہے: ”حَيَّاكَ اللَّهُ“ اللہ آپ کو زندہ رکھے۔ پھر ان دونوں نے پوچھا: کیا آپ ہی سلمان

فارسی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہیں؟ حضرت سلمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا: جی ہاں! ان دونوں حضرات نے کہا، کیا آپ ﷺ کے

ساتھی ہیں؟ انہوں نے کہا، معلوم نہیں۔ اس پر ان دونوں حضرات کو شک ہو گیا اور انہوں نے کہا، شاید یہ وہ سلمان فارسی نہیں

ہیں جن سے ہم ملنا چاہتے ہیں۔ حضرت سلمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ان دونوں سے کہا، میں ہی تمہارا وہ مطلوبہ آدمی ہوں جس سے تم ملنا چاہتے ہو، میں نے حضور ﷺ کو دیکھا ہے اور ان کی مجلس میں بیٹھا ہوں، لیکن حضور ﷺ کا ساتھی وہ ہے جو حضور ﷺ کے ساتھ جنت میں چلا جائے (یعنی اس کا ایمان پر خاتمہ ہو جائے اور مجھے اپنے خاتمہ کے بارے میں پتہ نہیں ہے) آپ لوگ کس ضرورت کے لئے میرے پاس آئے ہیں؟ ان دونوں نے کہا، ملک شام میں آپ کے ایک بھائی ہیں ہم ان کے پاس سے آپ کے پاس آئے ہیں۔ حضرت سلمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے پوچھا، وہ کون ہیں؟ ان دونوں نے کہا، وہ حضرت ابوالدرداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہیں۔ حضرت سلمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا، انہوں نے جو ہدیہ تم دونوں کے ساتھ بھیجا ہے وہ کہاں ہے؟ ان دونوں نے کہا، انہوں نے ہمارے ساتھ کوئی ہدیہ نہیں بھیجا۔ حضرت سلمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا، اللہ سے ڈرو اور جو امانت لائے ہو وہ مجھے دے دو۔ آج تک جو بھی ان کے پاس سے میرے پاس آیا ہے وہ اپنے ساتھ ان کی طرف سے ہدیہ ضرور لایا ہے۔ ان دونوں نے کہا، آپ ہم پر کوئی مقدمہ نہ بنائیں، ہمارے پاس ہر طرح کا مال و سامان ہے۔ آپ ان میں سے جو چاہیں لے لیں۔ حضرت سلمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا، میں تمہارا مال یا سامان لینا نہیں چاہتا، میں تو وہ ہدیہ لینا چاہتا ہوں جو انہوں نے تم دونوں کے ساتھ بھیجا ہے۔ ان دونوں نے کہا، اللہ کی قسم! انہوں نے ہمارے ساتھ کچھ نہیں بھیجا ہے، بس ہم سے اتنا کہا تھا کہ تم لوگوں میں ایک صاحب (ایسے قابل احترام) رہتے ہیں کہ حضور ﷺ جب ان سے تہائی میں بات کیا کرتے تھے تو کسی اور کو ان کے ساتھ نہ بلاتے تھے، جب تم دونوں ان کے پاس جاؤ تو انہیں میری طرف سے سلام کہہ دینا۔ حضرت سلمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا، میں اس کے علاوہ اور کون سا ہدیہ تم دونوں سے چاہتا تھا؟ اور کون سا ہدیہ سلام سے افضل ہو سکتا ہے؟ یہ اللہ کی طرف سے ایک بابرکت اور پاکیزہ سلام ہے۔ (حیۃ الصحابہ، جلد ۲ صفحہ ۲۲۸)

۵۹ جن کے دل خواہشوں کے پھیر میں رہتے ہیں ان کی عقلوں

پر پردے پڑ جاتے ہیں

حضرت داؤد غَلِيْبُ السُّلَمِيّ پر وحی آئی کہ اپنے ساتھیوں کو ہوشیار کر دو کہ وہ اپنی نفسانی خواہشوں سے باز رہیں جن کے دل خواہشوں کے پھیر میں رہتے ہیں، میں ان کی عقلوں پر پردے ڈال دیتا ہوں، جب کوئی بندہ شہوت میں اندھا ہو جاتا ہے تو سب سے ہلکی سزا میں اسے یہ دیتا ہوں کہ اپنی اطاعت سے اُسے محروم کر دیتا ہوں۔

مسند احمد میں ہے، مجھے اپنی امت پر دو چیزوں کا بہت ہی خوف ہے، ایک تو یہ کہ لوگ جھوٹ کے اور بناؤ کے اور شہوت کے پیچھے پڑ جائیں گے اور نمازوں کو چھوڑ بیٹھیں گے، دوسرے یہ کہ منافق لوگ دنیا دکھاوے کو قرآن کے عامل بن کے سچے مومنوں سے لڑیں جھگڑیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۳ صفحہ ۳۰۹)

۶۰ شبِ معراج میں آپ ﷺ نے ایک عجیب تسبیح آسمانوں میں سنی

طبرانی میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو مقام ابراہیم اور زمزم کے درمیان سے جبرئیل غَلِيْبُ السُّلَمِيّ و میکائیل غَلِيْبُ السُّلَمِيّ مسجد اقصیٰ تک شبِ معراج میں لے گئے۔ جبرئیل غَلِيْبُ السُّلَمِيّ آپ کے دائیں تھے اور میکائیل غَلِيْبُ السُّلَمِيّ بائیں۔ آپ کو ساتوں آسمانوں تک اڑا لے گئے وہاں سے آپ لوٹے، آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے بلند آسمانوں میں بہت سی

تسبیحوں کے ساتھ یہ تسبیح سنی کہ ”سَبَّحَتِ السَّمَوَاتُ الْعُلَى مِنْ ذِي الْمُهَابَةِ مُشْفِقَاتِ الذُّوَى الْعُلُوِّ بِمَا عَلَا سُبْحَانَ الْعَلِيِّ الْأَعْلَى. سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى“ مخلوق میں سے ہر چیز اس کی پاکیزگی اور تعریف بیان کرتی ہے لیکن اے لوگو! تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے اس لئے کہ وہ تمہاری زبان میں نہیں۔ حیوانات، نباتات، جمادات سب اس کے تسبیح خواں ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۳، صفحہ ۲۰۲)

۶۱) کھانا بھی ذکر کرتا ہے

بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے صحیح بخاری میں ثابت ہے کہ کھانا کھانے میں کھانے کی تسبیح ہم سنتے رہتے ہیں۔ حضرت ابو ذر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ والی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی مٹھی میں چند کنکریاں لیں، میں نے آپ ﷺ سے سنا کہ وہ شہد کی مکھیوں کی بھنناہٹ کی طرح تسبیح خدا کر رہی تھیں، اسی طرح حضرت ابوبکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ہاتھ میں اور حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ہاتھ میں بھی۔ یہ حدیث صحیح میں اور مسندوں میں مشہور ہے کچھ لوگوں کو حضور ﷺ سے اپنی اونٹنیوں اور جانوروں پر سوار کھڑے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ سواری سلامتی کے ساتھ لو اور پھر اچھائی سے چھوڑ دیا کرو، راستوں اور بازاروں میں لوگوں سے باتیں کرنے کی کرسیاں اپنی سواریوں کو نہ بنا لیا کرو، سنو! بہت سی سواریاں اپنے سواریوں سے بھی زیادہ ذکر اللہ کرنے والی اور ان سے افضل ہوتی ہیں۔ (مسند احمد)

سنن نسائی میں ہے کہ حضور ﷺ نے مینڈک کے مارڈالنے کو منع فرمایا اور فرمایا اس کا بولنا تسبیح خدا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر، جلد ۳، صفحہ ۲۰۲)

۶۲) شہد کی مکھیوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عجیب بات سمجھائی گئی ہے

شہد کی مکھیوں کو خدا تعالیٰ کی جانب سے یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ وہ پہاڑوں میں، درختوں میں اور چھتوں میں شہد کے چھتے بنائیں۔ اس ضعیف مخلوق کے اس گھر کو دیکھئے کتنا مضبوط، کپسا خوبصورت اور کیسی کچھ کاری گری کا ہوتا ہے۔ پھر اسے ہدایت کی اور اس کے لئے مقدر کر دیا کہ یہ پھلوں کے، پھولوں کے اور گھاس پات کے رس چوستی پھرے اور جہاں چاہے جائے، آئے لیکن واپس لوٹتے وقت سیدھی اپنے چھتے کو پہنچ جائے۔ چاہے بلند پہاڑ کی چوٹی ہو، چاہے بیابان کے درخت ہوں، چاہے آبادی کے بلند مکانات اور ویرانے کے سنسان کھنڈر ہوں، یہ نہ راستہ بھولے، نہ بھٹکتی پھرے۔ خواہ کتنی ہی دور نکل جائے، لوٹ کر اپنے چھتے میں اپنے بچوں، انڈوں اور شہد میں پہنچ جائے۔ اپنے پروں سے موم بنائے، اپنے منہ سے شہد جمع کرے اور دوسری جگہ سے بچے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۳، صفحہ ۱۲۸)

۶۳) ہوا کا خدا کا نظام پڑھ لیجئے

- ۱) ہوا چلتی ہے وہ آسمان سے پانی اٹھاتی ہے اور بادلوں کو پر کر دیتی ہے۔
- ۲) ایک ہوا ہوتی ہے جو زمین میں پیداوار کی قوت پیدا کرتی ہے۔
- ۳) ایک ہوا ہوتی ہے جو بادلوں کو ادھر ادھر سے اٹھاتی ہے۔
- ۴) ایک ہوا ہوتی ہے جو انہیں جمع کر کے تہ بہ تہ کر دیتی ہے۔

۵ ایک ہوا ہوتی ہے جو انہیں پانی سے بو بھل کر دیتی ہے۔

۶ ایک ہوا ہوتی ہے جو درختوں کو پھلدار ہونے کے قابل کر دیتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۳، صفحہ ۹۲)

۶۴) حضرت داؤد عَلَیْہِ السَّلَام نے اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ میں

تیرا شکر کیسے ادا کروں؟

حضرت داؤد عَلَیْہِ السَّلَام نے خدا تعالیٰ عزوجل سے دریافت کیا کہ میں تیرا شکر کیسے ادا کروں؟ شکر کرنا خود بھی تو تیری ایک نعمت ہے۔ جواب ملا کہ داؤد! اب تو شکر ادا کر چکا جبکہ تو نے یہ جان لیا اور اس کا اقرار کر لیا کہ تو میری نعمتوں کے شکر کی ادائیگی سے قاصر ہے۔

حضرت امام شافعی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی فرماتے ہیں، اللہ ہی کے لئے تو حمد ہے، جس کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک نعمت کا شکر بھی بغیر ایک نئی نعمت کے ہم ادا نہیں کر سکتے کہ اس نئی نعمت پر ایک شکر واجب ہو جاتا ہے پھر اس نعمت کی شکر گزاری کی ادائیگی کی توفیق پر پھر نعمت ملی جس کا شکر یہ واجب ہوا۔ ایک شاعر نے یہی مضمون اپنے شعروں میں باندھا ہے کہ رونگٹے رونگٹے پر زبان ہو تو بھی تیری ایک نعمت کا شکر پورا ادا نہیں ہو سکتا۔ تیرے احسانات اور انعامات بے شمار ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر، جلد ۳ صفحہ ۷۸)

۶۵) قیامت کے دن انسان کے تین دیوان نکلیں گے

بزار میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے کہ قیامت کے دن انسان کے تین دیوان نکلیں گے، ایک میں نیکیاں لکھی ہوئی ہوں گی، دوسرے میں گناہ ہوں گے، تیسرے میں خدا کی نعمتیں ہوں گی، اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں میں سے سب سے چھوٹی نعمت سے فرمائے گا کہ اٹھ اور اپنا معاوضہ اس کے نیک اعمال سے لے لے۔ اس سے اس کے سارے ہی نیک عمل ختم ہو جائیں گے، پھر بھی وہ یکسو ہو کر کہے گی کہ باری تعالیٰ میری پوری قیمت وصول نہیں ہوئی۔ خیال کیجئے ابھی گناہوں کا دیوان یونہی الگ تھلگ رکھا ہوا ہے، اور تمام نعمتوں کا دیوان بھی یونہی رکھا ہوا ہے۔ اگر بندے پر خدا کا ارادہ رحم و کرم کا ہوا تو اب وہ اس کی نیکیاں بڑھا دے گا اور اس کے گناہوں سے تجاوز کر جائے گا اور اس سے فرما دے گا کہ میں نے اپنی نعمتیں تجھے بغیر بدلے کے بخش دیں۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۳ صفحہ ۷۸)

۶۶) اے اللہ! رونگٹے رونگٹے پر زبان ہو تو بھی تیری ایک نعمت کا شکر ادا نہیں ہو سکتا

اللہ کی طرح طرح کی بے شمار نعمتوں کو دیکھا، آسمان کو اس نے ایک محفوظ چھت بنا رکھا ہے، زمین کو بہترین فرش بنا رکھا ہے، آسمان سے بارش برسا کر زمین سے مزے مزے کے پھل، کھیتیاں، باغات تیار کر دیتا ہے۔ اسی کے حکم سے کشتیاں پانی کے اوپر تیرتی پھرتی ہیں کہ تمہیں ایک کنارے سے دوسرے کنارے اور ایک ملک سے دوسرے ملک پہنچائیں، تم وہاں کا مال یہاں، یہاں کا وہاں لے جاؤ، لے آؤ، نفع حاصل کرو، تجربہ بڑھاؤ۔ نہریں بھی اسی نے تمہارے کام میں لگا رکھی ہیں تم ان کا پانی پیو، پلاؤ، ان سے کھیتیاں کرو، نہاؤ، دھوؤ اور طرح طرح کے فائدے حاصل کرو۔ دائماً چلتے پھرتے اور کبھی نہ تھکتے سورج چاند بھی تمہارے فائدے کے کاموں میں مشغول ہیں۔ مقررہ چال پر مقررہ جگہ پر گردش میں لگے ہوئے ہیں، نہ ان میں ٹکراؤ

ہو، نہ آگے پیچھے ہوں، دن رات انہی کے آنے جانے سے پے در پے آتے جاتے رہتے ہیں۔ ستارے اسی کے حکم کے ماتحت ہیں۔ وہ رب العالمین بابرکت ہے، کبھی دنوں کو بڑا کر دیتا ہے کبھی راتوں کو بڑھا دیتا ہے۔ ہر چیز اپنے کام میں سر جھکائے مشغول ہے۔ وہ خدا عزیز و غفار ہے، تمہاری ضرورت کی تمام چیزیں اس نے تمہارے لئے مہیا کر دی ہیں، تم اپنے حال و حال سے جن جن چیزوں کے محتاج تھے اس نے سب کچھ تمہیں دے دی ہیں، مانگنے پر بھی وہ دیتا ہے اور بے مانگے بھی۔ اس کا ہاتھ نہیں رکنا، تو بھلا رب کی تمام نعمتوں کا شکر یہ تم ادا کیا کرو گے؟ تم سے تو ان کی پوری گنتی بھی محال ہے۔ طلق بن حبیب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ خدا کا حق اس سے بہت بھاری ہے کہ بندے اسے ادا کر سکیں اور خدا کی نعمتیں اس سے بہت زیادہ ہیں کہ بندے ان کی گنتی کر سکیں۔ لوگو! صبح و شام توبہ، استغفار کرتے رہو۔ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ خدایا! تیرے ہی لئے سب حمد و ثنا سزاوار ہے۔ ہماری شکائیں ناکافی ہیں پوری اور بے پرواہ کرنے والی ہیں، خدایا تو معاف فرما۔

••• نکلنے روکنے پر زبان ہو تو بھی تیری ایک نعمت کا شکر پورا ادا نہیں ہو سکتا، تیرے احسانات اور انعامات بے شمار ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۳، صفحہ ۷۷)

۶۷) عبد اللہ بن سلام مکہ مکرمہ عید منانے گئے اور اللہ نے اسلام دے دیا

حدیث میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن سلام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے علماء یہود سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ اپنے باپ ابراہیم و اسماعیل عَلَيْهِمَا السَّلَام کی مسجد میں جا کر عید منائیں۔ مکہ مکرمہ پہنچے، آنحضرت ﷺ یہیں تھے۔ یہ لوگ جب حج سے واپس ہوئے تو آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی۔ اس وقت آپ ﷺ ایک مسجد میں تشریف فرما تھے، اور لوگ بھی آپ ﷺ کے پاس تھے، یہ بھی مع اپنے ساتھیوں کے کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف دیکھ کر پوچھا کہ آپ ہی عبد اللہ بن سلام ہیں۔ کہا ہاں۔ فرمایا، قریب آ جاؤ۔ جب قریب گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میرا ذکر تورات میں نہیں پاتے؟ انہوں نے کہا، آہ۔ خدا تعالیٰ کے اوصاف میرے سامنے بیان فرمائیے۔ اسی وقت حضرت جبریل عَلَيْهِ السَّلَام آئے، آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ کہو ”قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ“ آپ ﷺ نے پوری سورت پڑھ سنائی۔ ابن سلام نے اسی وقت کلمہ پڑھ لیا، مسلمان ہو گئے، مدینے واپس چلے آئے لیکن اپنے اسلام کو چھپائے رہے، جب حضور ﷺ ہجرت کر کے مدینے پہنچے، اس وقت آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کھجور کے ایک درخت پر چڑھے ہوئے کھجوریں اتار رہے تھے، جب آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو خبر پہنچی، اسی وقت درخت سے کود پڑے۔ ماں کہنے لگیں کہ اگر (حضرت) موسیٰ (عَلَيْهِ السَّلَام) بھی آجائے تو تم درخت سے نہ کودتے، کیا بات ہے؟ جواب دیا کہ اما جی (حضرت) موسیٰ (عَلَيْهِ السَّلَام) کی نبوت سے بھی زیادہ خوشی مجھے خاتم المرسلین ﷺ کی یہاں تشریف آوری سے ہوئی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۳، صفحہ ۵۴)

۶۸) داعی کی حیات اسلام کی حیات ہے، اور داعی کی موت بھی اسلام کی حیات ہے

مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ گذشتہ زمانے میں ایک بادشاہ تھا، اُس کے یہاں جادوگر تھا، جب جادوگر بوڑھا ہوا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری موت کا وقت قریب آ رہا ہے، مجھے کسی بچہ کو سونپ دو تو میں اُسے جادو سکھا دوں۔ چنانچہ ایک ذہین لڑکے کو وہ تعلیم دینے لگا۔ لڑکا اس کے پاس جاتا تو راستہ میں ایک

راہب کا گھر پڑتا جہاں وہ عبادت میں اور کبھی وعظ میں مشغول ہوتا۔ یہ لڑکا بھی کھڑا ہو جاتا اور اس کے طریق عبادت کو دیکھتا اور وعظ سنتا۔ آتے جاتے یہاں رک جایا کرتا تھا۔ جادوگر بھی مارتا اور ماں باپ بھی کیونکہ وہاں بھی دیر میں پہنچتا اور یہاں بھی دیر میں آتا۔ ایک دن اس بچے نے راہب کے سامنے اپنی شکایت بیان کی، راہب نے کہا کہ جب جادوگر تجھ سے پوچھے کہ کیوں دیر ہوگئی تو کہہ دینا کہ گھر والوں نے روک لیا تھا، اور گھر والے بگڑیں تو کہہ دینا کہ آج جادوگر نے روک لیا تھا۔ یونہی ایک زمانہ گزر گیا کہ ایک طرف تو وہ جادو سیکھتا تھا، دوسری جانب کلام اللہ اور دین سیکھتا تھا۔ ایک دن یہ دیکھتا ہے کہ راستہ میں ایک زبردست ہیبت ناک جانور پڑا ہوا ہے، لوگوں کی آمد و رفت بند کر رکھی ہے۔ ادھر والے ادھر اور ادھر والے ادھر نہیں آسکتے۔ اور سب لوگ ادھر ادھر حیران و پریشان کھڑے ہیں۔ اُس نے اپنے دل میں سوچا کہ آج موقع ہے کہ میں امتحان کر لوں کہ راہب کا دین خدا کو پسند ہے یا جادوگر کا۔ اس نے ایک پتھر اٹھایا اور یہ کہہ کر اس پر پھینکا کہ خدایا! اگر تیرے نزدیک راہب کا دین اور اُس کی تعلیم جادوگر کے امر سے زیادہ محبوب ہے تو تو اس جانور کو اس پتھر سے ہلاک کر دے، تاکہ لوگوں کو اس بلا سے نجات ملے۔ پتھر کے لگتے ہی وہ جانور مر گیا اور لوگوں کا آنا جانا شروع ہو گیا۔ پھر جا کر راہب کو خبر دی تو اُس نے کہا، پیارے بچے! تو مجھ سے افضل ہے، اب خدا کی طرف سے تیری آزمائش ہوگی اگر ایسا ہو تو کسی کو میری خبر نہ کرنا۔ اب اس بچہ کے پاس حاجت مند لوگوں کا تانتا لگ گیا۔ اور اُس کی دعا سے مادر زاد اندھے، کوڑھی، جذامی اور ہر قسم کے بیمار اچھے ہونے لگے۔ بادشاہ کے ایک نابینا وزیر کے کان میں بھی یہ آواز پڑی، وہ بڑے تحفے تحائف لے کر حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ اگر تو مجھے شفا دے دے تو یہ سب میں تجھے دے دوں گا، اس نے کہا کہ شفا میرے ہاتھ میں نہیں، میں کسی کو شفا نہیں دے سکتا، شفا دینے والا تو اللہ وحدہ لا شریک لہ ہے، اگر تو اس پر ایمان لانے کا وعدہ کرے تو میں اُس سے دعا کروں۔ اس نے اقرار کیا۔ بچے نے اُس کے لئے دعا کی، اللہ تعالیٰ نے اسے شفا دے دی، وہ بادشاہ کے دربار میں آیا اور جس طرح اندھا ہونے سے پہلے کام کرتا تھا کرنے لگا اور آنکھیں بالکل روشن تھیں۔ بادشاہ نے متعجب ہو کر پوچھا کہ تجھے آنکھیں کس نے دیں؟ اُس نے کہا، میرے رب نے۔ بادشاہ نے کہا، ہاں یعنی میں نے۔ وزیر نے کہا، نہیں! نہیں! میرا رب اور تیرا رب اللہ ہے۔ بادشاہ نے کہا، اچھا تو کیا میرے سوا تیرا کوئی اور رب، بھی ہے؟ وزیر نے کہا، ہاں میرا اور تیرا رب اللہ عزوجل ہے۔ اب اُس نے اُسے مار پیٹ شروع کر دی اور طرح طرح کی تکلیفیں اور ایذائیں پہنچانے لگا اور پوچھنے لگا، تجھے یہ تعلیم کس نے دی؟ آخر اُس نے بتا دیا کہ اُس بچہ کے ہاتھ پر میں نے اسلام قبول کیا، اُس نے اُسے بلوایا اور کہا، اب تو تم جادو میں خوب کامل ہو گئے ہو کہ اندھوں کو دیکھتا اور بیماروں کو تندرست کرنے لگ گئے ہو۔ اُس نے کہا، غلط ہے، نہ میں کسی کو شفا دے سکتا ہوں نہ جادو۔ شفا اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے۔ کہنے لگا، ہاں یعنی میرے ہاتھ میں ہے کیونکہ اللہ تو میں ہی ہوں۔ اُس نے کہا، ہرگز نہیں۔ کہا، پھر کیا تو میرے سوا کسی اور کو رب مانتا ہے؟ تو وہ کہنے لگا، ہاں میرا اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ اس نے اب اسے بھی بری طرح کی سزائیں دینی شروع کر دیں یہاں تک کہ راہب کا پتہ لگا لیا۔ راہب کو بلا کر اُس سے کہا کہ تو اسلام کو چھوڑ دے اور اس دین سے پلٹ جا۔ اُس نے انکار کیا، تو اس بادشاہ نے آرے سے اُسے چیر دیا اور ٹھیک دو ٹکڑے کر کے پھینک دیا۔ پھر اُس نوجوان سے کہا کہ تو بھی دین سے پھر جا، اُس نے بھی انکار کیا۔ تو بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمارے پاپاہی اسے فلاں فلاں پہاڑ پر لے جائیں اور اس کی بلند چوٹی پر پہنچ کر پھر اسے اس کے دین چھوڑ دینے کو کہیں، اگر مان لے تو اچھا ورنہ وہیں سے اسے لڑھکا دس۔ چنانچہ وہ لوگ اسے لے گئے، جب وہاں سے دھکا دینا چاہا تو اُس نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کی

”اللَّهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ“ خدایا! جس طرح چاہ مجھے ان سے نجات دے۔ اس دُعا کے ساتھ ہی پہاڑ ہلا اور وہ سب سپاہی لڑھک گئے، صرف وہ بچہ ہی بچا رہا۔ وہاں سے وہ اُترا اور ہنسی خوشی پھر اُس ظالم بادشاہ کے پاس آ گیا۔ بادشاہ نے کہا، یہ کیا ہوا؟ میرے سپاہی کہاں ہیں؟ فرمایا، میرے خدا نے مجھے اُن سے بچا لیا۔ اُس نے کچھ اور سپاہی بلوائے اور اُن سے کہا کہ اسے کشتی میں بٹھا کر لے جاؤ، اور بیچوں بیچ سمندر میں ڈبو کر چلے آؤ۔ یہ اُسے لے کر چلے اور بیچ میں پہنچ کر جب سمندر میں پھینکنا چاہا تو اُس نے پھر وہی دعا کی کہ بار الہی! جس طرح چاہ مجھے ان سے بچا۔ موج اٹھی اور وہ سپاہی سارے کے سارے سمندر میں ڈوب گئے صرف وہ بچہ ہی باقی رہ گیا۔ یہ پھر بادشاہ کے پاس آیا اور کہا، میرے رب نے مجھے اُن سے بھی بچا لیا۔ اے بادشاہ! تو چاہے تمام تر تدبیریں کر ڈال لیکن مجھے ہلاک نہیں کر سکتا۔ ہاں، جس طرح میں کہوں، اُس طرح اگر کرے تو البتہ میری جان نکل جائے گی۔ اُس نے کہا، کیا کروں؟ فرمایا، تمام لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر، پھر کھجور کے تنے پر سولی چڑھا اور میرے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر میری کمان پر چڑھا اور ”بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ هٰذَا الْعُلَمَاءِ“ یعنی اُس اللہ تعالیٰ کے نام سے جو اس بچہ کا رب ہے، کہہ کر وہ تیر میری طرف پھینک، وہ مجھے لگے گا اور اس سے میں مروں گا۔ چنانچہ بادشاہ نے یہی کیا۔ تیر بچے کی کنپٹی میں لگا، اس نے اپنا ہاتھ اُس جگہ رکھ لیا اور شہید ہو گیا۔ اس کے اس طرح شہید ہوتے ہی لوگوں کو اس کے دین کی سچائی کا یقین آ گیا۔ چاروں طرف سے یہ آوازیں اُٹھنے لگیں کہ ہم سب اس بچہ کے رب پر ایمان لا چکے۔ یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے ساتھی بڑے گھبرائے اور بادشاہ سے کہنے لگے، اس لڑکے کی ترکیب ہم تو سمجھے ہی نہیں، دیکھئے! اس کا یہ اثر پڑا کہ یہ تمام لوگ اُس کے مذہب پر ہو گئے۔ ہم نے تو اسی لئے اسے قتل کیا تھا کہ کہیں یہ مذہب پھیل نہ پڑے لیکن وہ ڈرتو سامنے آ ہی گیا اور سب مسلمان ہو گئے۔ بادشاہ نے کہا، کہ اچھا یہ کرو کہ تمام محلوں اور راستوں میں خندقیں کھدواؤ اور اُن میں لکڑیاں بھرو، اور اُن میں آگ لگا دو، جو اس دین سے پھر جائے اُسے چھوڑ دو اور جو نہ مانے اُسے آگ میں ڈال دو۔ ان مسلمانوں نے صبر و سہار کے ساتھ آگ میں جلنا منظور کر لیا اور اُس میں کود کود کر گرنے لگے۔ البتہ ایک عورت جس کی گود میں دودھ پیتا چھوٹا سا بچہ تھا وہ ذرا جھجکی تو اُس بچہ کو خدا تعالیٰ نے بولنے کی طاقت دی، اُس نے کہا، اماں! کیا کر رہی ہو؟ تم تو حق پر ہو، صبر کرو اور اس میں کود پڑو۔ (یہ حدیث مسند احمد میں بھی ہے اور صحیح مسلم کے آخر میں بھی ہے اور نسائی میں بھی قدرے اختصار کے ساتھ ہے)

نوٹ: حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خلافت کے زمانہ میں اس بچہ کو اس کی قبر سے نکالا گیا تھا، اس کی انگلی اسی طرح اس کنپٹی پر رکھی ہوئی تھی، جس طرح بوقت شہادت تھی۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۵ صفحہ ۵۳۱)

۶۹) حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہر رات حضور ﷺ کو خواب میں دیکھتے تھے

حضرت ثنی بن سعید ذراع رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں، میں نے حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں ہر رات اپنے حبیب ﷺ کو خواب میں دیکھتا ہوں اور یہ فرما کر رونے لگ پڑے (حیاء الصحابہ، جلد ۲ صفحہ ۴۴۸)

۷۰) جنت اور جہنم کی آپس میں گفتگو

صحیحین میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جنت و دوزخ میں گفتگو ہوتی۔ جنت نے کہا، مجھ میں تو صرف ضعیف اور کمزور لوگ ہی داخل ہوتے ہیں اور جہنم نے کہا، میں تکبر اور تجبر کرنے والوں کے ساتھ مخصوص کی گئی ہوں۔ اس پر

اللہ تعالیٰ عزوجل نے جنت سے فرمایا، تو میری رحمت ہے جسے میں چاہوں تجھ سے نوازوں گا اور جہنم سے فرمایا، تو میرا عذاب ہے، جس سے میں چاہوں تیرے عذابوں سے انتقام لوں گا۔ تم دونوں پر ہو جاؤ گی، جنت میں تو برابر زیادتی رہے گی یہاں تک کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک نئی مخلوق پیدا کرے گا اور اسے اس میں بسائے گا اور جہنم بھی برابر زیادتی طلب کرتی رہے گی یہاں تک کہ اس پر اللہ رب العزت اپنا قدم رکھ دے گا، تب وہ کہنے لگے گی، تیری عزت کی قسم! اب بس ہے، بس ہے۔
(تفسیر ابن کثیر، جلد ۲ صفحہ ۵۱۹)

۴۱) ایک آدمی کا عجیب صدقہ

صحیحین کی حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص نے قصد کیا کہ آج رات میں صدقہ دوں گا، لے کر نکلا اور چپکے سے ایک عورت کو دے کر چلا آیا۔ صبح لوگوں میں یہ باتیں ہونے لگیں کہ آج رات کو کوئی شخص ایک بدکار کو کوئی خیرات دے گیا، اُس نے بھی سنا اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا پھر اپنے نجی میں کہا کہ آج رات پھر صدقہ کروں گا۔ لے کر چلا اور ایک شخص کی مٹھی میں رکھ کر چلا آیا۔ صبح سنتا ہے کہ لوگوں میں چرچا ہو رہا ہے کہ آج رات ایک مالدار کو کوئی صدقہ دے گیا۔ اس نے پھر خدا تعالیٰ کی حمد کی اور ارادہ کیا کہ آج رات کو تیسرا صدقہ دوں گا، دے آیا۔ دن کو معلوم ہوا کہ وہ چور تھا۔ تو کہنے لگا، خدایا! تیری تعریف ہے، زانیہ عورت کو دیئے جانے پر بھی، مالدار شخص کو دیئے جانے پر بھی اور چور کو دیئے جانے پر بھی خواب میں دیکھتا ہے کہ فرشتہ آیا اور کہہ رہا ہے کہ تیرے تینوں صدقے قبول ہو گئے۔ شاید بدکار عورت مال پا کر اپنی حرام کاری سے رک جائے، اور شاید مالدار کو عبرت حاصل ہو اور وہ بھی صدقے کی عادت ڈال لے اور شاید چور مال پا کر چوری سے باز رہے۔

(تفسیر ابن کثیر، جلد ۱ صفحہ ۳۶۸)

۴۲) آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے، صبر کر لیجئے، اللہ آپ کے درجے بڑھا دے گا

ایک قریشی نے ایک انصاری کو زور سے دھکا دے دیا، جس سے اُس کے آگے کے دانت ٹوٹ گئے۔ حضرت معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس مقدمہ گیا اور جب وہ بہت سر ہو گیا تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا، اچھے جا تجھے اختیار ہے۔ حضرت ابوالدرداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ وہیں تھے، فرمانے لگے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جس مسلمان کے جسم کو کوئی ایذا پہنچائی جائے اور وہ صبر کر لے، بدلہ نہ لے تو اللہ تعالیٰ اُس کے درجے بڑھاتا ہے اور اس کی خطائیں معاف فرماتا ہے۔ اس انصاری نے یہ سن کر کہا، کیا سچ مچ آپ نے خود ہی اسے حضور ﷺ کی زبانی سنا ہے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا، ہاں! میرے ان کانوں نے سنا ہے اور میرے دل نے یاد کیا ہے۔ اس نے کہا، پھر گواہ رہو کہ میں نے اپنے مجرم کو معاف کر دیا۔ حضرت معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور اُسے انعام دیا۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۱ صفحہ ۷۶۱)

۴۳) خدایا تو سلام ہے اور میں اسلام ہوں

مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں، قیامت کے دن اعمال آئیں گے، نماز آ کر کہے گی کہ خدایا! میں نماز ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو اچھی چیز ہے۔ صدقہ آئے گا اور کہے گا، پروردگار! میں صدقہ ہوں۔ جواب ملے گا تو بھی خیر پر ہے۔ روزہ آ کر کہے گا میں روزہ ہوں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو بھی بہتری پر ہے۔ پھر اسی طرح اور اعمال بھی آتے جائیں

گے اور سب کو یہی جواب ملتا رہے گا۔ پھر اسلام آئے گا اور کہے گا، خدایا! تو سلام ہے اور میں اسلام۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو خیر پر ہے، آج تیرے ہی باعث میں پکڑوں گا اور تیری ہی وجہ سے میں انعام دوں گا۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۱ صفحہ ۴۳۰)

④ منافقین کے بارے میں کچھ پڑھ لیجیے

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَدِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كَسَالَىٰ لَا يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ۗ لَمَّا مَذَّبْنَا بَيْنَ ذَٰلِكَ ۙ لَا إِلَىٰ هَٰؤُلَاءِ وَلَا إِلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۗ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ۝﴾ (سورة النساء، آیت: ۱۴۲، ۱۴۳)

”بے شک منافق اللہ سے چالبازیاں کر رہے ہیں اور وہ انہیں اس چالبازی کا بدلہ دینے والا ہے، اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں۔ صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور یاد الہی تو یونہی برائے نام کرتے ہیں، وہ درمیان میں ہی معلق ڈگمگا رہے ہیں، نہ پورے ان کی طرف نہ صحیح طور پر ان کی طرف اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دے تو تو اس کے لئے کوئی راہ نہیں پائے گا۔“

تفسیر شیخ: سورہ بقرہ کے شروع میں بھی آیت ﴿يُخَدِعُونَ اللَّهَ..... الخ﴾ اس مضمون میں گزر چکی ہے۔ یہاں بھی یہی بیان ہو رہا ہے کہ یہ کم سمجھ منافق اس خدا کے سامنے چالیں چلتے ہیں جو سینوں میں چھپی ہوئی باتوں اور دل کے پوشیدہ رازوں سے آگاہ ہے، کم فہمی سے یہ خیال کئے بیٹھے ہیں کہ جس طرح ان کا نفاق دنیا میں چل گیا اور مسلمانوں میں ملے جلے رہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے پاس بھی یہ مکاری چل جائے گی۔ چنانچہ قرآن میں ہے کہ قیامت کے دن بھی یہ لوگ خدا کے سامنے اپنی یک رنگی کی قسمیں کھائیں گے جیسے یہاں کھاتے ہیں، لیکن اس عالم الغیب کے سامنے یہ ناکارہ قسمیں ہرگز کارآمد نہیں ہو سکتیں۔ اللہ تعالیٰ بھی انہیں دھوکے میں رکھ رہا ہے، وہ ڈھیل دیتا ہے بڑھوتری دیتا ہے، یہ پھولتے ہیں، خوش ہوتے ہیں اور اپنے لئے اسے اچھائی سمجھتے ہیں۔ قیامت میں بھی ان کا یہی حال ہوگا، مسلمانوں کے نور کے سہارے میں ہوں گے، وہ آگے نکل جائیں گے آوازیں دیں گے کہ ٹھہرو! ہم بھی تمہاری روشنی میں چلیں، جواب ملے گا کہ پیچھے مڑ جاؤ اور روشنی تلاش کر لاؤ، یہ مڑیں گے، ادھر حجاب مائل ہو جائے گا، مسلمانوں کی جانب رحمت اور ان کی طرف زحمت۔ حدیث شریف میں ہے، جو سنائے گا اللہ اسے بھی سنائے گا۔ جو ریا کاری کرے گا اللہ بھی اسے دکھائے گا۔ ایک اور حدیث میں ہے، ان منافقوں میں وہ بھی ہوں گے کہ بظاہر لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ ان کی نسبت فرمائے گا انہیں جنت میں لے جاؤ، فرشتے لے جا کر دوزخ میں ڈال دیں گے، اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے، پھر ان منافقوں کی بدذوقی کا بیان ہو رہا ہے کہ نماز جیسی بہترین عبادت بھی مشغولی اور دلچسپی سے ادا کرنی انہیں نصیب نہیں ہوتی، کیونکہ نیک نیتی، حسن عمل، حقیقی ایمان، سچا یقین ان میں ہے ہی نہیں۔ حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ تَحَكُّمًا ہارے ہوئے بدن سے کسمسا کر نماز پڑھنا مکروہ جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ نمازی کو چاہئے کہ ذوق و شوق سے راضی خوشی پوری رغبت اور انتہائی توجہ کے ساتھ نماز میں کھڑا ہو اور یقین مانے کہ اس کی آواز پر خدا تعالیٰ کے کان ہیں، اس کی طلب پوری کرنے کو خدا تیار ہے، یہ تو ہوئی ان منافقوں کی ظاہری حالت کہ تھکے ہارے تنگدلی کے ساتھ بطور بیگار نالنے کے لئے نماز کے لئے آئے۔ پھر اندرونی حالت یہ ہے کہ اخلاص سے کوسوں دور ہیں۔ رب سے کوئی تعلق نہیں رکھتے، نمازی مشہور ہونے کے لئے لوگوں میں اپنے ایمان کو ظاہر کرنے کے لئے نماز پڑھ رہے ہیں۔ بھلا ان

صنم آشنا دل والوں کو نماز میں کیا ملے گا؟ یہی وجہ ہے کہ ان نمازوں میں جن میں لوگ ایک دوسرے کو کم دیکھ سکیں یہ غیر حاضر رہتے ہیں، مثلاً عشا کی نماز اور فجر کی نماز۔ بخاری و مسلم میں ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں سب سے زیادہ بوجھل نماز منافقوں پر عشاء اور فجر کی ہے۔ اگر دراصل یہ ان نمازوں کے فضائل کے دل سے قائل ہوتے تو گھٹنوں پر چل کر آنا پڑے یہ ضرور آجاتے، میں تو ارادہ کر رہا ہوں کہ تکبیر کہلوا کر کسی کو اپنی امامت کی جگہ کھڑا کر کے نماز شروع کرا کر کچھ لوگوں سے لکڑیاں اٹھوا کر ان کے گھروں میں جاؤں جو جماعت میں شامل نہیں ہوتے اور لکڑیاں ان کے گھروں کے ارد گرد لگا کر حکم دوں کہ آگ لگا دو اور ان کے گھروں کو جلا دو۔ ایک روایت میں ہے، خدا کی قسم! اگر انہیں ایک چرب ہڈی یا دو اچھے کھر ملنے کی امید ہو تو دوڑے چلے آئیں لیکن آخرت کی اور خدا کے ثوابوں کی انہیں اتنی بھی قدر نہیں، اگر بال بچوں اور عورتوں کا جو گھروں میں رہتی ہیں مجھے خیال نہ ہوتا تو قطعاً میں ان کے گھر جلا دیتا۔ ابو یعلیٰ میں ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں، جو شخص لوگوں کی موجودگی میں تو نماز کو سنوار کر ٹھہر ٹھہر کر ادا کرے لیکن جب کوئی نہ ہو تو بری طرح نماز پڑھ لے، یہ وہ ہے جس نے اپنے رب کی اہانت کی۔ پھر فرمایا، یہ لوگ ذکر اللہ بھی بہت ہی کم کرتے ہیں، یعنی نماز میں ان کا دل نہیں لگتا، یہ اپنی کہی ہوئی بات سمجھتے بھی نہیں بلکہ غافل دل اور بے پرواہ نفس سے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں، یہ نماز منافق کی ہے، یہ نماز منافق کی ہے، یہ نماز منافق کی ہے، یہ نماز منافق کی ہے کہ بیٹھا ہوا سورج کی طرف دیکھ رہا ہے، یہاں تک کہ جب وہ ڈوبنے لگا اور شیطان نے اپنے دونوں سینگ اس کے ارد گرد لگا دیئے تو یہ کھڑا ہوا اور جلدی جلدی چار رکعتیں پڑھ لیں جن میں خدا کا ذکر برائے نام ہی کیا۔ (مسلم وغیرہ)

یہ منافق متحیر ششدر و پریشان حال ہیں، ایمان و کفر کے درمیان ان کا دل ڈانوا ڈول ہو رہا ہے، نہ تو صاف طور سے مسلمانوں کے ساتھ ہی ہیں نہ بالکل کفار کے ساتھ، کبھی نور ایمان چمک اٹھا تو اسلام کی صداقت کرنے لگے، کبھی کفر کی اندھیریاں غالب آگئیں تو ایمان سے یکسو ہو گئے، نہ تو حضور ﷺ کے صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کی طرف ہیں، نہ یہودیوں کی جانب۔ رسول مقبول ﷺ کا ارشاد ہے کہ منافق کی مثال ایسی ہے جیسے دو ریوڑ کے درمیان کی بکری کہ کبھی تو وہ مین میں کرتی اس ریوڑ کی طرف دوڑتی ہے کبھی اُس طرف۔ اس کے نزدیک ابھی یہ طے نہیں ہوا کہ اس میں جائے یا اس کے پیچھے لگے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس معنی کی حدیث حضرت عبید بن عمیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی موجودگی میں کچھ الفاظ کے ہیر پھیر سے بیان کی تو حضرت عبداللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنے سنے ہوئے الفاظ دہرا کر کہا، یوں نہیں بلکہ دراصل حدیث یوں ہے جس پر حضرت عبید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ناراض ہوئے۔ (ممکن ہے ایک بزرگ نے ایک طرح کے الفاظ سنے ہوں دوسرے نے دوسری قسم کے) ابن ابی حاتم میں ہے، مؤمن، کافر اور منافق کی مثال ان تین شخصوں جیسی ہے جو ایک دریا پر گئے، ایک تو کنارے ہی کھڑا رہ گیا، دوسرا اتر کر پار ہو کر منزل مقصود کو پہنچ گیا، تیسرا اُترا چلا، جب پتھوں نیچ پہنچا تو ادھر والے نے پکارنا شروع کیا کہ کہاں ہلاک ہونے چلا، ادھر آ، واپس چلا آ۔ ادھر والے نے آواز دی کہ آ جاؤ، نجات کے ساتھ منزل مقصود پر میری طرح پہنچ جاؤ، ادھر راستہ طے کر چکے ہو۔ اب یہ حیران ہو کر کبھی ادھر دیکھتا ہے کبھی ادھر نظر ڈالتا ہے۔ مذہذب ہے کہ کدھر جاؤں کدھر نہ جاؤں؟ ایک زبردست موج آئی اور بہا کر لے چلی، غوطے کھا کھا کر مر گیا۔ پس پار ہو جانے والا تو مسلمان ہے، کنارے کھڑا رہ جانے والا کافر ہے اور موج میں ڈوب مرنے والا منافق ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۱ صفحہ ۶۵۴)

۷۵) حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کا عجیب خواب اور اس کی عجیب تعبیر

موطا امام مالک میں یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے فرمایا:

”رَأَيْتُ ثَلَاثَةَ أَقْمَارٍ سَقَطْنَ فِي حُجْرَتِي، فَوَصَفْتُ رُؤْيَايَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.“

ترجمہ: ”میں نے خواب میں دیکھا کہ تین چاند میرے حجرے میں گرے ہیں۔ میں نے اپنے خواب کا تذکرہ (اپنے والد محترم) حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے کیا۔“

طبقات ابن سعد کی روایت میں ہے کہ ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے پوچھا: تم نے اس خواب کی تعبیر کیا کی ہے؟ میں نے عرض کیا: ”أَوْلَتْهَا وَلَدًا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ ”میں نے اپنے طور پر یہ تعبیر کی ہے کہ میرے ہاں رسول اللہ ﷺ سے اولاد پیدا ہوگی۔“ یہ سن کر حضرت ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ خاموش رہے۔

پھر جب رسول اکرم ﷺ کا انتقال ہو گیا اور آپ ﷺ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے حجرے میں دفن کئے گئے تو حضرت ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے (خواب کی تعبیر کے طور پر) فرمایا:

”هَذَا أَحَدُ أَقْمَارِكِ وَهُوَ خَيْرُهَا.“

ترجمہ: ”تمہارے ایک چاند یہ ہیں اور بقیہ دو چاندوں سے بہتر ہیں۔“

(موطا امام مالک، کتاب الجنائز، باب ما جاء في دفن الميت: ۱/۲۳۲)

بعد میں حضرت ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بھی حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے حجرے میں دفن ہوئے۔

۷۶) سات بیٹیوں کی برکت سے ایک آدمی جہنم سے بچ گیا تاریخ میں

ایک دلچسپ واقعہ لکھا ہے

تاریخ میں ایک دلچسپ واقعہ ملتا ہے، وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

ایک شخص کے ہاں صرف بیٹیاں تھیں۔ ہر مرتبہ اس کو امید ہوتی کہ اب تو بیٹا پیدا ہوگا مگر ہر بار بیٹی ہی پیدا ہوتی۔ اس طرح اس کے ہاں یکے بعد دیگرے چھ بیٹیاں ہو گئیں، اس کی بیوی کے ہاں پھر ولادت متوقع تھی۔ وہ ڈر رہا تھا کہ کہیں پھر لڑکی پیدا نہ ہو جائے۔ شیطان نے اس کو بہکایا، چنانچہ اس نے ارادہ کر لیا کہ اب بھی لڑکی پیدا ہوئی تو وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے گا۔

اس کی کج فہمی پر غور کریں! بھلا اس میں بیوی کا کیا قصور! رات کو سویا تو اس نے عجیب و غریب خواب دیکھا۔ اس نے دیکھا کہ قیامت برپا ہو چکی ہے، اس کے گناہ بہت زیادہ ہیں جن کے سبب اس پر جہنم واجب ہو چکی ہے، لہذا فرشتوں نے اس کو پکڑا اور جہنم کی طرف لے گئے۔

پہلے دروازے پر گئے تو دیکھا کہ اس کی ایک بیٹی وہاں کھڑی تھی جس نے اسے جہنم میں جانے سے روک دیا۔ فرشتے

ابے لے کر دوسرے دروازے پر چلے گئے، وہاں اس کی دوسری بیٹی کھڑی تھی جو اس کے لئے آڑ بن گئی۔ اب وہ تیسرے دروازے پر اسے لے گئے، وہاں تیسری لڑکی کھڑی تھی جو رکاوٹ بن گئی۔ اس طرح فرشتے جس دروازے پر اس کو لے کر جاتے وہاں اس کی ایک بیٹی کھڑی ہوتی جو اس کا دفاع کرتی اور جہنم میں جانے سے روک دیتی۔ غرض یہ کہ فرشتے اسے جہنم کے چھ دروازوں پر لے کر گئے مگر ہر دروازے پر اس کی کوئی نہ کوئی بیٹی رکاوٹ بنتی چلی گئی۔ اب ساتواں دروازہ باقی تھا۔ فرشتے اس کو لے کر اس دروازے کی طرف چل دیئے۔ اس پر گنہگار ہٹ طاری ہوئی کہ اس دروازے پر میرے لئے رکاوٹ کون بنے گا۔ اسے معلوم ہو گیا کہ جو نیت اس نے کی تھی غلط تھی۔ وہ شیطان کے بہکاوے میں آ گیا تھا۔ انتہائی پریشانی اور خوف و دہشت کے عالم میں اس کی آنکھ کھل چکی تھی اور اس نے رب العزت کے حضور اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور دعا کی: "اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا السَّابِعَةَ" اے اللہ مجھے ساتواں بیٹی عطا فرما۔

اس لئے جن لوگوں کا قضا و قدر پر ایمان ہے، انہیں لڑکیوں کی پیدائش پر رنجیدہ خاطر ہونے کی بجائے خوش ہونا چاہئے۔ ایمان کی کمزوری کے سبب جن بد عقیدہ لوگوں کا یہ تصور بن چکا ہے کہ لڑکیوں کی پیدائش کا سبب ان کی بیویاں ہیں، یہ سراسر غلط ہے۔ اس میں بیویوں کا یا خود ان کا کوئی عمل دخل نہیں بلکہ میاں بیوی تو صرف ایک ذریعہ ہیں، پیدا کرنے والی ہستی تو صرف اللہ وحدہ لا شریک لہ ہے وہی جس کو چاہتا ہے لڑکا دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے لڑکی دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ ایسی صورت میں ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اللہ کی قضا و قدر پر راضی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ شوریٰ میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿لِلَّهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرْضِ ۗ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۗ يَهَبُ لِمَنۡ يَّشَآءُ اِنۡاٰثًا وَيَهَبُ لِمَنۡ يَّشَآءُ
الذُّكُوْرَ ۗ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرٰنًا وَّ اِنۡاٰثًا ۗ وَيَجْعَلُ مَنۡ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ۗ اِنَّہٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾

(سورہ شوریٰ، آیت: ۴۹، ۵۰)

ترجمہ: "آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے، یا پھر لڑکے اور لڑکیاں ملا جلا کر دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے، وہ بڑے علم والا اور کامل قدرت والا ہے۔" (سنہری کرنیں، صفحہ ۲۳)

④۴ باون لاکھ درہم، پھر بھی زکوٰۃ واجب نہیں

ایک مرتبہ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کھجوروں کی گٹھلیاں سر پر اٹھائے ہوئے مدینہ کے اطراف سے شہر کی طرف جا رہی تھیں۔ اللہ کے رسول ﷺ اونٹنی پر سوار وہاں سے گزر رہے تھے وہ ان کی سالی بھی تھیں اور پھوپھی زاد بھائی زبیر بن عوام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی بیوی بھی۔ آپ ﷺ نے ساربان سے کہا، "رک جاؤ، رک جاؤ۔ اسماء کو سوار کر لیں۔" آپ ﷺ نے اسماء کو اونٹنی پر سوار ہونے کی دعوت دی۔ وہ فرماتی ہیں: "میں نے اپنے خاوند زبیر کی غیرت کو یاد کیا اور اونٹنی پر سوار ہونے سے معذرت کر دی۔" (بخاری، ۵۲۲۵، مسلم، ۲۱۸۲)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سیدہ اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے اونٹنی پر بیٹھنے سے انکار کیوں کیا اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ سواری پر بیٹھنے سے انکار؟ وہ مقدس اور پاکبا: ہستی، طاہر، مطہر، معصوم نبی ﷺ۔ کیا خاوند ناراض ہوتا؟ ہرگز نہیں! یہ

کیسے ممکن ہے، مگر دراصل یہ سیدہ اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی غایت درجہ کی خاوند کی فرمانبرداری اور اس کے جذبات کا احترام تھا کہ اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ بھی سواری پر بیٹھنے سے معذرت کر دی۔

کچھ عرصے کے بعد ان کے والد محترم ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ان کو گھوڑا اور اس کی نگہداشت کے لئے خادم عطا کیا۔

سیدہ اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے اپنے خاوند کے ساتھ مشکل حالات میں صبر کیا، تنگی اور ترشی میں گزارا کیا اور اس کا نتیجہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وافر مقدار میں رزق عطا فرمایا اور جب حضرت زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے وفات پائی تو آپ جانتے ہیں حضرت اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کو ترکہ میں کیا ملا؟

وہ عورت جو کھجوروں کی گٹھلیاں اکٹھی کر کے لایا کرتی تھی، اسے ہاون لاکھ (۵۲,۰۰۰,۰۰) درہم ترکہ میں ملے۔ اور یہ حضرت زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حرام کمائی سے یا لوگوں کا مال چھین کر جمع نہیں کئے اور نہ لوگوں کو قربت رسول اور حواری رسول ہونے کا وسیلہ دے کر اکٹھے کئے بلکہ انہوں نے تجارت کی اور حلال ذرائع سے مال اکٹھا کیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے خاوند کے پاس ایک ہزار کارندے تھے جو ان کے لئے کام کرتے اور اس کا حصہ ان کو دیتے تھے۔ اتنا رزق، اتنی جائیداد اور مال و دولت کے باوجود ان پر کبھی زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی کیونکہ انہوں نے کبھی مال و دولت کو ذخیرہ نہیں کیا نہ اس کے انبار لگائے۔ حضرت اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے پاس جب کچھ نہ تھا، فقر و فاقہ تھا تو وہ اس حال میں گھبرائی نہیں اور واویلا نہیں کیا اور مال و دولت آئی تو اس پر فخر و غرور کا اظہار نہیں کیا اور ساری زندگی خیر کے کاموں میں، لوگوں پر احسان کرنے میں اور نیکی کرنے میں گزار دی..... (اسد الغابہ، جلد ۲ صفحہ ۳۰۹)

④۸ شادی کے بعد معلوم ہوا کہ وہ لنگڑی ہے

امام شعبی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا، میں نے ایک عورت سے شادی کی ہے، شادی کے بعد معلوم ہوا کہ وہ لنگڑی ہے۔ کیا اس کو اس کے والدین کے لھر واپس بھجوادوں؟ امام شعبی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرمانے لگے، اگر تمہیں بیوی کے ساتھ دوڑ لگانی ہے، پھر تو تمہیں ضرور اسے چھوڑ دینا چاہئے، اور اگر ایسا نہیں تو پھر.....!! (سنہری کرنیں، صفحہ ۵۴)

④۹ نہایت ذہین بیوی

ایک شخص اپنی بیوی سے بڑا تنگ تھا اور اسے ہر حالت میں طلاق دینا چاہتا تھا۔ ایک دن اُس نے دیکھا کہ اس کی بیوی سیڑھیاں چڑھ رہی ہے۔ اس نے بیوی کو مخاطب کیا اور کہنے لگا: سنو! اگر تو اوپر چڑھی تو تجھے طلاق، نیچے اتری تو طلاق اور اپنی جگہ کھڑی رہی تو پھر بھی طلاق۔

اس عورت نے اپنے خاوند کی طرف دیکھا، لمحہ بھر کے لئے رکی، ذرا سوچا اور پھر اس کے خاوند نے دیکھا کہ اس نے سیڑھی سے چھلانگ لگا دی۔

خاوند کی حسرتوں پر پانی پھر گیا، اپنی بیوی سے مخاطب ہوا، میرے ماں باپ تجھ پر قربان! تو کتنی بڑی فقیہ ہے۔ امام مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ وفات پا جائیں تو ممکن ہے اہل مدینہ فتویٰ کے لئے تیرے ہی پاس آئیں۔ (سنہری کرنیں، صفحہ ۵۵)

۸۰ حضرت جلیبیب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی عجیب شادی اور عجیب شہادت

جلیبیب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ایک انصاری صحابی تھے۔ نہ مالدار تھے، نہ کسی معروف خاندان سے تعلق تھا۔ صاحب منصب بھی نہ تھے، رشتہ داروں کی تعداد بھی زیادہ نہ تھی۔ رنگ بھی سانولا تھا لیکن اللہ کے رسول ﷺ کی محبت سے سرشار تھے۔ بھوک کی حالت میں پھٹے پرانے کپڑے پہنے اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ علم سیکھتے اور فیض یاب ہوتے۔ ایک دن اللہ کے رسول ﷺ نے شفقت کی نظر سے دیکھا اور ارشاد فرمایا:

”يَا جُلَيْبِيبُ! أَلَا تَتَزَوَّجُ؟“

ترجمہ: ”جلیبیب! تم شادی نہیں کرو گے؟“

جلیبیب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھ جیسے آدمی سے بھلا کون شادی کرے گا؟ اللہ کے رسول ﷺ نے پھر فرمایا، ”جلیبیب! تم شادی نہیں کرو گے؟“ اور وہ جواباً عرض گزار ہوئے کہ اللہ کے رسول! بھلا مجھ سے کون شادی کرے گا؟ نہ مال، نہ جاہ و جلال!!

اللہ کے رسول ﷺ نے تیسری مرتبہ بھی ارشاد فرمایا: ”جلیبیب! تم شادی نہیں کرو گے؟“ جواب میں انہوں نے پھر وہی کہا: ”اللہ کے رسول! مجھ سے شادی کون کرے گا؟ کوئی منصب نہیں، میری شکل بھی اچھی نہیں، نہ میرا خاندان بڑا ہے اور نہ مال و دولت رکھتا ہوں۔“

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”إِذْهَبْ إِلَى ذَاكَ الْبَيْتِ مِنَ الْأَنْصَارِ وَقُلْ لَهُمْ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَلِّغُكُمْ

السَّلَامَ وَيَقُولُ: زَوْجُونِي ابْنَتَكُمْ“

ترجمہ: ”فلاں انصاری کے گھر جاؤ اور ان سے کہو کہ اللہ کے رسول ﷺ تمہیں سلام کہہ رہے تھے اور فرما

رہے ہیں کہ اپنی بیٹی سے میری شادی کر دو۔“

جلیبیب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ خوشی خوشی اس انصاری کے گھر گئے اور دروازہ پر دستک دی۔ گھر والوں نے پوچھا، کون؟ کہا جلیبیب۔ گھر والوں نے کہا، ہم تو تمہیں نہیں جانتے، نہ تم سے کوئی غرض ہے۔ خیر گھر کا مالک باہر نکلا، ادھر جلیبیب کھڑے تھے۔ پوچھا، کیا چاہتے ہو، کدھر سے آئے ہو؟ کہا اللہ کے رسول ﷺ نے تمہیں سلام بھجوایا ہے۔

یہ سننے کی دیر تھی کہ گھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں سلام کا پیغام بھجوایا ہے۔ ارے! یہ تو بہت ہی خوش بختی کا مقام ہے کہ ہمیں اللہ کے رسول ﷺ نے سلام کہلا بھیجا ہے۔

جلیبیب کہنے لگے: ”آگے بھی سنو! اللہ کے رسول ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دو۔“

صاحب خانہ نے کہا: ذرا انتظار کرو، میں لڑکی کی ماں سے مشورہ کر لوں۔ اندر جا کر لڑکی کی ماں کو پیغام پہنچایا اور مشورہ پوچھا؟ وہ کہنے لگی: ”نانا..... نانا..... قسم اللہ کی! میں اپنی بیٹی کی شادی ایسے شخص سے نہیں کروں گی، نہ خاندان، نہ شہرت، نہ مال و دولت، ان کی نیک سیرت بیٹی بھی گھر میں ہونے والی گفتگو سن رہی تھی اور جان گئی تھی کہ حکم کس کا ہے؟ کس نے مشورہ دیا ہے؟ سوچنے لگی، اگر اللہ کے رسول ﷺ راہی ہر تو اس میں یقیناً میرے لئے بھلائی اور فائدہ ہے۔ اس نے والدین

کی طرف دیکھا اور مخاطب ہوئی:

”أَتُرَدُّونَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَهُ؟ اذْفَعُونَنِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ لَنْ يُضَيِّعَنِي“

ترجمہ: ”کیا آپ لوگ اللہ کے رسول ﷺ کا حکم ٹالنے کی کوشش میں ہیں؟ مجھے اللہ کے رسول ﷺ کے سپرد کر دیں (وہ اپنی مرضی کے مطابق جہاں چاہیں میری شادی کر دیں)، کیونکہ وہ ہرگز مجھے ضائع نہیں ہونے دیں گے۔“

پھر لڑکی نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تلاوت کی:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾ (سورة الاحزاب، آیت: ۳۶)

ترجمہ: ”اور دیکھو! کسی مؤمن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد اپنے امور میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔“ (سورة الاحزاب، آیت: ۳۶)

لڑکی کا والد اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ کا حکم سر آنکھوں پر، آپ کا مشورہ، آپ کا حکم قبول، میں شادی کے لئے راضی ہوں۔ جب رسول اکرم ﷺ کو اس لڑکی کے پاکیزہ جواب کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے اس کے حق میں یہ دعا فرمائی:

”اللَّهُمَّ صَبِّ الْخَيْرِ عَلَيْهَا صَبًّا وَلَا تَجْعَلْ عَيْشَهَا كَدًّا“

ترجمہ: ”اے اللہ! اس بچی پر خیر اور بھلائی کے دروازے کھول دے اور اس کی زندگی کو مشقت و پریشانی سے دور رکھ۔“ (موارد الظمان: ۲۲۶۹، احمد: ۴/۴۲۵، مجمع الزوائد: ۹/۳۷۰ وغیرہ)

پھر جلیبب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ساتھ اس کی شادی ہو گئی۔ مدینہ منورہ میں ایک اور گھرانہ آباد ہو گیا جس کی بنیاد تقویٰ اور پرہیزگاری پر تھی، جس کی چھت مسکنت اور محتاجی تھی، جس کی آرائش و زیبائش و تہلیل اور تسبیح و تحمید تھی۔ اس مبارک جوڑے کی راحت نماز میں اور دل کا اطمینان تپتی دوپہروں کے نفلی روزوں میں تھا۔

رسول اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے یہ شادی خانہ آبادی بڑی ہی برکت والی ثابت ہوئی۔ تھوڑے ہی عرصے میں ان کے مالی حالات اس قدر اچھے ہو گئے کہ راوی کا بیان ہے:

”فَكَانَتْ مِنْ أَكْثَرِ الْأَنْصَارِ نَفَقَةً وَمَالًا“

ترجمہ: ”انصاری گھرانوں کی عورتوں میں سب سے خرچہ دار گھرانہ اس لڑکی کا تھا۔“

ایک جنگ میں اللہ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ سے دریافت فرمایا: ”هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟“

”دیکھو! تمہارا کوئی ساتھی بچھڑ تو نہیں گیا؟“

مطلب یہ تھا کہ کون کون شہید ہو گیا ہے؟

صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے عرض کیا: ہاں، فلاں فلاں حضرات موجود نہیں ہیں۔

پھر ارشاد ہوا: "هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟"
"کیا تم کسی اور کو گم پاتے ہو؟"

صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے عرض کیا: نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "لِكِنِّي أَفْقِدُ جَلِيْبِيْبًا فَاطْلُبُوهُ"

لیکن مجھے جلیبیب نظر نہیں آ رہا، اس کو تلاش کرو۔ چنانچہ ان کو میدان جنگ میں تلاش کیا گیا۔

وہ منظر بڑا عجیب تھا۔ میدان جنگ میں ان کے ارد گرد سات کافروں کی لاشیں تھیں۔ گویا وہ ان ساتوں سے لڑتے رہے اور پھر ساتوں کو جہنم رسید کر کے شہید ہوئے۔ اللہ کے رسول ﷺ کو خبر دی گئی۔ رؤف ورحیم پیغمبر ﷺ تشریف لائے۔ اپنے پیارے ساتھی کی نعش کے پاس کھڑے ہوئے، منظر کو دیکھا، پھر فرمایا:

"قَتَلَ سَبْعَةٌ ثُمَّ قَتَلُوهُ، هَذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ، هَذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ."

"ترجمہ: اس نے سات کافروں کو قتل کیا، پھر دشمنوں نے اُسے قتل کر دیا۔ یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔"

"فَوَضَعَهُ عَلَيَّ سَاعِدِيهِ لَيْسَ لَهُ إِلَّا سَاعِدَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ."

پھر آپ ﷺ نے اپنے پیارے ساتھی کو اپنے ہاتھوں میں اٹھایا اور شان یہ بھی کہ اکیلے ہی اس کو اٹھایا ہوا تھا۔ صرف آپ کے دونوں بازوؤں کا سہارا سے میسر تھا۔

جلیبیب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے لئے قبر کھودی گئی، پھر نبی کریم ﷺ نے اسے اپنے دست مبارک سے انہیں قبر میں رکھا۔ (صحیح مسلم: ۴۲۲۲)

۸۱) بہترین عورت کی خوبیاں

ایک اعرابی سے جس کا عورتوں کی صفات کے بارے میں خاصہ تجربہ تھا، پوچھا گیا: "بہترین عورت میں کیا خوبیاں ہونی چاہئیں۔"

اس نے جواب دیا، ایک اچھی عورت میں درج ذیل خوبیاں ہوتی ہیں۔ کھڑی ہو تو لمبے قد کی، اور بیٹھے تو نمایاں نظر آئے۔ گفتگو کرے تو سچ بولے۔ اس کو غصہ دلایا جائے تو بردباری کا مظاہرہ کرے۔ ہنسے تو صرف مسکراہٹ بکھیرے، کھانا پکائے تو نہایت ہی لذیذ..... اپنے خاوند کی فرماں بردار ہو۔ اپنے گھر سے محبت کرنے والی، اور کم سے کم گھر سے باہر نکلنے والی ہو۔ اپنی قوم میں نہایت عزیز اور باوقار ہو، مگر انتہائی متواضع و منکسر مزاج ہو۔ خاوند سے محبت کرنے والی اور کثرت سے اولاد جننے والی ہو، پھر اس کا ہر کام نہایت پسندیدہ ہوگا۔

۸۲) کبھی کبھی بیوی اپنے شوہر پر خرچ کرے

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی بیوی زینب ثقفیہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا بڑی مالدار خاتون تھیں۔ فرماتی ہیں کہ ایک دن اللہ کے رسول ﷺ کا یہ فرمان ہم نے سنا:

"تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ"

تَرْجَمًا: ”اے عورتوں کی جماعت! صدقہ اور خیرات کیا کرو اگرچہ اپنا زیور (فروخت کر کے) ہی کیوں نہ ہو۔“ کہتی ہیں کہ میں اپنے خاوند عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس آئی اور کہا، آپ محتاج ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں صدقہ و خیرات کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ مسئلہ دریافت کریں۔ اگر یہ صدقہ میں آپ پر کروں اور یہ کفایت کر جائے تو ٹھیک ورنہ میں یہ صدقہ دوسروں کو دیا کروں گی۔ عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ان سے کہا: تم ہی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ مسئلہ پوچھو۔ حضرت زینب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کہتی ہیں: چنانچہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے گھر کی طرف چل دی، وہاں دروازے پر ایک انصاری عورت کھڑی تھی۔ میں نے جب اس سے پوچھا کہ تم یہاں کیا لینے آئی ہو؟ تو اس کا مسئلہ بھی میرے ہی جیسا تھا۔ اب احترام کے باعث کھڑی ہو گئیں کہ اندر جانے کی جرات کون کرے۔ اتنے میں گھر سے حضرت بلال رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ باہر نکلے۔ ہم نے موقع غنیمت جانا اور ان سے کہا کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھنا چاہتی ہیں کہ کیا وہ اپنا صدقہ اور خیرات اپنے شوہروں کو دے سکتی ہیں اور اسے اپنے زیر پرورش یتیموں پر خرچ کر سکتی ہیں، اور ساتھ ہی ان سے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ کو ہمارے بارے میں نہ بتانا کہ ہم کون ہیں؟ فرماتی ہیں کہ حضرت بلال رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس گئے اور مسئلہ دریافت کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے پوچھا کہ: جو دو عورتیں دروازے پر ہیں کون کون ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: ایک تو انصاری عورت ہے اور دوسری زینب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”أَيُّ الزَّيْنَبِ“ ”کون سی زینب؟“ حضرت بلال رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عرض کیا: عبداللہ بن مسعود کی بیوی۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”لَهُمَا أَجْرَانِ: أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ“ ”ان کے لئے دو ہراجر و ثواب ہے، ایک تو قرابت داروں سے حسن سلوک کا اور دوسرا صدقہ و خیرات کرنے کا۔“ (بخاری، ۱۳۶۶، مسلم: ۱۰۰۰)

۸۳) ایک عورت کو مرگی کے دورے پڑتے تھے مگر وہ جنتی تھی

امام بخاری و مسلم یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عطا بن ابی رباح رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ساتھ کھڑے تھے کہ سامنے سے کالے رنگ کی ایک لونڈی گزری۔ عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عطا رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی طرف دیکھا۔ کہنے لگے: تمہارا کیا خیال ہے؟ کیوں نہ تمہیں ایک جنتی عورت دکھاؤں؟ حضرت عطا رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے تعجب سے کہا کہ ایک جنتی عورت؟

حضرت عبداللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا، ہاں ایک عورت ہے، جب وہ وفات پا جائے گی تو جنت میں جائے گی۔ عطا رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے تعجب کیا، کہنے لگے کہ مجھے دکھائیں وہ کون سی خوش نصیب خاتون ہے، جو جنتی ہے، ہمارے درمیان رہتی ہے۔ بازاروں، گلیوں میں چلتی پھرتی ہے۔ عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کالے رنگ کی اس بوڑھی لونڈی کی طرف اشارہ کیا۔ کہنے لگے کہ وہ بوڑھی عورت جنتی ہے۔ حضرت عطا رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے پوچھا، ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ! آپ کو کیسے معلوم کہ وہ جنتی ہے؟

جواب دیا: کئی سال گزرے یہ کالی کلونی لونڈی اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئی، تب اس کو مرگی کے دورے پڑتے تھے۔ اس نے اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آ کر شفا کے لئے دعا کی درخواست کی۔ وہ کہنے لگی: ”میری زندگی

اجیرن ہوگئی ہے، بچے مجھ سے ڈرتے ہیں، میرا مذاق اڑاتے ہیں، مجھ پر ہنستے ہیں، میں بازار میں ہوں یا گھر میں، یا لوگوں کے پاس، اچانک مجھے دورہ پڑتا ہے اور مجھے ہوش نہیں رہتا، میں اس زندگی سے تنگ آچکی ہوں، اللہ کے رسول! اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے شفا عطا فرمائے۔“

اللہ کے رسول ﷺ نے چاہا کہ صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کو صبر پر درس دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”إِنْ شِئْتَ صَبْرْتَ وَلَكَ الْجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتَ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيكَ.“

”اگر تم چاہو تو صبر سے کام لو اور اس کے عوض تمہارے لئے جنت ہے۔ اور اگر چاہو تو میں تمہاری شفا کے لئے اللہ سے دعا کر دوں۔“

اللہ کے رسول ﷺ نے جب بات ختم کی تو اس عورت نے غور و فکر کیا، سوچا، اپنے حالات اور اپنی بیماری کو دیکھا۔ آپ ﷺ کے فرمان کو اپنے دل میں دہرایا۔ اب وہ دونوں میں فیصلہ کرنا چاہ رہی تھی کہ کس کو اختیار کرے۔ صبر کو یا دنیاوی آرام کو؟ سوچا، غور کیا کہ دنیا تو فانی ہے، اسے ایک دن ختم ہو جانا ہے۔ میں جنت کی طلب گار کیوں نہ بنوں، اس کی چاہت کیوں نہ کروں؟ اور پھر اس نے اپنا فیصلہ صادر کر دیا: ”اے اللہ کے رسول! میں صبر سے کام لوں گی، لیکن جب مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے تو میں بے پردہ ہو جاتی ہوں، اس لئے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمادیں کہ وہ مجھے بے پردہ نہ کرے۔“ رسول اکرم ﷺ نے اس کے حق میں دعا فرمادی۔ (بخاری: ۵۶۵۲، مسلم: ۲۵۷۶)

(۸۴) ہمیشہ دم بن کر رہو، سر بن کر نہ رہو، کیونکہ سب سے پہلے مار ہمیشہ

سر پر پڑا کرتی ہے۔ — بازہ اہم نصیحتیں

۱۔ بھی یہ نہ سمجھیں کہ ہمارے نفس نے رات دن میں حق تعالیٰ کا کوئی بھی ضروری حق ذرہ برابر بھی کچھ ادا کیا ہے، اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے جب ہم اپنے نور ایمان سے یہ سمجھ لیں کہ ہمارے جتنے بھی کام ہیں شروع سے لے کر آخر تک سب کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے، بھلا غور کریں کہ غلام کے پاس جو کچھ مال و دولت ہے سب اس کے آقا کا عطیہ ہوتا ہے، اگر وہ اس کو آقا کی خدمت میں پیش کر کے یہ سمجھ لے کہ میں نے اس کا حق ادا کر دیا تو اس سے زیادہ بے وقوف دنیا میں کوئی نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو آقا سے بھی زیادہ تعلق ہے، پیدا اس نے کیا، ہوش و حواس، عقل و تمیز، بینائی شنوائی، ہاتھ، پیر، غذا وغیرہ سب اسی کی دی ہوئی ہیں۔ جن کے سہارے ہم کچھ ٹوٹے پھوٹے اعمال کر لیتے ہیں، پھر حق کس چیز سے ادا کیا۔

جاں دی، دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ کہ حق ادا نہ ہوا

۲۔ اپنے اقوال اور اعمال و افعال میں توحید خالص کا استحضار رہے، مثلاً کبھی یوں نہ کہیں کہ فلاں چیز میری ہے، یا جیسے میری مرضی۔ ہاں مجازاً یا بھولے سے ایسی بات ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔ حق تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ ﴿وَأَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾ خدا کی عبادت کرو، اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ، اس میں اللہ تعالیٰ نے ”شَیْنًا“ ارشاد فرمایا کسی شے کو متعین نہیں فرمایا۔

حقیقتاً ہر چیز اللہ کی ہے، اللہ تعالیٰ نے دنیا کے انتظام کے تحت لوگوں کو اس کا قبضہ دیا ہوا ہے، اگر کسی نے آپ کی ملک والی چیز بغیر اجازت کے لے لی یا چوری کر لی تو یہ نہ سوچیں کہ اس نے میری چیز لے لی، اب میں اس کا مواخذہ کرتا ہوں بلکہ

یہ سوچیں کہ اس نے بادشاہ کے انتظام میں خلل ڈالا ہے، لہذا میں قانون شریعت کی وجہ سے اس کا مواخذہ کرتا ہوں۔ ایک دفعہ ایک بزرگ نے دعا کی کہ اے اللہ! تو نے توحید خالص پر مغفرت کا وعدہ کیا ہے، میں تیرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا، لہذا میری بخشش فرما، ان کو الہام ہوا کہ وہ وقت یاد کریں جب آپ کو دودھ پیش کیا گیا تو آپ نے کہا میں نہیں پیتا کہ اس سے مجھے ضرر نہ پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس کلمے پر گرفت فرمائی کہ ضرر پہنچنے کو دودھ سے منسوب کر دیا تھا۔

۳ اپنے اعمال پر اس لحاظ سے ثواب طلب نہ کریں کہ یہ ہمارے کئے ہوئے کام ہیں بلکہ صرف خدا کے فضل و احسان پر نظر کر کے ثواب طلب کیا کریں، اور اس میں راز یہ ہے کہ جو شخص اپنے نیک اعمال پر اس وجہ سے ثواب طلب کرے گا کہ اس نے خود یہ اعمال کئے ہیں، تو اس کے لئے کچھ بعید نہیں کہ برے اعمال کی سزا دینے کے واسطے بھی ترازوئے اعمال قائم کی جائے، لہذا اللہ تعالیٰ سے ثواب چاہو تو محض اس کے احسان و فضل سے مانگو۔

۴ اپنے آپ کو سرداری کے لئے آگے نہ بڑھائیں، کسی بھی امر میں اپنے آپ کو بطور قائد سردار اور ذمہ دار آگے نہ بڑھائیں، مثلاً مشیخت، امامت، امارت اور تدریس وغیرہ میں اپنے بھائیوں کے تابع بننے کی کوشش کریں نہ کہ اس سے سبقت لے جانے کی، مگر اس صورت میں کہ وہ خود ہمیں آگے بڑھائیں یا ہماری پیش قدمی سے دوسروں سے بلاء اور مصیبت دور ہوتی ہو یا انہیں نیک کاموں کی رغبت ہوتی ہو تو پھر مضائقہ نہیں، کیونکہ نیک کاموں میں سبقت کرنے کا حکم دیا گیا ہے، سید احمد رفاعی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کا قول ہے کہ ہمیشہ دُوم بن کر رہو، سر بن کر نہ رہو کیونکہ سب سے پہلے مار ہمیشہ سر پر پڑا کرتی ہے۔

۵ کسی منصب یا ذمہ داری کی تمنا نہ کریں اور نہ اپنی طرف سے اس کی کوشش کریں، اللہ تعالیٰ کی مشیت پر نظر رکھیں، اور صبر کریں یہاں تک کہ خود ان سے اسے قبول کرنے کی درخواست نہ کی جائے، کیونکہ اگر اپنی کوشش سے کوئی منصب حاصل کرو گے تو تمہیں اس منصب کے حوالے کر دیا جائے گا، اور اگر بغیر کوشش کے کوئی ذمہ داری ملے گی تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعانت کی جائے گی۔

۶ ہمیشہ یہ اعتقاد پیش نظر رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری مصلحتوں کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں، اگر یہ اعتقاد رکھیں گے تو کسی معاملے میں بھی دل میں ناخوشی پیدا نہ ہوگی، اور جو شخص اس اعتقاد سے غافل رہے گا وہ ضرور تقدیر سے ناخوش ہوگا، بلکہ بعض اوقات اعتراض کا مرتکب ہوگا۔

شبلی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى سے منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت جنید رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کو بعد وفات کے دیکھا تو میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ فرمایا؟ کہنے لگے کہ مجھے بخش دیا اور کسی بات پر عتاب نہیں فرمایا البتہ ایک بار میری زبان سے اتنی بات نکل گئی تھی کہ اس سال زمین کو بارش کی زیادہ ضرورت ہے، اس پر حق تعالیٰ نے مجھے عتاب فرمایا کہ اے جنید! تم مجھے خبر دینا چاہتے تھے، حالانکہ میں علیم وخبیر ہوں۔

۷ جب ہمارے اوپر دنیا میں تنگی اور کمی کر دی جائے تو اس صورت میں بھی ہم اپنے پروردگار سے ایسے ہی راضی رہیں جیسا کہ فراخی کی صورت میں ہم ان سے خوش رہتے ہیں، بلکہ وسعت کی حالت میں ڈرتے رہنا بھی چاہئے، کیونکہ دنیا کا کم ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عافیت میں رکھنا چاہتے ہیں، اور زیادہ ہونے میں اندیشہ ہے کہ ہم اس میں مشغول ہو جائیں اور دفعۃً پکڑے جائیں۔

۸ اپنے دل کو دنیا میں مشغول نہیں کرنا چاہئے حتیٰ الوسع لین دین اور جمع تقسیم کے معاملات سے دل کو فارغ رکھنے کی

کوشش کرنا چاہئے، اگر کسی سے کچھ قرض وغیرہ لینا ہو تو زیادہ سختی نہ کریں، نرمی سے دے دے تو ٹھیک ہے ورنہ مطالبہ نہ کریں، یہ سوچ لیں کہ وہ اللہ کا بندہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کا امتی ہے، تو اللہ اور رسول کی عظمت کو سوچتے ہوئے اس سے زیادہ تقاضہ نہ کریں۔

۹ دنیا اور اس کی شہوات و لذات کو بے رغبتی کی نگاہ سے دیکھا کریں، رغبت کی نگاہ اس طرف نہ کریں، امام شافعی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے فرمایا، دنیا اس بوسیدہ ہڈی کی مانند ہے جس پر بہت سے کتے چھینا چھٹی کر رہے ہوں، لہذا جو کوئی بھی دنیا میں رغبت کرے گا، ضرور نجاست سے آلودہ ہوگا، اور اس کو کتے کا ٹیس گے اور اس پر دانت نکال کر بھونکیں گے، لہذا بڑی مصیبت اٹھانا پڑے گا۔

۱۰ دنیا کی چیز پر مزاحمت نہ کریں، فقراء کو چاہئے کہ دنیا کی کسی چیز پر مزاحمت، جھگڑا اور تکرار نہ کریں، کیونکہ دنیا پر جھگڑنے سے دلوں میں دشمنی اور نفوس میں کدورت پیدا ہوتی ہے۔ جان لیں کہ ہر وہ چیز جو نزاع اور تکرار سے حاصل ہو وہ دنیا ہے اگرچہ کہ بظاہر وہ دینی چیز محسوس ہوتی ہے، اس لئے کہ جو کام بھی خالص آخرت کے لئے ہوں ان میں جھگڑا اور نزاع نہیں ہو سکتا، اگر نزاع کی نوبت آتی ہے تو سمجھ لیں کہ اس میں دنیا کی آمیزش ضرور ہے۔

۱۱ اللہ تعالیٰ کی محبت کو دنیا کی تمام محبتوں پر غالب رکھیں، خواہ محبت مال کی ہو یا اولاد کی ہو یا ازواج کی ہو یا اصحاب (دوستوں) کی ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑے غیرت والے ہیں، وہ اپنے مؤمن بندے کے دل میں کسی غیر کی محبت کو پسند نہیں کرتے، ہاں جن کی محبت کا خود اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، جیسے انبیاء و ملائکہ علماء، صلحاء اولیاء اللہ تو ان کی محبت اللہ کے حکم کی بجا آوری کے لئے ہے۔

صوفیہ کی اصطلاح میں غیر کی محبت سے مراد وہ محبت ہے جو ”وصول الی اللہ“ میں داخل نہیں۔ تو انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَامُ اور اپنے مشائخ اور جملہ اولیاء اللہ سے محبت چونکہ حق تعالیٰ تک پہنچانے والی ہے، اس لئے یہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں ہی شمار ہوتی ہے، ازواج و اولاد سے اس قدر محبت جائز اور ضروری ہے جس سے ان کے حقوق ادا کرنے میں آسانی ہو، اس سے زائد محبت جس کی وجہ سے احکام الہی میں سستی اور فتور آنے لگے وہ نقصان دہ ہے۔

حضرت علی خِوَص رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى فرماتے تھے کہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ تمہارے بیوی، بچوں کو اس لئے مصیبت میں مبتلا کر دیتے ہیں کہ تمہارے دل میں ان کی محبت جم گئی ہوتی ہے۔ (اللہ تعالیٰ اس پر غیرت کھاتے ہیں) اور کبھی ان کی محبت کی وجہ سے خود تمہارے اوپر عتاب فرماتے ہیں۔

۱۲ جس شخص کی عادت لڑائی جھگڑے کی ہو اس سے مناظرہ نہ کریں۔ جس شخص میں دیکھیں کہ اس کی طبیعت میں جوش زیادہ ہے، اور لڑائی جھگڑے اور مناظرہ کرنے کی عادت ہے، اس سے مناظرہ نہ کریں، اور اپنی بات کو دلائل سے منوانے کی کوشش نہ کریں، ایسے شخص کے سامنے جتنی مرضی معقول بات کی جائے اس کی کوشش ہمیشہ دوسرے کو نچا دکھانے اور اپنی عقل و فہم کو صائب الرائے ثابت کرنے کی ہوگی۔

ایسے شخص سے بات کرنے سے پہلے سے کوئی ایسی حکمت اپنائیں کہ اس کا جوش نفس آپ کے لئے نرم ہو چکا ہو، مشائخ جب کسی کو برے کاموں کا مرتکب دیکھتے تو اس شخص کو نصیحت کرنے سے پہلے اس کی اچھائیوں کو بیان کرتے اور درمیان میں اس کی خامیوں کو بیان کر دیتے اور کہتے کہ ان سے بھی بچ جاتے تو بہت اچھا ہوتا، اس طرح وہ شخص ان برائیوں سے اجتناب

کرنے لگتا۔

۸۵) قضائے حاجات کے لئے مولانا مدنی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کا بتایا ہوا مجرب عمل

بندہ ایک روز اپنی اہلیہ کے ساتھ دیوبند کے سفر پر تھا، وہاں پہنچ کر میری اہلیہ نے حضرت شیخ حسین احمد مدنی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کی اہلیہ محترمہ سے کچھ نصیحت کی فرمائش کی تو حضرت شیخ کی اہلیہ محترمہ نے بتلایا کہ دو رکعت صلوٰۃ الحاجۃ کی نیت سے پڑھئے جس کی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد پچاس (۵۰) مرتبہ سورہ اخلاص اور دوسری رکعت میں بھی سورہ فاتحہ کے بعد پچاس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھئے، پھر اللہ سے اپنی حاجت کے پورا ہونے کا سوال کیجئے۔ حضرت مدنی مشکلات کے وقت یہ عمل لوگوں کو بتلایا کرتے تھے اور خود بھی عمل کرتے تھے۔

نوٹ: مذکورہ مجرب عمل اگرچہ احادیث میں موجود نہیں، مگر اللہ والے کا بتایا ہوا عمل ہے، اور کئی لوگوں کا مجرب عمل ہے، اس لئے اگر آپ بھی کسی سخت سے سخت مسئلے میں الجھے ہوئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اس عمل کی برکت سے تمہارا مسئلہ سلجھا دے گا۔

۸۶) پروردگارِ عالم! میرا رزق تیرے ذمے ہے

ابو عبد اللہ بن جعفر کو جو کہ برقی کے لقب سے مشہور ہیں، کہتے ہیں: میں نے ایک بیابان میں ایک بدو خاتون کو دیکھا جس کی کھیتی کڑا کے کی سردی، زوردار آندھی اور موسلا دھار بارش کے سبب تباہ و برباد ہو چکی تھی، لوگ اس کے ارد گرد جمع تھے اور اس کی فصل تباہ ہونے پر اسے دلاسا دے رہے تھے۔

اس نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اور کہنے لگی:

”اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَأْمُولُ لِأَحْسَنِ الْخَلْفِ، وَبِيَدِكَ التَّعْوِيضُ عَمَّا تَلَفَ، فَأَفْعَلْ بِنَا مَا أَنْتَ أَهْلُهُ، فَإِنَّ أَرْزَاقَنَا عَلَيْكَ وَأَمَالَنَا مَصْرُوفَةٌ إِلَيْكَ.“

ترجمہ: ”اے پروردگار! پسماندگان کی عمدہ دیکھ بھال کے لئے تجھ ہی سے امید وابستہ کی جاتی ہے جو کچھ تباہ و برباد ہو گیا اس کی تلافی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، اس لئے تو اپنی زالی شان کے مطابق ہمارے ساتھ معاملہ فرما، کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ ہماری روزی کا بندوبست تیرے ہی ذمہ ہے اور ہماری آرزوئیں اور تمنائیں تجھی سے وابستہ ہیں۔“

ابو عبد اللہ بن جعفر کہتے ہیں: میں ابھی اس خاتون کے پاس ہی تھا کہ ایک آدمی وہاں آ پہنچا ہمیں اس کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا کہ یہ کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ مقصد کیا ہے؟ جب اسے اس عورت کے عقیدے، منہج اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کا پتہ چلا تو اس نے پانچ سو (۵۰۰) دینار نکالے اور اس عورت کی خدمت میں پیش کر کے اپنی راہ چلتا بنا۔

(مجلۃ العربی: ۲۳۳/۱۸۸، نساء ذکیات جلد: ۲۳)

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جو آدمی بھی اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد کرے گا، اور تقویٰ اختیار کرے گا، وہ کبھی نعمتِ خداوندی سے محروم نہیں رہے گا، نیز اللہ تعالیٰ اسے ایسے راستے سے روزی بہم پہنچائیں گے جس کا وہ گمان بھی نہیں کر سکتا تھا، جیسا کہ اس دیہاتی خاتون کے ساتھ واقعہ پیش آیا جس کا آپ نے اوپر مطالعہ کیا۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وضاحت ہوتی ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۖ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۗ﴾

تَرْجَمًا: ”جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے لئے (مشکل سے) چھٹکارے کی شکل پیدا فرما دیتا ہے، اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو۔“ (سورۃ الطلاق، آیت: ۳، ۲)

عورت نے خیمے سے سر نکالا۔ اپنی کھیتی کو دیکھا، ہر چیز تباہ و برباد ہو چکی تھی۔ آتنے بھرت بلبرن کا ہلوں فقہے آتے ج عورت دور پھر اپنا منہ آسمان کی طرف کیا اور کہنے لگی:

”اِصْنَعْ يَا إِلَهِي مَا شِئْتِ، فَإِنَّ رِزْقِي عَلَيْكَ ط“

تَرْجَمًا: ”اے میرے پروردگار! جو جی چاہے کر (تجھے کون پوچھنے والا ہے) ہاں (اتنی بات ضرور ہے کہ) میرا رزق تو تیرے ہی ذمہ ہے۔“

۸۷) عورت کا حسن اس کے ٹیڑھے پن میں ہے

مشہور مورخ و سیرت نگار واقدی کا بیان ہے کہ میں ایک روز خلیفہ مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس سے چند احادیث بیان کیں۔ میری بیان کردہ حدیثیں اس نے لکھ لیں، پھر تھوڑی دیر بعد وہ اپنے گھر میں داخل ہوا۔ جب وہ گھر سے نکلا تو غصہ سے اس کا چہرہ سرخ تھا اور وہ غیظ و غضب سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے عرض کیا، امیر المؤمنین! خیریت تو ہے؟ خلیفہ مہدی کہنے لگا: ”دَخَلْتُ عَلَى الْخَيْرِ زَدَانَ فَقَامَتُ إِلَيَّ وَمَزَّقْتُ ثَوْبِي وَقَالَتْ: مَا رَأَيْتُ خَيْرًا مِنْكَ“ ”میں اپنی بیوی ”خیزران“ کے پاس گیا تو اس نے میرا کپڑا اس قدر زور سے کھینچا کہ وہ پھٹ گیا اور کہنے لگی: میں نے تم میں کوئی خیر کا پہلو نہیں دیکھا ہے۔“

خلیفہ نے مزید کہا: اے واقدی! آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ میں نے ”خیزران“ کو ایک غلام فروش سے خریدا تھا، پھر میں نے اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لی، چنانچہ وہ اب قصر شاہی میں میری بیوی کی حیثیت سے خوش و خرم زندگی گزار رہی ہے، نیز اس کو ناز و نعم اور آرائش و زیبائش کے لئے وہ چیزیں دستیاب ہیں جو دیگر آزاد عورتوں کو کم ہی نصیب ہوا کرتی ہیں۔ مگر آج اس کا ذہن اس قدر بدل گیا ہے کہ اس نے میرے سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا اور کہنے لگی کہ آج تک میں نے کبھی تم میں خیر نہیں دیکھی! حالانکہ میں نے اس کے دونوں لڑکوں (ہادی اور ہارون رشید) کے لئے پیشگی بیعت کروادی ہے، میرے بعد یکے بعد دیگرے وہ دونوں مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے، پھر بھی وہ مجھے طعنے دے رہی ہے کہ میں نے اس کے لئے کوئی بھلائی نہیں کی ہے!!

واقدی نے خلیفہ مہدی کی بات سن کر کہا: امیر المؤمنین! آپ ناراض نہ ہوں، کیونکہ کفران نعمت عورتوں کی فطرت ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِيهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي“

تَرْجَمًا: ”تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لئے بہتر ہو، اور میں اپنے اہل خانہ کے حق میں تم

سب سے بہتر ہوں۔“ (صحیح ابن ماجہ: کتاب النکاح: ۱۹۷۷)

ایک اور حدیث میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

”اِسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الصِّلَعِ أَعْلَاهُ، فَإِنْ ذَهَبَتْ تُقِيمُهُ كَسْرَتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ.“

”عورتوں کے بارے میں میری نصیحت کا ہمیشہ خیال رکھنا، کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے، اور پسلی میں بھی سب سے زیادہ ٹیڑھا اوپر کا حصہ ہوتا ہے اگر تم اسے بالکل سیدھی کرنے کی کوشش کرو گے تو انجام کار توڑ کر رہو گے۔ اور اگر اس ٹیڑھی پسلی کو یونہی چھوڑ دو گے تو ویسے ہی ٹیڑھی رہے گی (اور تم اس کے ٹیڑھے پن کے باوجود اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو) پس تم لوگ عورتوں کے بارے میں میری نصیحت مانو، عورتوں سے اچھا سلوک کیا کرو!!“ (بخاری: ۳۳۳۱، مسلم: ۱۴۶۸)

واقدی نے اس موضوع سے متعلق چند مزید احادیث خلیفہ سے بیان کیں۔ خلیفہ مہدی نے انہیں دو ہزار دینار دینے کا حکم دیا۔ جب واقدی خلیفہ کے پاس سے نکل کر اپنے گھر پہنچے تو اسی وقت ملکہ ”خیزران“ کا پیغامبر بھی ان کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور ملکہ کا دیا ہوا تقریباً دو ہزار دینار کا عطیہ بھی ان کی خدمت میں پیش کیا، علاوہ ازیں کپڑے اور جوتے بھی تھے۔ ملکہ نے پیغامبر کے ذریعے ان عطیات کے ساتھ ساتھ اس کا رخیہ پر ان کا شکریہ بھی ادا کیا تھا۔

(البدایہ والنہایہ، ۱۳/۵۳۵، طبع دار ہجر)

۸۸) نہر زبیدہ کا درد بھرا واقعہ

یہ دوسری صدی ہجری کا زمانہ تھا۔ دنیا کے چپے چپے میں اسلام کی کرنیں اپنی تابناک شعاعیں بکھیر رہی تھیں۔ وہی عرب جو کچھ عرصہ پہلے انتقام کی آگ میں جھلس رہے تھے آج اسلامی تعلیمات کی بدولت باہم بھائی بھائی بن چکے تھے، قبائل کے درمیان باہمی اختلافات بلاشبہ پائے جاتے تھے مگر مجاز جنگ پر جب اکٹھے ہوتے تو سب ایک دوسرے کا بے حد احترام کرتے تھے۔ تلواروں کے سائے میں ان کی نمازیں ادا ہوتی تھیں اور جن جن ملکوں میں وہ جہاد کا پرچم لہراتے وہاں کے باشندوں کے ساتھ عدل و انصاف کرنا ان کی شان تھی۔ دوسری جانب مسلمان مبلغین بھی دعوت و تبلیغ کا کام جاری رکھے ہوئے تھے، چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے مسلمانوں کی تعداد میں بے تحاشہ اضافہ ہونے لگا۔ دوسری صدی ہجری کے اواخر میں مملکت اسلامیہ کی باگ ڈور خلیفہ ہارون رشید کے ہاتھ میں ہے، دنیا کے گوشے گوشے سے مسلمان بیت اللہ شریف کا حج ادا کرنے کے لئے آرہے ہیں، مکہ مکرمہ میں پانی ناپید ہے، حجاج کرام اور اہل مکہ بڑی مشکل سے کسی طرح پانی کا بندوبست کر پاتے ہیں۔

اسی زمانہ میں ملکہ زبیدہ بنت جعفر فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ آتی ہیں۔ انہوں نے جب اہل مکہ اور حجاج کرام کو پانی کی دشواری اور مشکلات میں مبتلا دیکھا تو انہیں سخت افسوس ہوا، چنانچہ انہوں نے اپنے اخراجات سے ایک عظیم الشان نہر کھودنے کا حکم دے کر ایک ایسا فقید المثال کارنامہ انجام دیا جو رہتی دنیا تک عالم بشریت کو یاد رہے گا۔ ام جعفر زبیدہ بنت جعفر بن ابو جعفر منصور ہاشمی خاندان کی چشم و چراغ تھیں۔ یہ خلیفہ ہارون رشید کی چچا زاد بہن تھیں۔

ان کا نام ”امۃ العزیز“ تھا، ان کے دادا منصور بچپن میں ان سے خوب کھیلا کرتے تھے، ان کو ”زبیدہ“ (دودھ پلانے والی مٹھانی) کہہ کر پکارتے تھے، چنانچہ سب اسی نام سے پکارنے لگے اور اصلی نام لوگ بھول ہی گئے۔ یہ نہایت خوب صورت اور ذہین و فطین تھیں۔ جب جوان ہوئیں تو خلیفہ ہارون رشید سے ان کی شادی ہو گئی۔ یہ شادی بڑی دھوم دھام سے ذوالحجہ ۱۶۵ھ میں ہوئی۔ ہارون رشید نے اس شادی کی خوشی میں ملک بھر سے عوام و خواص کو دعوت پر آیا اور مدعوین کے درمیان اس قدر زیادہ مال تقسیم کیا جس کی مثال تاریخ اسلامی میں مفقود ہے۔ اس موقع پر خاص بیت المال سے اس نے پچاس ملین درہم (۵۰,۰۰۰,۰۰۰) خرچ کئے۔ ہارون رشید نے اپنے خاص مال سے جو کچھ خرچ کیا وہ اس کے علاوہ تھا۔

ہارون رشید ملکہ زبیدہ سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے اپنی بیوی کو یہ کہہ کر پکارا ”هَلْمِي يَا أُمَّ نَهْرٍ“ ”ام نہر! ذرا ادھر آنا۔“ زبیدہ نے بعد میں مشہور عالم اصمعی کو بلوا کر پوچھا۔ امیر المؤمنین مجھے ”ام نہر“ کہہ کر پکارتے ہیں، اس کے کیا معنی ہیں؟ اصمعی نے جواب دیا، چونکہ جعفر عربی لغت میں نہر کو کہتے ہیں اور آپ کی کنیت ام جعفر ہے، اس لئے نہر معنی مراد لے کر آپ کو اس نام سے پکارا ہوگا۔

زبیدہ بڑی ہی سمجھدار خاتون تھیں، حاشیہ برداروں کے کہنے پر کبھی فوری فیصلہ نہیں کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایک شاعر نے ان کی خدمت میں چند اشعار سنائے، مگر روئف و قافیہ اور الفاظ کی ترکیب میں شاید وہ اپنا مافی الضمیر اچھی طرح سے ادا نہیں کر سکا۔ شعر کے مفہوم سے ان کی عظمت کے بجائے گستاخی عیاں تھی۔ حشم و خدم نے شاعر کی عبارت کو ملکہ کی بے ادبی پر محمول کیا اور اس کو گرفتار کرنا چاہا مگر ملکہ نے ان سے کہا:

”دَعُوهُ فَإِنَّ مَنْ أَرَادَ خَيْرًا فَأَخْطَأَ خَيْرٌ مِمَّنْ أَرَادَ سُورًا فَأَصَابَ ط“

ترجمہ: ”اس کو نظر انداز کر دو، کیونکہ جس کی نیت اچھی بات کہنے کی ہو مگر اس سے لغزش ہو جائے ایسا شخص اس

آدمی سے بہتر ہے جس کی نیت بری ہو مگر وہ بات اچھی کہہ جائے۔“

ملکہ زبیدہ کی خدمت کے لئے ایک سو نو کرانیاں تھیں جن کو قرآن کریم یاد تھا اور وہ ہر وقت قرآن پاک کی تلاوت کرتی رہتی تھیں، ان کے محل میں سے قرأت کی گنگناہٹ شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح آتی رہتی تھی۔

زبیدہ نے پانی کی قلت کے سبب حجاج کرام اور اہل مکہ کو درپیش مشکلات اور دشواریوں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تو انہوں نے مکہ میں ایک نہر بنانے کا ارادہ کیا۔ اس سے پہلے بھی وہ مکہ والوں کو بہت زیادہ مال سے نوازتی رہتی تھیں اور حج و عمرہ کے لئے مکہ آنے والوں کے ساتھ ان کا سلوک بے حد فیاضانہ تھا۔ اب نہر کی کھدائی کا منصوبہ سامنے آیا تو مختلف علاقوں سے ماہر انجینئر بلوائے گئے۔ مکہ مکرمہ سے ۳۵ کلومیٹر شمال مشرق میں وادی حنین کے ”جبال نناد“ سے نہر نکالنے کا پروگرام بنایا گیا۔ ایک نہر جس کا پانی ”جبال قرا“ سے ”وادی نعمان“ کی طرف جاتا تھا اُسے بھی نہر زبیدہ میں شامل کر لیا گیا۔ یہ مقام عرفات سے ۱۲ کلومیٹر جنوب مشرق میں واقع تھا۔ علاوہ ازیں منی کے جنوب میں صحرا کے مقام پر ایک تالاب بر زبیدہ کے نام سے تھا جس میں بارش کا پانی جمع کیا جاتا تھا، اس سے سات کاریزوں کے ذریعہ پانی نہر میں لے جایا گیا، پھر وہاں سے ایک چھوٹی نہر مکہ مکرمہ کی طرف اور ایک عرفات میں مسجد نمبرہ تک لے جانی گئی۔ اس عظیم منصوبے پر سترہ لاکھ (۱۷,۰۰,۰۰۰) دینار خرچ ہوئے۔

ملکہ زبیدہ نے انتہائی شوق اور جذبہ اخلاص کے تحت نہر کی کھدائی کرائی تھی۔ وہ حجاج کرام اور اہل مکہ کو پانی کی

دشاریوں سے نجات دلانا چاہتی تھیں اور یہ کام صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے انہوں نے کیا۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ جب نہر زبیدہ کی منصوبہ بندی شروع ہوئی تو اس منصوبہ کا منتظم انجینئر آیا اور کہنے لگا: ”آپ نے جس منصوبہ کا حکم دیا ہے اس کے لئے خاصے اخراجات درکار ہیں، کیونکہ اس کی تکمیل کے لئے بڑے بڑے پہاڑوں کو کاٹنا پڑے گا، چٹانوں کو توڑنا پڑے گا، نشیب و فراز کی مشکلات سے نمٹنا پڑے گا، سیکڑوں مزدوروں کو دن رات محنت کرنی پڑے گی، تب کہیں جا کر اس منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جاسکتا ہے۔“

یہ سن کر ملکہ زبیدہ نے جو جواب دیا وہ دلچسپ بھی ہے اور اس سے ان کی قوت فیصلہ اور منصوبے سے دلچسپی کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ انہوں نے چیف انجینئر سے کہا:

”اعْمَلْهَا وَلَوْ كَانَتْ ضَرْبَةُ فَأْسٍ بِدِينَارٍ ط“

ترجمہ: ”اس کام کو شروع کرو، خواہ کلہاڑے کی ایک ضرب پر ایک دینار خرچ آتا ہو۔“

اس طرح جب نہر کا منصوبہ تکمیل کو پہنچ گیا تو منتظمین اور نگران حضرات نے اخراجات کی تفصیلات ملکہ کی خدمت میں پیش کیں۔ اس وقت ملکہ دریائے دجلہ کے کنارے واقع اپنے محل میں تھیں۔ ملکہ نے وہ تمام کاغذات لئے اور انہیں کھول کر دیکھے بغیر دریا میں ڈال دیا اور کہنے لگیں:

”الہی! مجھے دنیا میں کوئی حساب کتاب نہیں لینا تو مجھ سے قیامت کے دن حساب نہ لینا۔“

ملکہ زبیدہ نے یہ عظیم الشان کام انجام دے کر حجاج کرام اور باشندگان مکہ مکرمہ کو پانی کی قلت کے سبب درپیش مشکلات کا مسئلہ حل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اس نہر کو ان کے حق میں صدقہ جاریہ بنائے۔

ان کی وفات بغداد میں جمادی الاولیٰ ۲۱۶ھ میں ہوئی۔ (وفیات الاعیان، البدلیۃ والنہلیۃ، کتاب الوافی بالوفیات الاعلام للزرکلی اور تاریخ مکہ مکرمہ، محمد عبدالمجید وغیرہ کتب سے مواد اکٹھا کر کے لکھا گیا ہے)

۸۹) کھجوروں میں برکت

جنگ خندق کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں۔ مسلمانوں کی جماعت رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد خندق کی کھدائی میں مشغول تھی۔ بہت سے مسلمانوں کے گھروں میں ایک وقت کی روٹی بھی دستیاب نہ تھی۔ پھر بھی وہ رسول اللہ ﷺ سے بے انتہا محبت اور شدید لگاؤ کے سبب آپ کے حکم تکمیل میں لگے رہتے تھے۔ بھوک کی شکست سے نڈھال ہو جاتے تو اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر خندق کی کھدائی کرتے تاکہ زیادہ سے زیادہ بھوک برداشت کر سکیں، حتیٰ کہ رسول اکرم ﷺ نے بھی اپنے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر باندھ رکھے تھے اور خندق کی کھدائی میں صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کے ساتھ پورے انہماک کے ساتھ مشغول تھے۔ حضرت ابو طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں:

”شَكُونَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُوعَ فَرَفَعْنَا عَنْ بُطُونِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ،

فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَجَرَيْنِ ط“

ترجمہ: ”ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بھوک کا شکوہ کیا اور اپنے پیٹ سے ایک ایک پتھر باندھا ہوا دکھایا تو

رسول اللہ ﷺ نے انے پیٹ سے دو پتھر بندھے ہوئے ہمیں دکھائے۔“ (جامع ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح، جلد ۲ صفحہ ۴۳۸)

خندق کی کھدائی کرنے والے صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کی تعداد ایک ہزار اور واقفی کی روایت کے مطابق تین ہزار بتائی گئی ہے۔ خندق کی کھدائی کے دوران کئی معجزات رونما ہوئے۔ ان میں سے ایک معجزہ ہم یہاں ایک صحابیہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔

حضرت نعمان بن بشیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی بہن کا بیان ہے کہ میری والدہ عمرہ بنت رواحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے مجھے بلایا اور دو مٹھی کھجوریں دے کر کہنے لگیں: انہیں اپنے والد بشیر اور ماموں عبداللہ بن رواحہ کی خدمت میں لے جاؤ تاکہ وہ دوپہر کے کھانے میں کچھ کھالیں۔ میں کھجوریں لے کر اپنے والد اور ماموں کی تلاش میں نکلی، وہ دونوں دیگر صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کے ساتھ خندق کی کھدائی میں مشغول تھے۔ مجھے انہیں تلاش کرتے ہوئے دیکھ کر رسول اکرم ﷺ نے بلایا اور پوچھنے لگے: "مَا الَّذِي مَعَكَ" تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے عرض کیا:

"هَذَا تَمْرٌ بَعَثْتَنِي بِهِ أُمِّي إِلَى أَبِي وَخَالِي يَتَغَدَّى بِأَيِّهِ"

ترجمہ: "یہ چند کھجوریں ہیں جنہیں دے کر میری امی نے میرے ابو اور ماموں کے پاس بھیجا ہے تاکہ وہ دوپہر کے کھانے میں کچھ کھالیں۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "هَاتِيهِ" "یہ کھجوریں مجھے دے دو۔"

میں نے کھجوریں رسول اللہ ﷺ کے دونوں ہاتھوں میں رکھ دیں، آپ ﷺ کی ہتھیلیاں نہیں بھریں۔ پھر آپ ﷺ کے حکم سے چادر بچھائی گئی اور آپ ﷺ نے چادر پر کھجوریں پھیلا دیں۔ پھر آپ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: "اہل خندق کو آواز دو کہ وہ آ کر دوپہر کا کھانا کھالیں۔" یہ آواز سنتے ہی خندق کی کھدائی کرنے والے تمام صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ دسترخوان پر حاضر ہوئے اور کھجوریں تناول کرنے لگے۔ اہل خندق کھجوریں کھاتے گئے اور وہ بڑھتی گئیں۔ سارے اہل خندق کھا کر واپس ہو گئے مگر کھجوریں تھیں کہ کپڑے کے کنارے سے باہر گر رہی تھیں۔ واضح رہے کہ خندق کی کھدائی کے دوران اس قسم کی کئی معجزانہ برکات کا ظہور ہوا۔

(دیکھئے، سیرت ابن ہشام: ۲/۲۱۸، المغازی للواقفی، ۲/۴۷۶، اسد الغابۃ، ۴/۴۱۴)

⑨۰ آیاتِ سجدہ کو ایک مجلس میں پڑھ کر دعا کی قبولیت

پورے قرآن کریم میں چودہ (۱۴) آیاتِ سجدہ ہیں۔ یہ سب ایک مجلس میں، ایک ہی بیٹھک میں علی الترتیب پڑھی جائیں اور ہر ایک کے ساتھ ساتھ سجدہ بھی کیا جائے اور پھر اس کے بعد دعا کی جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور قبول ہوگی۔ اور اگر مصیبت زدہ ہے تو اس کی مصیبت اور یریشانی بہت جلد دور ہو جائے گی۔ یہ اکابر، فقہاء اور ائمہ مجتہدین کا مجرب عمل ہے۔

(نور الایضاح، صفحہ ۱۱۵، ایضاح المسائل، صفحہ ۴۵، مراقی الفلاح، ۲/۲۷۲)

ہم آسانی کے لئے قرآن کریم کی چودہ (۱۴) آیاتِ سجدوں کو علی الترتیب یہاں پر یکجا جمع کر دیتے ہیں تاکہ اس پر عمل کرنے والوں کے لئے آسانی ہو جائے۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴿١﴾

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿٢﴾

﴿١﴾ إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ ﴿١﴾

(پارہ ۶، سورہ اعراف، آیت: ۲۰۶)

ترجمہ: ”یقیناً جو تیرے رب کے نزدیک ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے، اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اس کو سجدہ کرتے ہیں۔“

﴿٢﴾ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَظِلَلُهُم بِالْغُدُوِّ وَالْأَصَالِ ﴿٢﴾

(پارہ ۱۳، سورہ رعد، آیت: ۱۵)

ترجمہ: ”اور اللہ ہی کے سامنے سب سر خم کئے ہوئے ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں خوشی سے اور مجبوری سے، اور ان کے سائے بھی صبح اور شام کے وقت۔“

﴿٣﴾ يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴿٣﴾ (پارہ ۱۴، سورہ نحل، آیت: ۵۰)

ترجمہ: ”وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو کہ ان پر بالا دست ہے، اور ان کو جو کچھ حکم کیا جاتا ہے وہ اس کو کرتے ہیں۔“

﴿٤﴾ وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ﴿٤﴾ (پارہ ۱۵، سورہ بنی اسرائیل، آیت: ۱۰۹)

ترجمہ: ”اور ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کا خشوع اور بڑھا دیتا ہے۔“

﴿٥﴾ أُولَئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَةِ آدَمَ ۖ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِنْ ذُرِّيَةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۗ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَنِ خَرُّوا سُجَّدًا

وَبُكْيًا ﴿٥﴾ (پارہ ۱۶، سورہ مریم، آیت: ۵۸)

ترجمہ: ”یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے من جملہ انبیاء کے آدم علیہ السلام کی نسل سے اور ان لوگوں کی نسل سے جن کو ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ سوار کیا تھا اور ابراہیم علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی نسل سے اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے ہدایت فرمائی اور ان کو مقبول بنایا جب ان کے سامنے رحمن کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے گر جاتے تھے۔“

﴿٦﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ

وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالْدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ ۗ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۗ وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ

فَمَالَهُ مِنْ مُّكْرِمٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ﴿٦﴾ (پارہ ۱۷، سورہ حج، آیت: ۱۸)

ترجمہ: ”اے مخاطب! کیا تجھ کو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ کے سامنے سب عاجزی کرتے ہیں جو کہ آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت سے آدمی بھی، اور بہت سے ایسے ہیں جن پر عذاب ثابت ہو گیا ہے۔ اور جس کو خدا ذلیل کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ جو چاہے کرے۔“

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۝﴾ (۷)

(پارہ ۱۹، سورہ فرقان، آیت: ۶۰)

ترجمہ: ”اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں کہ رحمن کیا چیز ہے۔ کیا ہم اس کو سجدہ کرنے لگیں گے جس کو تم سجدہ کرنے کے لئے ہم کو کہو گے۔ اور اس سے ان کو اور زیادہ نفرت ہوتی ہے۔“

﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝﴾ (پارہ ۱۹، سورہ نمل، آیت: ۲۶) (۸)

ترجمہ: ”اللہ ہی ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ اور وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔“

﴿إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝﴾ (پارہ ۲۱، سورہ سجدہ، آیت: ۱۵) (۹)

ترجمہ: ”بس ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب ان کو وہ آیتیں یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرنے لگتے ہیں۔ اور وہ لوگ تکبر نہیں کرتے۔“

﴿قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نِعْمَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لِيَبْغِيَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوُدُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۝ فَغَفَرْنَا لَهُ ذَلِكَ ۗ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَّآبٍ ۝﴾ (۱۰)

ترجمہ: ”داود علیہ السلام نے کہا کہ یہ جو تیری دینی اپنی دنیوں میں ملانے کی درخواست کرتا ہے تو واقعی تجھ پر ظلم کرتا ہے۔ اور اکثر شرکاء ایک دوسرے پر زیادتی کیا کرتے ہیں۔ مگر ہاں جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں اور ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں۔ اور داود علیہ السلام کو خیال آیا کہ ہم نے ان کا امتحان کیا ہے سو انہوں نے اپنے رب کے سامنے توبہ کی اور سجدہ میں گر پڑے اور رجوع ہوئے۔ سو ہم نے ان کو معاف کر دیا۔ اور ہمارے یہاں ان کے لئے قرب اور نیک انجامی ہے۔“

(پارہ ۲۳، سورہ ص، آیت: ۲۴، ۲۵)

﴿فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۝﴾ (پارہ ۲۴، سورہ حم سجدہ، آیت: ۳۸) (۱۱)

ترجمہ: ”پھر اگر یہ لوگ تکبر کریں تو جو فرشتے آپ کے رب کے مقرب ہیں وہ شب و روز اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ اور وہ نہیں اکتاتے۔“

﴿فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَعَبُدُوا ۝﴾ (پارہ ۲۷، سورہ نجم، آیت: ۶۲) (۱۲)

ترجمہ: ”سو اللہ کی اطاعت کرو اور عبادت کرو۔“

﴿وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ۝﴾ (پارہ ۳۰، سورہ انشقاق، آیت: ۲۱) (۱۳)

ترجمہ: ”اور جب ان کے روبرو قرآن پڑھا جاتا ہے تو نہیں جھکتے۔“

﴿كَلَّا ۗ لَا تَطَعُهُ ۗ وَأَسْجُدْ وَقْتَرِبْ ۝﴾ (پارہ ۳۰، سورہ العلق، آیت: ۱۹) (۱۴)

ترجمہ: ”ہرگز نہیں، آپ اس کا کہنا نہ مانئے، اور آپ نماز پڑھتے رہئے اور قرب حاصل کرتے رہئے۔“

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
نوٹ: اس کتاب کو پڑھنے والے تمام بھائیوں سے اور اللہ کے نیک بندوں سے سیاہ کار راقم الحروف کی درخواست ہے کہ اپنی دعاؤں کے ساتھ ناکارہ راقم الحروف اور اس کے والدین کی فلاح دارین کے لئے بھی دعاء کریں، بہت بڑا احسان ہوگا۔

(۹۱) ایک عورت کی بہادری کا واقعہ

اسلامی تاریخ میں جن نامور اور بہادر خواتین کا تذکرہ آیا ہے ان میں زرقاء بنت عدی بن غالب بن قیس ہمدانیہ کا ذکر بھی ہے۔ یہ کوفہ کی رہنے والی تھیں اور حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی پر جوش حامی تھیں۔ اپنے رشتہ داروں سمیت جنگ صفین میں شامل تھیں۔ انہوں نے لڑائی کے دوران فوجیوں سے متعدد بار خطاب کیا اور فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیئے جس سے فوجی اور زیادہ جوش و خروش سے لڑنے لگے۔ ان کے حوالے سے تاریخ نے ایک دلچسپ مگر سبق آموز واقعہ محفوظ کیا۔ آئیے صنفِ نازک سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون کی جواں مردی اور حق گوئی کا مطالعہ کیجئے۔

امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ۳۱ھ میں خلافت سنبھال چکے تھے۔ مسلمانوں میں صلح ہو چکی تھی۔ ابھی کبھار جنگوں کے حوالے سے بعض مجالس میں تذکرہ ہو جاتا۔ ایک رات حضرت امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنے بعض خاص ساتھیوں کے ہمراہ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک کسی نے جنگ صفین کا تذکرہ کر دیا۔ اہل کوفہ کی جواں مردی کا تذکرہ ہوا تو زرقاء کا بھی نام لیا گیا۔ کسی نے کہا کہ اس روز اس عورت نے بڑی زور دار تقاریر کیں۔ حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ساتھیوں کو جوش دلایا۔ ان کے عزم و استقلال کو جلا بخشی اور پر جوش طریقے سے فوجیوں سے خطاب کیا کہ بزدل سے بزدل آدمی بھی اگر سن لے تو میدانِ کارزار میں آگے بڑھتا چلا جائے۔ چنانچہ اس خطاب کی وجہ سے کتنے ہی لوگ جو میدانِ جنگ سے پلٹ رہے تھے لوٹ آئے، جو صلح و آتش کی طرف مائل تھے میدانِ کارزار میں گھس گئے۔ اس کے الفاظ کیا تھے ایک جادو تھا، نہایت ہی کاٹ دار فقرے، پاٹ دار آواز، اس کی وجہ سے متزلزل قدم جم گئے۔

حضرت امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ان کی گفتگو سے محظوظ ہو رہے تھے۔ اتنی عظیم عورت! یہ درست ہے کہ وہ مخالف گروپ سے تعلق رکھتی تھی مگر اس نے ایک عورت ہونے کے باوجود پامردی کا ثبوت دیا۔ اس کے استقلال اور ثابت قدمی سے وہ خاصے متاثر تھے۔ اچانک سوال کیا، ساتھیو! اس عورت کی تقریروں کے اقتباسات کسی کو یاد ہیں، بہت سوں نے جواب دیا، ہاں کیوں نہیں! وہ الفاظ کوئی بھولنے والے نہیں تھے۔ کم و بیش سب کو یاد ہیں۔ امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ایک اور سوال کر دیا: ”فَمَا تُشِيرُونَ عَلَيَّ فِيهَا؟“ ”اس عورت کے بارے میں مجھے کیا مشورہ دیتے ہو؟“ بہت سوں نے اس عورت کے قتل کا مشورہ دیا مگر امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جو عرب کے نہایت ذہین و فطین آدمی تھے، یوں گویا ہوئے:

”بِنَسِّ مَا أَشْرْتُمْ بِهِ وَقُبْحًا لِمَا قُلْتُمْ! أَيَحْسُنُ أَنْ يَشْتَهَرَ عَنِّي أَنِّي بَعْدَ مَا ظَفِرْتُ وَقَدَرْتُ قَتَلْتُ امْرَأَةً وَفَتٍ لِمَا حَبَّهَا، إِنِّي إِذْنُ لَلنِّيمِ، لَا وَاللَّهِ! لَا فَعَلْتُ ذَلِكَ أَبَدًا ط“

ترجمہ: ”جو کچھ تم لوگوں نے کہا ہے، تمہارا یہ مشورہ اور قول بہت ہی برا اور نامناسب ہے! کیا یہ اچھا ہوگا کہ میرے متعلق مشہور ہو جائے کہ میں نے زمامِ اقتدار ہاتھ میں آ جانے کے بعد ایک ایسی خاتون کو قتل کر دیا جس

نے اپنے ساتھی (حضرت علی بن ابی طالب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ) کے ساتھ نہایت ہی وفاداری کا ثبوت دیا؟ اللہ کی قسم! میں ہرگز ایسا نہیں کر سکتا، کیونکہ ایسی صورت میں یہ میری خست اور کمینگی کی دلیل ہوگی۔“

اس کے بعد امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حاکم کوفہ کو ایک خط لکھا جس کا مضمون تھا:

”أَنْ أُنْفِذَ إِلَيَّ الزَّرْقَاءَ بِنْتَ عَدِيٍّ مَعَ نَفَرٍ مِّنْ عَشِيرَتِهَا وَفُرْسَانٍ مِّنْ قَوْمِهَا، وَمَهْدٌ لِّهَا وَطَاءٌ لِّنَا وَمَرْكَبًا ذُلُولًا ط“

ترجمہ: ”زرقاء بنت عدی کو اس کے خاندان کے چند افراد اور اس کی قوم کے چند شہسواروں کے ہمراہ میری خدمت میں روانہ کریں۔ اس کے لئے نرم گدے اور آرام دہ سواری کا بندوبست کرنا نہ بھولیں۔“

حاکم کوفہ نے جب زرقاء بنت عدی کو امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے خط سے آگاہ کیا تو اس نے حکم کی تعمیل میں جلدی کی اور کہنے لگی: ”امیر المؤمنین کی طاعت و فرماں برداری واجب ہے میں اعراض نہیں کر سکتی۔“

چنانچہ امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے حکم کے مطابق حاکم کوفہ نے زرقاء کو ان کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ جب زرقاء امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خدمت میں پہنچی تو انہوں نے پرتپاک استقبال کیا اور پوچھنے لگے: ”خالہ! کیا حال ہے؟ آپ کا سفر کیسا رہا؟ کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی۔“

زرقاء بنت عدی نے عرض کیا: ”رَبِيبَةٌ بَيْتٍ أَوْ طِفْلًا مَّمْهَدًا“

مفہوم یہ ہے کہ الحمد للہ میں خیریت سے ہوں۔ مجھے گھر کی مالکن کی طرح باعزت لایا گیا ہے، یا پھر گہوارے والے بچے کی طرح محفوظ طریقے سے آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔

امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا: دراصل میں نے یہ حکم دے رکھا تھا، آپ کو معلوم ہے کہ میں نے کس لئے یہاں آنے کی زحمت دی ہے؟

زرقاء بنت عدی نے کہا: ”وَأَنِّي لِنِي بَعْلِمٍ مَّا لَمْ أَعْلَمْ؟ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى ط“

”بھلا جس بات کی مجھے خبر نہیں اس کے بارے میں کیا جانوں! غیب کا علم تو صرف اللہ ہی کو ہے۔“

امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا: ”صفین کی جنگ میں تم نے حضرت علی بن ابی طالب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ساتھیوں

کو میرے خلاف جنگ پر ابھارا تھا اور انہیں اپنے پر جوش خطاب سے غیرت دلا رہی تھیں اور تم ہی وہ عورت ہو جس کی چرب

زبانی نے نہ جانے کتنے بزدلوں کو ہمت و شجاعت سے بہرہ ور کر لیا جو میرے خلاف اندھا دھند تلواریں چلانے لگیں تمہیں یہ

کہتے ہوئے بھی سنا گیا کہ سورج کی تابناک روشنی میں چراغ کی کوئی اہمیت نہیں اور چاند کا مقابلہ تارے نہیں کر سکتے۔ اس

لئے اب تم مردانہ وار لڑو، صبر و استقلال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو، اسی میں تمہاری سر بلندی ہے، جیو تو شان سے، مرو تو شان

سے!! اور جان لو۔

”إِنَّ خِصَابَ النِّسَاءِ الْحِنَاءُ وَخِصَابَ الرِّجَالِ الدِّمَاءُ“

ترجمہ: ”عورتوں کا خضاب مہندی ہے جبکہ مردوں کا خضاب خون ہے!!“

پھر امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے پوچھا: ”زرقا! میں نے تمہارے حوالے سے جو کچھ کہا ہے کیا یہ سچ نہیں ہے؟“

زرقاء بنت عدی نے اثبات میں جواب دیا۔

امیر معاویہ کہنے لگے: "لَقَدْ شَارَكْتِ عَلِيًّا فِي كُلِّ دَمٍ سَفَكَهُ"

"گویا کہ تم ہر اس خون میں علی کی شریک ہو جو انہوں نے بہایا ہے۔"

زرقاء بنت عدی نے جواب دیا: امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ آپ کی بات کو شرف قبولیت سے نوازے کیونکہ یہ میرے لئے بشارت سے کم نہیں۔ بلاشبہ میں حضرت علی بن ابی طالب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ساتھ تھی اور ان کی طرف سے بہائے گئے ہر ایک خون میں میری شرکت میرے لئے قابل فخر ہے۔ آپ کا شکر یہ جو آپ نے مجھے اس خوش خبری سے نوازا!!

امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اس عورت کی ہمت و شجاعت اور بے خوفی و بے باکی کو دیکھ کر ہنس پڑے اور کہنے لگے:

"وَاللَّهِ لَوْ فَاؤُكُمْ بَعْدَ مَوْتِهِ أَعْجَبُ عِنْدِي مِنْ حُبِّكُمْ لَهُ فِي حَيَاتِهِ ط"

تَرْجَمَةً: "اللہ کی قسم! حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی موت کے بعد تم لوگ ان کے ساتھ جو بے انتہا وفاداری کا

ثبوت پیش کر رہے ہو، مجھے یہ بات ان کی زندگی میں تمہاری محبت سے زیادہ تعجب خیز لگ رہی ہے۔"

پھر امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اس سے کہا: "تمہاری کوئی ضرورت ہو تو پیش کرو، میں حاضر ہوں۔"

زرقاء بنت عدی کہنے لگیں:

"يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي الْبَيْتُ عَلَى نَفْسِي أَلَا أَسْأَلُ أَحَدًا أَعْنَتْ عَلَيْهِ أَبَدًا ط"

تَرْجَمَةً: "امیر المؤمنین! میں نے اپنے بارے میں قسم کھا رکھی ہے کہ میں نے جس شخص کے خلاف (میدان

جنگ میں) کردار ادا کیا ہے اس کے آگے کبھی دست سوال نہیں دراز کروں گی۔"

امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا: "مجھے چند لوگوں نے آپ کے قتل کا مشورہ دیا ہے۔"

زرقاء کہنے لگی: "مشورہ دینے والے کم ظرف لوگ ہیں، آپ اگر ان کی بات مان کر مجھے قتل کر دیں گے تو پھر آپ کا شمار

بھی ان ہی جیسے لوگوں میں ہوگا۔"

چنانچہ امیر معاویہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فراخ دلی سے کام لیتے ہوئے اس عورت کو معاف کر دیا اور خلعت کے ساتھ

درہم و دینار سے بھی نوازا۔ مزید اُسے ایک ایسی جاگیر سے نوازا جس سے سالانہ دس ہزار درہم کی آمدنی ہوتی تھی، اور اسے

اس کے خاندان والوں کے ساتھ صحیح سلامت کوفہ روانہ کر دیا۔ حاکم کوفہ کو خط بھی لکھا کہ اس خاتون اور اس کے خاندان کا خاص

خیال رکھا جائے۔ (دیکھئے: من قصص العرب، ۲۳۷، العقد الفرید، ۱۰۶/۲، بلاغات النساء: ۳۷)

۹۲) ماں نے فرمایا، بیٹا حق پر جان دے دو

انسان ایک ہدف متعین کر کے اس کے حصول کی کوشش میں تن من دھن کی بازی لگا دیتا ہے اور خاص طور پر جب اسے

یقین ہو جاتا ہے کہ وہ جس ہدف کے حصول میں کوشاں ہے وہی ہدف صحیح ڈگر پر لے جانے والا ہے اور اس کے مقابل جو بھی

اہداف ہیں وہ سیدھے راستے سے ہٹانے والے ہیں تو پھر وہ اپنے مقصد کے حصول میں جان کی بازی لگانے سے بھی چنداں

دریغ نہیں کرتا، خواہ اس کی راہ میں مضبوط سے مضبوط چٹان کیوں نہ حائل ہو، وہ اس چٹان کو چکنا چور کرنے کی ہر ممکن کوشش

کرتا ہے۔ یہی عزم و استقلال حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے اندر بھی تھا، انہوں نے جس بات کو حق سمجھا اس

کے لئے زندگی کی آخری سانس تک لڑتے رہے، اور ان کے اندر یہ جوش و جذبہ پیدا کرنے والی ان کی بہادر ماں سیدہ اسماء

بنت ابی بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا تھیں۔

خليفة عبد الملك بن مروان کے عہد میں اس کے سپہ سالار حجاج بن یوسف کے لشکر نے خلافت کے دعویٰ دار عبد اللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو حرم مکہ میں محصور کر رکھا تھا اور ان کے اپنے بھی ساتھ چھوڑ گئے تھے۔ جب عبد اللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے دیکھا کہ وقت کی گردش ان کے خلاف ہے، لوگوں کی اکثریت ان کے مشن کی مخالف ہو گئی ہے اور لوگوں کی نگاہ میں ان کی کوئی وقعت باقی نہیں رہی ہے تو انہیں اپنی سبکی محسوس ہوئی، چنانچہ وہ اپنی والدہ سیدہ اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: امی جان! آپ دیکھ رہی ہیں کہ مجھے چاروں طرف کے لوگوں نے نظر انداز کر دیا ہے، اور تو اور میرے بیوی بچے بھی میرے مشن کے خلاف ہیں، ان کی نگاہ میں بھی میری کوئی وقعت نہیں ہے۔ اب محدودے چند لوگ ہی میرا ساتھ دینے کے لئے رہ گئے ہیں وہ بھی اس قدر کمزور ہیں کہ چند لمحے بھی مخالف گروہ کے سامنے ٹھہر نہیں سکتے۔ اگر آج میں اپنے مشن سے دستبردار ہو جاؤں تو مجھے معاشرے میں ہاتھوں ہاتھ لیا جائے گا، میں ساری بے رُخ نگاہوں کی توجہ کا مرکز بن جاؤں گا، دنیاوی مال و متاع سے مالا مال کر دیا جاؤں گا اور میرے جانی دشمن میرے نمگسار و ہدم بن جائیں گے، پھر ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟ امی جان! اس وقت میں زندگی اور موت کی کشمکش میں سانس لے رہا ہوں، مجھے آگے قدم بڑھانے کے لئے آپ کا مشورہ درکار ہے۔“

سیدہ اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا بیٹے کی درد انگیز گفتگو سن کر کہنے لگیں: جان من! تم اپنے متعلق جتنا کچھ جانتے ہو کوئی دوسرا اس قدر نہیں جان سکتا، اگر تمہیں اپنے طور پر کلی اطمینان ہے کہ تم جس بات کی طرف دعوت دے رہے ہو، اس میں حق پر ہو اور تمہارے مقابل ناحق پر، تو پھر اپنی دعوت سے باز مت آؤ اور قدم آگے کی جانب بڑھاتے چلے جاؤ۔ پست ہمتی کا ثبوت ہرگز نہ دو اور اپنی گردن کو اتنی ڈھیل مت دو کہ بنو امیہ کے بچے تمہارے سر سے کھلواڑ کریں۔ اور اگر تم یہ سب کچھ دنیاوی مال و متاع کے لالچ میں کر رہے تھے تو پھر تم ایک بدترین آدمی ہو تم نے خود کو اور اپنے ساتھیوں کو تباہ و برباد کر ڈالا اور تمہارے جو ساتھی قتل کر دیئے گئے ہیں ان کے قتل کے ذمہ دار تم اور صرف تم ہو۔ اور اگر تمہاری رائے یہ ہے کہ تم حق پر تھے مگر جب تمہارا ساتھ دینے والے کمزور پڑ گئے تو تم نے بھی ہمت ہار کر سر تسلیم خم کر دیا تو پھر یہ آزاد لوگوں کی شان نہیں اور نہ ہی اہل دین کا شیوہ۔ آخر اس دنیا میں تمہاری زندگی ہے ہی کتنی؟ ذلت کے ساتھ زندہ رہنے سے عزت کے ساتھ قتل ہو جانا کہیں بہتر ہے:

”وَاللّٰهِ لَضَرْبَةٌ بِالسَّيْفِ فِي عِزٍّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ ضَرْبَةٍ بِسَوْطٍ فِي ذُلٍّ“

ترجمہ: ”اللہ کی قسم! عزت و شان میں تلوار کی ضرب کھانا مجھے ذلت و رسوائی کی حالت میں کوڑا کھانے سے

زیادہ محبوب ہے۔“

ماں کی یہ ایمان افروز تقریر سن کر حضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا:

”إِنِّي أَخَافُ أَنْ قَتَلُونِي أَنْ يُمَثِّلُونِي“

ترجمہ: ”مجھے خدشہ ہے کہ اگر میرے دشمن مجھے قتل کر دیں گے تو میرا مثلہ کریں گے۔“

(مثلہ کہتے ہیں میت یا مقتول کے کان، ناک، آنکھ یا ہاتھ وغیرہ اعضائے جسمانی کو بری طرح کاٹنے اور مسخ کرنے کو)

حضرت اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے فرمایا:

”يَا بَنِيَّ إِنَّ الشَّاةَ لَا يَضُرُّهَا سَلْخُهَا بَعْدَ ذَبْحِهَا“

تَرْجَمًا: ”بیٹے! بکری کے ذبح ہونے کے بعد اس کی چمڑی اُدھیڑنا اس کے لئے کسی تکلیف کا باعث نہیں ہوتا (اس لئے قتل کے بعد تمہاری لاش کی جتنی بھی بے حرمتی ہو، تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی)۔“

یہ سن کر حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ آگے بڑھے اور اپنی ماں کے سر کا بوسہ لیا اور کہنے لگے: ”اللہ کی قسم! یہی میری رائے بھی ہے۔ جس دعوت کا علم میں نے بلند کیا تھا آج تک اسی کی سر بلندی کے لئے کوشاں ہوں، میں نے کبھی دنیا کو حسن نگاہ سے نہیں دیکھا ہے اور نہ آج دنیوی حرص و طمع کی میرے اندر گنجائش ہے۔“

”وَمَا دَعَانِي إِلَى الْخُرُوجِ إِلَّا الْغَضَبُ أَنْ اللَّهَ تُسْتَحَلُّ حُرْمَةً“

تَرْجَمًا: ”میں نے وقت کے حکمرانوں کے خلاف جو جنگ چھیڑ رکھی ہے اس کا سبب میری دینی حمیت ہے، کیونکہ ان کے دور میں اللہ تعالیٰ کی محرمات کی پامالی ہو رہی ہے اور انہیں جائز ٹھہرا لیا گیا ہے۔“

پھر بولے: ”امی جان! میں نے اپنے مشن سے متعلق آپ کی رائے لے لینا مناسب سمجھا، الحمد للہ آپ کی ایمان افروز گفتگو نے میری بصیرت میں مزید اضافہ کر دیا۔ امی جان! آج ہی میں قتل ہونے والا ہوں، میرے قتل پر غمزدہ نہ ہونا اور اپنا معاملہ اللہ کے حوالے کر دینا کیونکہ آپ کے اس صاحبزادے نے کبھی کسی منکر و ناجائز کام کے کرنے کا ارادہ تک نہیں کیا اور نہ کسی غلط اور اخلاق سے گری ہوئی بات میں ملوث ہوا۔ میں نے اللہ کی سلطنت میں کبھی ظلم و استبداد کو نہیں سراہا، امن و امان کا جھانسہ دے کر کسی پر دست درازی نہیں کی، کسی مسلمان یا مسلمان پر زیادتی کو روکا نہیں رکھا۔ میرے اعمال کی طرف سے ظلم و زیادتی کی جب بھی مجھے شکایت ملی، میں نے مظلوموں کی بھرپور تائید اور ان کے حقوق دلوائے۔ میں نے کبھی رضائے الہی پر اپنی خواہش کو ترجیح نہیں دی۔ بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو اپنی خواہش پر مقدم رکھا۔“

”اللَّهُمَّ إِنِّي لَا أَقُولُ هَذَا تَرْكِيَةً مِنِّي لِنَفْسِي ۖ أَنْتَ أَعْلَمُ بِي وَلَكِنْ أَقُولُهُ تَعَزِيَةً لِمَنِّي لِتَسْلُو عَنِّي ۖ“

تَرْجَمًا: ”اے اللہ! یہ سب باتیں میں اپنی ذات کے ترکیہ کے لئے نہیں کہہ رہا ہوں۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس سے تو بخوبی واقف ہے، بلکہ میں یہ سب کچھ اپنی ماں کو تسلی دینے کے لئے کہہ رہا ہوں تاکہ وہ مجھے پہنچنے والی مصیبت کو بھول جائے۔“

یہ تعزیت بھرے الفاظ سن کر حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی والدہ کہنے لگیں:

”إِنِّي لَا رَجُؤَ مِنَ اللَّهِ أَنْ يَكُونَ عَزَابِي فِيكَ حَسَنًا إِنْ تَقَدَّمْتَنِي وَإِنْ تَقَدَّمْتِكَ فَفِي نَفْسِي حَرَجٌ حَتَّى أَنْظَرَ إِلَى مَا يَصِيرُ أَمْرُكَ ۖ“

تَرْجَمًا: ”مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اگر تم مجھ سے پہلے اللہ کے پاس چلے گئے تو تمہارے بارے میں میری تعزیت اچھی ہوگی، البتہ اگر میں تم سے پہلے انتقال کر گئی تو میرے دل میں یہ خلش باقی رہے گی کہ میں تمہارے مشن کا انجام نہ دیکھ سکی۔“

پھر حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنی ماں سے دعا کی درخواست کرتے ہوئے ان کے پاس سے روانہ ہو گئے اور اسی روز انہیں حجاج بن یوسف اور اس کے ساتھیوں نے شہید کر دیا۔

۹۳) آپ ﷺ کے زمانہ میں دو عورتوں میں جھگڑا ہو گیا

نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں دو عورتوں میں جھگڑا ہو گیا۔ ان میں سے ایک حضرت انس بن نضر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ہمشیرہ ربیع بنت نضر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا تھیں جنہوں نے دوسری عورت کا دانت توڑ دیا تھا۔ جب یہ مقدمہ بارگاہِ نبوت میں پیش ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”الْقِصَاصُ الْقِصَاصُ“

ترجمہ: ”کتاب اللہ کے فیصلے کے مطابق دانت کے بدلہ میں دانت ہی توڑا جائے گا۔“

حضرت انس بن نضر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ایک جلیل القدر صحابی تھے جو جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے اور بعد میں انہوں نے حمیتِ اسلامی سے سرشار ہو کر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تھا:

”وَاللَّهِ لَئِنْ أَشْهَدَنِي اللَّهُ قِتَالَ الْمُشْرِكِينَ لَيَرَيْنَّ اللَّهَ مَا أَصْنَعُ.“

ترجمہ: ”اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکین سے جنگ کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ خود دیکھے گا کہ میں کیسے

کارنامے انجام دیتا ہوں۔“

چنانچہ غزوہٴ احد میں بڑی جواں مردی سے کافروں کا مقابلہ کیا اور شہید ہو گئے، شہادت کے بعد دیکھا گیا تو ان کے جسم پر تلواروں، نیزوں اور تیروں کے اسی (۸۰) سے زائد زخم لگے ہوئے تھے اور کافروں نے ان کا اس قدر برے طریقے سے مشلہ کیا تھا کہ ان کی بہن ربیع بنت نضر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا انہیں پہچان نہ سکیں، بلکہ ان کی انگلیوں کے پوروں کی مدد سے انہیں پہچانا۔

غرض یہ صحابی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا

آپ چاہتے ہیں کہ میری بہن ربیع کا دانت توڑ دیا جائے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نَعَمْ، كِتَابُ اللَّهِ“ ہاں کتاب اللہ کا یہی فیصلہ ہے۔

حضرت انس بن نضر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میری ہمشیرہ کا دانت نہیں ٹوٹے گا! آخر یہ قسم کیسی تھی؟ کیا

حضرت انس بن نضر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے شرعی حکم پر اعتراض کیا تھا؟ کیا نبی کریم ﷺ کا فیصلہ قبول نہ تھا؟

ہرگز نہیں! بلکہ انہوں نے یہ قسم اس لئے کھائی کہ انہیں اللہ کی ذات سے امید تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو رائیگاں نہیں

جانے دے گا، بلکہ ضرور کوئی دوسری صورت پیدا فرمادے گا، وہ اپنے رب ذوالجلال سے دعا کر رہے تھے۔

چنانچہ جب انس بن نضر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے قسم کھالی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس (زخمی) عورت کے گھر

والوں کے پاس جاؤ، اگر وہ لوگ تاوان پر راضی ہو جائیں تو پھر کوئی حرج نہیں۔“

لوگ اس زخمی عورت کے گھر والوں کے پاس گئے، ان لوگوں نے تاوان پر رضا مندی ظاہر کر دی، حالانکہ اس سے پہلے

وہ راضی نہیں ہو رہے تھے بلکہ وہ ربیع بنت نضر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کا دانت توڑنے پر مصر تھے۔

رسول اکرم ﷺ کے چہرہ مبارک پر مسکراہٹ چھا گئی اور آپ انس بن نضر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پھٹے ہوئے کپڑے

اور ان کے دبلے پتلے جسم کی طرف دیکھنے لگے، پھر فرمایا:

”إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا بَرَّةَ“

تَرْجَمًا: ”اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ (کے بھروسہ) پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کر دیتے ہیں۔“ (بخاری، ۲۷۰۳، مسند احمد ۳/۱۲۸)

حضرت اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے پاس آپ ﷺ کی قمیص تھی ابو زناد سے مروی ہے کہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے پاس رسول اکرم ﷺ کی قمیص تھی جو انہوں نے اپنے عظیم بیٹے عبد اللہ بن زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو عطا کر دی تھی مگر جب انہیں مخالفین نے قتل کر دیا تو اس عظیم سانحہ کے باعث وہ قمیص گم ہو گئی۔ اس حادثہ کے بعد بسا اوقات حضرت اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کہتی تھیں:

”لَلْقَمِيصِ أَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ قَتْلِ عَبْدِ اللَّهِ“

تَرْجَمًا: ”میرے لخت جگہ عبد اللہ کا قتل اس قدر تکلیف کا باعث نہیں جتنا کہ نبی کریم ﷺ کی قمیص کے گم ہو جانے سے مجھے تکلیف ہوئی۔“

کچھ عرصہ بعد ملک شام کے ایک شخص کے متعلق پتہ چلا کہ رسول اکرم ﷺ کی وہ قمیص اس شامی کے پاس ہے۔ جب قمیص کے متعلق حضرت اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے حزن و ملال کا اس شامی کو علم ہوا تو اس نے قمیص کو لوٹانے کے لئے شرط عائد کر دی کہ سیدہ اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعائے مغفرت کریں، چنانچہ وہ کہنے لگا:

”لَا أُرَدُّهُ أَوْ تَسْتَغْفِرْ لِي أَسْمَاءُ“

تَرْجَمًا: ”میں اس قمیص کو اسی صورت میں لوٹاؤں گا جبکہ حضرت اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائے مغفرت کریں۔“

جب یہ بات سیدہ اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کو پہنچی تو انہوں نے عرض کیا:

”كَيْفَ أَسْتَغْفِرُ لِقَاتِلِ عَبْدِ اللَّهِ؟“

تَرْجَمًا: ”بھلا اپنے لخت جگہ عبد اللہ کے قاتل کے لئے میں کیوں کر دعائے استغفار کر سکتی ہوں؟“

لوگوں نے سیدہ اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے عرض کیا کہ جب تک آپ اس شامی کے حق میں دعائے استغفار کے لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہاتھ دراز نہیں کریں گی وہ رسول اکرم ﷺ کی قمیص واپس کرنے سے انکاری ہے جس کی واپسی کی آپ خواہاں ہیں۔

حضرت اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے کہا: شامی کو میرے پاس آنے کے لئے کہو۔

چنانچہ وہ شامی رسول اکرم ﷺ کی قمیص لے کر حضرت اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت اس کے ہمراہ عبد اللہ بن عروہ بھی موجود تھے۔ حضرت اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے شامی سے کہا: قمیص عبد اللہ بن عروہ کے حوالے کر دو۔ شامی نے قمیص عبد اللہ بن عروہ کے حوالے کر دی تو حضرت اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے پوچھا: عبد اللہ قمیص حاصل کر لی؟ عبد اللہ بن عروہ نے عرض کیا، ہاں۔ تب حضرت اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کہنے لگیں: ”غَفَرَ اللَّهُ لَكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ“ ”عبد اللہ! اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے۔“

شامی نے سمجھا کہ حضرت اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے ”عبد اللہ“ کہہ کر اُس کے لئے مغفرت کی دعا کی ہے، حالانکہ

حضرت اسماء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے عبد اللہ سے عبد اللہ بن عروہ مراد لیا اور کنایہ میں انہی کو دعا دے گئیں مگر شامی نہیں سمجھ سکا!

۹۴) حضرت ابودرداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عجیب دل ہلانے والی نصیحت کی

ابن ابی حاتم میں ہے کہ جب مسلمانوں نے غوطہ میں محلات اور باغات کی تعمیر اعلیٰ پیمانے پر ضرورت سے زیادہ شروع کر دی تو حضرت ابودرداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے مسجد میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے دمشق کے رہنے والو سنو! لوگ سب جمع ہو گئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا کہ ”تمہیں شرم نہیں آتی تم خیال نہیں کرتے کہ تم نے وہ جمع کرنا شروع کر دیا جسے تم نہیں کھا سکتے، تم نے وہ مکانات بنانے شروع کر دیئے جو تمہارے رہنے سہنے کے کام نہیں آتے، تم نے وہ دور دراز کی آرزوئیں کرنی شروع کر دیں جو پوری ہونی محال ہیں۔ کیا تم بھول گئے، تم سے اگلے لوگوں نے بھی دولتیں جمع جتھا کر کے سنبھال سنبھال کر رکھی تھیں بڑے اونچے اونچے پختہ اور مضبوط محلات تعمیر کئے تھے، بڑی بڑی آرزوئیں باندھی تھیں، لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دھوکہ میں رہ گئے، ان کی پونجی برباد ہو گئی، اُن کے مکانات اور بستیاں اُجر گئیں، عادیوں کو دیکھو کہ عدن سے لے کر عمان تک اُن کے گھوڑے اور اونٹ تھے لیکن آج وہ کہاں ہیں؟ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۴، صفحہ ۴۱)

۹۵) شیطان ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا جانتا ہے

اللہ تعالیٰ لوگوں کو قیامت کے دن سے ڈرا رہا ہے اور اپنے تقویٰ کا حکم فرما رہا ہے۔ ارشاد ہے: اُس دن باپ اپنے بچے کے یا بچہ اپنے باپ کے کچھ کام نہ آئے گا، ایک دوسرے کا فدیہ نہ ہو سکے گا، تم دنیا پر اعتماد نہ کر لو اور دارِ آخرت کو فراموش نہ کر جاؤ، شیطان کے فریب میں نہ آ جاؤ، وہ تو صرف ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا جانتا ہے۔

ابن ابی حاتم میں ہے، عزیر عَلِيْنَا السَّلَامُ نے جب اپنی قوم کی تکلیف ملاحظہ کی اور غم و رنج بہت بڑھ گیا، نیند اچاٹ ہو گئی تو اپنے رب تعالیٰ کی طرف جھک پڑے۔ فرماتے ہیں، میں نے نہایت تضرع و زاری کی، خوب رویا گڑ گڑایا، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، دعائیں مانگیں۔ ایک مرتبہ رورو کر تضرع کر رہا تھا کہ میرے سامنے ایک فرشتہ آ گیا، میں نے اس سے پوچھا کہ کیا نیک لوگ بروں کی شفاعت کریں گے؟ یا باپ بیٹوں کے کام آئیں گے؟ اس نے فرمایا، قیامت کا دن جھگڑوں کے فیصلوں کا دن ہے، اس دن اللہ تعالیٰ خود سامنے ہوگا، کوئی بغیر اس کی اجازت کے لب نہ ہلا سکے گا، کسی کو دوسرے کے بارے میں نہ پکڑا جائے گا، نہ باپ بیٹے کے بدلے نہ بیٹا باپ کے بدلے نہ بھائی بھائی کے بدلے، نہ غلام آقا کے بدلے، نہ کوئی کسی کا رنج و غم کرے گا نہ کسی کو کسی سے شفقت و محبت ہوگی۔ نہ ایک دوسرے کی طرف سے پکڑا جائے گا، ہر شخص آپا دھاپی میں ہوگا، ہر ایک اپنی فکر میں ہوگا، ہر ایک کو اپنا رونا پڑا ہوگا، ہر ایک اپنا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوگا نہ کسی اور کا۔

(تفسیر ابن کثیر، جلد ۴، صفحہ ۱۹۹)

۹۶) مندرجہ ذیل گیارہ (۱۱) آیتوں پر جو جم گیا وہ جنتی ہے آپ ﷺ

کی عجیب و غریب دُعاء

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ﴿۱﴾ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ﴿۲﴾ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ﴿۳﴾ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ﴿۴﴾ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ﴿۵﴾ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ﴿۶﴾ فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

﴿الْعَادُونَ﴾

تَرْجَمَةً: ”یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کر لی۔ جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔ جو لغویات سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ بجز اپنی بیویوں اور ملکیت کی لونڈیوں کے یقیناً یہ ملامتیوں میں سے نہیں ہیں، جو اس کے سوا کچھ اور چاہیں وہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔“

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمْتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ﴾ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿۱۱﴾
 أَوْلِيكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ﴿۱۲﴾ الَّذِينَ يَرْتُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۱۳﴾

(سورة المؤمنون، آیت: ۱ تا ۱۱)

تَرْجَمَةً: ”جو اپنی امانتوں اور وعدے کی حفاظت کرنے والے ہیں، جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں، یہی وارث ہیں جو فردوس کے وارث ہوں گے۔ جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔“

نسائی، ترمذی، مسند احمد میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جب وحی اترتی تو ایک ایسی میٹھی میٹھی بھینی بھینی ہلکی ہلکی سی آواز آپ ﷺ کے پاس سنی جاتی جیسے شہدنی مکھیوں کے اڑنے کی بھنبھناہٹ کی ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ یہی حالت طاری ہوئی، تھوڑی دیر کے بعد جب وحی اتر چکی تو آپ ﷺ نے قبلے کی طرف متوجہ ہو کر اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی کہ ”خدا یا! تو ہمیں زیادہ کر کم نہ کر ہمارا اکرام کراہانت نہ کر، ہمیں انعام عطا فرما محروم نہ رکھ، ہمیں دوسروں پر اختیار کر لے ہم پر دوسروں کو پسند نہ فرما، ہم سے تو خوش ہو جا اور ہمیں خوش کر دے۔“ عربی کے الفاظ یہ ہیں:

”اللَّهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَأَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَأَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَابْرِنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا وَارْضَ عَنَّا وَارْضِنَا ط“

پھر فرمایا، مجھ پر دس آیتیں اتری ہیں جو ان پر رحم گیا وہ جنتی ہو گیا۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۳، صفحہ ۴۳۶)

⑨۷ نافرمان بیوی کے لئے ایک مجرب عمل

سوال: میں آج کل بہت پریشان ہوں، میری اہلیہ میری کوئی بات نہیں مانتی ہے، میرے والدین، بھائی، بہن سب ہی سے لڑائی کرتی ہے اور ان سب کے ساتھ مجھے قتل کی بھی دھمکی دیتی ہے۔ میں ہر ممکن کوشش سمجھانے کی کر چکا ہوں، اس سے علیحدہ بھی رہ چکا ہوں، اس کے والدین بجائے اس کو سمجھانے کے اس کی ہمت افزائی کرتے ہیں جن سے وہ اور بھی زیادہ شوخ چشم بن گئی ہے۔ آپ اس کے لئے دعا فرمانے کے ساتھ کوئی تدبیر ایسی بتائیں کہ میں اس مصیبت و پریشانی سے نجات پا سکوں۔

جواب: آپ کے پریشان کن حالات سے بہت قلق ہے، جو عادت لگ جاتی ہے اس کا چھوڑنا بہت مشکل ہے۔ صبر و تحمل کی ضرورت ہے۔ آپ اس کو سمجھاتے ہیں اس کے اقوال و اعمال سے خوش نہیں ہیں پھر بھی وہ باز نہیں آتی۔ اس کا گناہ آپ کے سر نہیں۔ عشاء کی نماز کے بعد ”يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ وَالْأَبْصَارِ يَا خَالِقَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ يَا عَزِيزُ يَا لَطِيفُ يَا غَفَّارُ“ (دوسو مرتبہ، اول و آخر درود شریف گیارہ مرتبہ پابندی سے پڑھا کریں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے)۔

۹۸) جس کی اصلاح مشائخ سے نہیں ہوتی اُس کی اصلاح نافرمان بیوی سے ہوتی ہے

سوال: حضرت! میری بیوی بہت پریشان کر رہی ہے، میکے میں ہی رہتی ہے، بات بات پر غصہ ناراضگی، گھر میں جوان بچے پھر بھی ہر وقت اپنے میکے چلے جانا، ہر طرح سے پریشان کر رکھا ہے، اس کو طلاق رجعی دینے کا ارادہ کر لیا ہے۔

جواب: آپ بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ ہرگز نہ کریں کہ بغض السباحات ہے۔ آپ کو بھی دشواری پیش آئے گی اس کو بھی۔ جس کی اصلاح مشائخ سے نہیں ہوتی اس کی اصلاح بیوی سے ہوتی ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ شریف مرد پر اس کی بیوی حاوی رہتی ہے اور کمینہ مرد اپنی بیوی پر حاوی رہتا ہے، میں شریف ہو کر اس حال میں رہوں کہ میری بیویاں حاوی رہیں مجھے پسند ہے اس سے کہ میں کمینہ بن کر بیویوں پر حاوی رہوں، جب سسرال قریب ہے تو آپ وہاں ہو کر آیا کریں بیوی اگرچہ اپنے دل میں ناخوش رہے مگر آپ اس سے ناخوش نہ ہوں بلکہ اس سے کہہ دیں کہ میری طرف سے اجازت ہے جب تک جی چاہے آٹھ روز، دس روز اپنے میکے میں رہو۔ ناراضگی کی کوئی بات نہیں ہے۔ انشاء اللہ اس سے بہت سی اُلجھنیں دور ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ قلب میں صلاحیت پیدا فرمائے۔

۹۹) خواب میں کسی کے سر پر تاج رکھ دیا جائے تو وہ بادشاہ نہیں بن جاتا

سوال: حضرت! رات میں کبھی خواب دیکھتا ہوں کہ ساری جائیداد میرے ملک کی میرے قبضہ میں آچکی ہے اور میں اس ملک کا بادشاہ بن چکا ہوں۔ کبھی دیکھتا ہوں کہ میں گھوڑے پر سوار ہوں اور پبلک میرے پیچھے پیچھے چل رہی ہے، کبھی دیکھتا ہوں کہ میں ایک بڑے دسترخوان پر جس پر عجیب قسم کی میواجات چیزیں ہیں، اس میں سے کھا رہا ہوں، کبھی ڈراؤنے خواب دیکھتا ہوں کہ میرے پیچھے ایک کالا سانپ دوڑ رہا ہے اور میں اس کے آگے دوڑ رہا ہوں مگر دل کی گھبراہٹ نے مجھے دوڑنے نہیں دیا اور سانپ کا نوالہ بننے کے قریب کر دیا۔ برائے کرم جواب دے کر تسلی دیجئے۔

جواب: دیکھئے بھائی! اولاً تو ہر خواب کی تعبیر کی جستجو نہ کیجئے، خواب چند وجوہات کی بنا پر آدمی دیکھتا ہے۔

- ۱) خواب دماغی انتشار اور ماحول کے اثرات سے کم خالی ہوتے ہیں۔
- ۲) خزانہ خیال میں کبھی کبھی دیکھی ہوئی چیزیں پڑی رہتی ہیں، قوت متصرفہ ان کو جمع کر دیتی ہے۔
- ۳) معدے سے بخارات اٹھ کر دماغ کی طرف عود کرتے ہیں تو اس سے بکثرت خواب نظر آتے ہیں۔
- ۴) مزاجی کیفیت سوداء، صفراء، دم، بلغم کی وجہ سے بکثرت خواب نظر آتے ہیں۔
- ۵) نفس کی خواہشات کو خواب میں بڑا دخل ہوتا ہے۔
- ۶) شیطان حسد کر کے پریشان کن خواب دکھلاتا ہے۔
- ۷) خواب بسا اوقات تمثیل ہوتا ہے اور کبھی عین ہوتا ہے۔

اس لئے ہر خواب کی تعبیر تلاش کرنا اور ہر خواب کی تعبیر کے درپے نہیں ہونا چاہئے، اگر کوئی بھوکا پیاسا آدمی خواب میں روٹی کھالے، پانی پی لے تو اس سے بھوک اور پیاس رفع نہیں ہو جاتی۔ خواب میں کسی کے سر پر تاج رکھ دیا جائے تو وہ بادشاہ نہیں بن جاتا، اچھا خواب نظر آئے تو اس پر الحمد للہ پڑھ لیا جائے اور برا خواب نظر آئے تو لا حول اور استغفار پڑھ دیا جائے۔ آپ کو اگر موقع ہو تو یہاں تشریف لے آئیے، زبانی فہمائش اچھی طرح کر دی جاتی ہے، امید تو یہ ہے کہ آپ کے چار صفحات

گنجان کے جواب میں یہ سطریں بھی کافی ہو جائیں گی۔

اللہ کی رضا کا طالب..... محمد یونس پالپوری

⑩ معاف کر دینے والا بآرام میٹھی نیند سو جاتا ہے اور بدلے کی دھن والا دن

رات متفکر رہتا ہے اور توڑ جوڑ سوچتا ہے

سنو معاف کر دینے والا تو بآرام میٹھی نیند سو جاتا ہے، اور بدلے کی دھن والا رات دن متفکر رہتا ہے اور توڑ جوڑ سوچتا

ہے۔

مسند احمد میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو برا بھلا کہنا شروع کیا۔ حضور ﷺ بھی وہیں تشریف فرما تھے، آپ مسکرانے لگے، حضرت صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ خاموش تھے لیکن جب اس نے بہت گالیاں دیں تو آپ نے بھی بعض کا جواب دیا، اس پر حضور ﷺ وہاں سے ناراض ہو کر چل دیئے۔ حضرت ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے رہا نہ گیا، آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ مجھے برا کہتا رہا تو آپ بیٹھے رہے، سنتے رہے، اور جب میں نے اس کی دو ایک باتوں کا جواب دیا تو آپ ﷺ ناراضی سے اٹھ چلے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، سنو جب تک تم خاموش تھے، فرشتہ تمہاری طرف سے جواب دیتا تھا جب تم خود بولے تو فرشتہ ہٹ گیا اور شیطان بیچ میں آ گیا۔ پھر بھلا میں شیطان کی موجودگی میں کیسے بیٹھا رہتا؟ پھر فرمایا، سنو ابو بکر! تین چیزیں بالکل برحق ہیں۔

- ① جس پر کوئی ظلم کیا جائے اور وہ اس سے چشم پوشی کرے تو ضرور اللہ تعالیٰ اسے عزت دے گا اور اس کی مدد کرے گا۔
- ② جو شخص سلوک اور احسان کا دروازہ کھولے گا اور صلہ رحمی کے ارادے سے لوگوں کو دیتا رہے گا اللہ تعالیٰ اسے برکت دے گا اور زیادتی عطا فرمائے گا۔
- ③ اور جو شخص بڑھانے کے لئے سوال کا دروازہ کھول لے گا اس سے اُس سے مانگتا پھرے گا اللہ تعالیٰ اس کے یہاں بے برکتی کر دے گا اور کمی میں ہی وہ مبتلا رکھے گا۔ یہ روایت ابو داؤد میں بھی ہے اور مضمون کے اعتبار سے یہ بڑی پیاری حدیث ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۵، صفحہ ۲۳)

⑩ معاف کرنے میں جولذت ہے، بدلہ لینے میں نہیں ہے

- ① نبی اللہ حضرت یوسف عَلِيهِ السَّلَام نے اپنے بھائیوں پر قابو فرما کر، فرما دیا کہ جاؤ تمہیں میں کوئی ڈانٹ ڈپٹ نہیں کرتا بلکہ میری خواہش ہے اور دعا ہے کہ خدا تعالیٰ بھی تمہیں معاف فرمادے۔
- ② اور جیسے کہ سردار انبیاء رسول خدا، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے حدیبیہ میں کیا جب کہ اسی (۸۰) کفار غفلت کا موقع ڈھونڈ کر چپ چاپ لشکر اسلام میں گھس آئے، جب یہ پکڑ لئے گئے اور گرفتار ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے گئے تو آپ ﷺ نے ان سب کو معافی دے دی اور چھوڑ دیا۔
- ③ اور جیسے کہ آپ ﷺ نے غورث بن حارث کو معاف کر دیا۔ یہ وہ شخص ہے کہ حضور ﷺ کے سوتے ہوئے اس نے آپ ﷺ کی تلوار پر قبضہ کر لیا۔ جب آپ ﷺ جاگے اور اسے ڈانٹا اور تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور

آپ ﷺ نے تاوار لے لی، اور وہ مجرم گردن جھکائے، آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا، آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلا کر یہ منظر بھی دکھایا اور یہ بھی سنایا پھر اسے معاف فرما دیا اور جانے دیا۔

۴) اسی طرح لیبید بن اعصم نے جب آپ ﷺ پر جادو کیا تو باوجود علم و قدرت کے آپ ﷺ نے اس سے درگزر فرمایا۔

۵) اور اسی طرح جس، یہودیہ عورت نے آپ ﷺ کو زہر دیا تھا، آپ ﷺ نے اس سے بھی بدلہ نہ لیا۔ اور باوجود قابو پانے اور معلوم ہو جانے کے بھی آپ ﷺ نے اتنے بڑے واقعہ کو آنا جانا کر دیا۔ اس عورت کا نام زینب تھا۔ یہ مرحب یہودی کی بہن تھی جو جنگ خیبر میں حضرت محمود بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ اس نے بکری کے شانے کے گوشت میں زہر ملا کر خود حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا تھا۔ خود شانے ہی نے آنحضرت ﷺ کو اپنے زہر آلود ہونے کی خبر دی تھی جب آپ ﷺ نے اسے بلا کر دریافت فرمایا تو اس نے اقرار کیا تھا اور وجہ یہ بیان کی تھی کہ اگر آپ ﷺ سچے نبی ہیں تو یہ آپ ﷺ کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا، اگر آپ ﷺ اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں تو ہمیں آپ ﷺ سے راحت حاصل ہو جائے گی۔ یہ معلوم ہو جانے پر اور اس کے اقبال کر لینے پر بھی خدا تعالیٰ کے رسول ﷺ نے اسے چھوڑ دیا، معاف فرما دیا، گو بعد میں وہ قتل کر دی گئی، اس لئے کہ اسی زہر سے اور اسی زہریلے کھانے سے حضرت بشر بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہو گئے، تب قصاصاً یہ یہودیہ عورت بھی قتل کرائی گئی اور بھی حضور ﷺ کے ایسے واقعات بہت سے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۵ صفحہ ۲۱)

۱۰۲) اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے خوب خوش ہوتا ہے

صحیح مسلم میں ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جس کی اونٹنی جنگل بیابان میں گم ہو گئی ہو جس پر اس کا کھانا پینا بھی ہو یہ اس کی جستجو کر کے عاجز آ کر درخت تلے پڑا رہا اور اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا، اونٹنی سے بالکل مایوس ہو گیا کہ یکا یک وہ دیکھتا ہے کہ اونٹنی اس کے پاس ہی کھڑی ہے یہ فوراً ہی اٹھ بیٹھتا ہے، اس کی تکمیل تھام لیتا ہے اور اس قدر خوش ہوتا ہے کہ بے تحاشہ اس کی زبان سے نکل جاتا ہے کہ یا اللہ! بے شک تو میرا غلام ہے اور میں تیرا رب ہوں۔ اپنی خوشی کی وجہ سے خطا کرتا ہے۔ ایک مختصر حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس قدر خوش ہوتا ہے کہ اتنی خوشی اس کو بھی نہیں ہوتی جو ایسی جگہ میں ہو جہاں پیاس کے مارے ہلاک ہو رہا ہو اور وہیں اس کی سواری کا جانور گم ہو گیا ہو جو اسے دفعۃً مل جائے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۵، صفحہ ۱۶)

۱۰۳) آخرت کی بھلائیاں صرف ان کے لئے ہیں جو دنیا میں پھونک پھونک

کر قدم رکھتے رہے

اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ لوگ مال کو میرا فضل اور میری رضا مندی کی دلیل جان کر مالداروں کے مثل بن جائیں تو میں کفار کو یہ دنیاۓ حقیر اتنی دیتا کہ ان کے گھر کی چھتیں بلکہ ان کے کونٹھوں کی سیڑھیاں بھی چاندی کی ہوتیں جن کے ذریعے یہ بالا خانوں پر پہنچتے اور ان کے دروازے ان کے بیٹھنے کے تخت بھی چاندی کے ہوتے اور سونے کے

بھی۔ میرے نزدیک دنیا کوئی قدر کی چیز نہیں یہ فانی ہے زائل ہونے والی ہے اور ساری مل جائے جب بھی آخرت کے مقابلے میں بہت ہی کم ہے۔ ان لوگوں کی اچھائیوں کے بدلے انہیں یہیں مل جاتے ہیں، کھانے پینے، رہنے سہنے، برتنے برتانے میں کچھ سہولتیں بہم پہنچ جاتی ہیں، آخرت میں تو محض خالی ہاتھ ہوں گے۔ ایک نیکی باقی نہ ہوگی جو خدا تعالیٰ سے کچھ حاصل کر سکیں، جیسے کہ صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے اور حدیث میں ہے کہ اگر دنیا کی قدر خدا تعالیٰ کے یہاں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو یہاں پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا، پھر فرمایا آخرت کی بھلائیاں صرف ان کے لئے ہیں، جو دنیا میں پھونک پھونک کر قدم رکھتے رہے، ڈر ڈر کر زندگی گزارتے رہے۔ وہاں رب تعالیٰ کی خاص نعمتیں اور مخصوص رحمتیں جو انہیں ملیں گی ان میں کوئی اور ان کا شریک نہ ہوگا۔ چنانچہ جب حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کے بالا خانے میں گئے اور آپ ﷺ نے اس وقت اپنی ازواج مطہرات سے ایلا کر رکھا تھا، تو دیکھا کہ آپ ﷺ ایک چٹائی کے ٹکڑے پر لیٹے ہوئے ہیں جس کے نشان آپ ﷺ کے جسم مبارک پر نمایاں ہیں۔ تو رو دیئے اور کہا یا رسول اللہ! قیصر و کسریٰ کس آن بان اور کس شان و شوکت سے زندگی گزار رہے ہیں اور آپ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ پیارے رسول ہو کر کس حال میں ہیں؟ حضور ﷺ یا تو تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے یا فوراً تکیہ چھوڑ دیا اور فرمانے لگے، اے ابن خطاب! کیا تو شک میں ہے؟ یہ تو وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں جلدی سے انہیں مل گئیں، ایک اور روایت میں ہے کہ کیا تو اس سے خوش نہیں کہ انہیں دنیا ملے اور ہمیں آخرت۔ صحیحین وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں، سونے چاندی کے برتنوں میں کھاؤ پیو نہیں یہ دنیا میں ان کے لئے ہیں اور آخرت میں ہمارے لئے ہیں اور دنیا میں یہ ان کے لئے یوں ہیں کہ رب تعالیٰ کی نظروں میں دنیا ذلیل و خوار ہے۔ ترمذی وغیرہ کی ایک حسن صحیح حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی وقعت رکھتی تو کسی کافر کو اللہ تعالیٰ ایک گھونٹ پانی نہ پلاتا۔

(تفسیر ابن کثیر، جلد ۵ صفحہ ۳۳)

⑩ ہر دوستی قیامت کے دن دشمنی سے بدل جائے گی مگر پرہیزگاروں کی

دوستی قائم رہے گی

ابن ابی حاتم میں مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں، دو (۲) ایمان دار جو آپس میں دوست ہوتے ہیں جب ان میں سے ایک کا انتقال ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے جنت کی خوشخبری ملتی ہے تو وہ اپنے دوست کو یاد کرتا ہے اور کہتا ہے، خدایا! فلاں شخص میرا ولی دوست تھا جو مجھے تیری اور تیرے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیتا تھا، بھلائی کی ہدایت کرتا تھا برائی سے روکتا تھا اور مجھے یقین دلایا کرتا تھا کہ ایک روز خدا تعالیٰ سے ملنا ہے، پس اے باری تعالیٰ! تو اسے راہ حق پر ثابت قدم رکھ یہاں تک کہ اسے بھی تو وہ دکھائے جو تو نے مجھے دکھایا ہے اور اس سے بھی تو اسی طرح راضی ہو جائے جس طرح مجھ سے راضی ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملتا ہے تو ٹھنڈے کلیجوں چلا جا۔ اس کے لئے جو کچھ میں نے تیار کیا ہے اگر تو اسے دیکھ لیتا تو بہت ہنستا اور بالکل آزرده نہ ہوتا۔ پھر جب دوسرا دوست مرتا ہے اور ان کی روئیں ملتی ہیں تو کہا جاتا ہے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کا تعلق بیان کرو۔ پس ہر ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ یہ میرا

بڑا اچھا بھائی تھا اور نہایت نیک ساتھی تھا اور بہت بہتر دوست تھا۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۵ صفحہ ۴۱)

۱۰۵) سب سے نیچے درجہ کا جنتی اس کی نگاہ سو سال کے راستے تک جائے گی

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں سب سے نیچے درجہ کا جنتی جو سب سے آخر میں جنت میں جائے گا اس کی نگاہ سو (۱۰۰) سال کے راستے تک جاتی ہوگی لیکن برابر وہاں تک اسے اپنے ہی ڈیرے، خیمے اور محل سرنے کے اور زمرہ کے نظر آئیں گے جو تمام کے تمام قسم قسم اور رنگ رنگ کے ساز و سامان سے پر ہوں گے۔ صبح شام ستر ستر ہزار رکابیاں پیالے الگ الگ وضع کے کھانے سے پر اس کے سامنے رکھے جائیں گے جن میں سے ہر ایک اس کی خواہش کے مطابق ہوگا اور اول سے آخر تک اس کی اشتہا برابر اور یکساں رہے گی، اگر وہ روئے زمین والوں کی دعوت کر دے تو سب کو کفایت ہو جائے اور کچھ نہ گھٹے۔ (عبدالرزاق)

ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضور ﷺ نے جنت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جنتی ایک لقمہ اٹھائے گا اور اس کے دل میں خیال آئے گا کہ فلاں قسم کا کھانا ہوتا، چنانچہ وہ نوالہ اس کے منہ میں وہی چیز بن جائے گا جس کی اس نے خواہش کی تھی۔ پھر آپ ﷺ نے اسی آیت کی تلاوت کی۔ مسند احمد میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں سب سے ادنیٰ مرتبہ کے جنتی کے بالا خانے کی سات منزلیں ہوں گی، یہ چھٹی منزل میں ہوگا اور اس کے اوپر ساتویں ہوگی۔ اس کے تیس خادم ہوں گے جو صبح شام تین سو سونے کے برتنوں میں اس کے لئے طعام و شراب پیش کریں گے، ہر ایک میں الگ الگ قسم کا عجیب و غریب اور نہایت لذیذ کھانا ہوگا۔ اول سے آخر تک اسے کھانے کی اشتہا ویسی ہی رہے گی۔ اسی طرح تین سو سونے کے پیالوں اور کٹوروں اور گلاسوں میں اسے پینے کی چیزیں دی جائیں گی وہ بھی ایک سے ایک بڑھ کر ہوگی۔ یہ کہے گا کہ خدایا! اگر تو مجھے اجازت دے تو میں تمام جنتیوں کی دعوت کروں، سب بھی اگر میرے ہاں کھانا کھا جائیں تو بھی میرے کھانے میں کمی نہیں آسکتی۔ اور اس کی بہتر (۷۲) بیویاں حور عین میں سے ہوں گی۔ اور دنیا کی اور بیویاں الگ ہوں گی۔ ان میں سے ایک ایک میل میل بھر کی جگہ میں بیٹھے گی۔ پھر ساتھ ہی ان سے کہا جائے گا کہ یہ نعمتیں بھی ہمیشگی والی ہیں، اور تم بھی یہاں ہمیشہ ہی رہو گے نہ موت آئے نہ گھانا آئے، نہ جگہ بدلے، نہ تکلیف پہنچے، پھر ان پر اپنا فضل و احسان بتلایا جاتا ہے کہ تمہارے اعمال کا بدلہ میں نے اپنی وسیع رحمت سے تمہیں یہ دیا ہے کیونکہ کوئی شخص بغیر رحمت خدا تعالیٰ کے صرف اپنے اعمال کی بنا پر جنت میں نہیں جاسکتا۔ ہاں البتہ جنت کے درجوں میں تفاوت جو ہوگا وہ نیک اعمال کے تفاوت کی وجہ سے ہوگا (تفسیر ابن کثیر، جلد ۵ صفحہ ۴۲)

۱۰۶) آپ ﷺ کی عجیب مناجات

مسند احمد میں ہے احد کے دن جب مشرکین ٹوٹ پڑے تو حضور ﷺ نے فرمایا، درنگی کے ساتھ ٹھیک ٹھاک ہو جاؤ تو میں اپنے رب عزوجل کی شایان کروں۔ پس لوگ آپ ﷺ کے پیچھے صفیں باندھ کر کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی:

”اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهُ ۖ اللَّهُمَّ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ وَلَا بَاسِطَ لِمَا قَبَضْتَ وَلَا هَادِيَ لِمَنْ أَضَلَلْتَ وَلَا مُضِلَّ لِمَنْ هَدَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُقَرِّبَ لِمَا بَاعَدْتَ وَلَا مُبَاعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ ۖ اللَّهُمَّ ابْسُطْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَرِزْقِكَ ۖ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ النَّعِيمَ يَوْمَ الْعَيْلَةِ

وَالْأَمْنِ يَوْمَ الْخَوْفِ ۝ اللَّهُمَّ إِنِّي عَائِدُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أَعْطَيْتَنَا وَمِنْ شَرِّ مَا مَنَعْتَنَا ۝ اللَّهُمَّ حَبِّبِ إِلَيْنَا الْإِيمَانَ وَزَيِّنْهُ فِي قُلُوبِنَا وَكْرِهْ إِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِينَ ۝ اللَّهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ وَأَحِينَا مُسْلِمِينَ وَالْحَقْنَا بِالصَّالِحِينَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُونِينَ اللَّهُمَّ قَاتِلِ الْكُفْرَةَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَهَ الْحَقِّ ۝“ (نسائی)

ترجمہ: ”یعنی تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں تو جسے کشادگی دے اسے کوئی تنگ نہیں کر سکتا تو جسے گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور جسے تو ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا جس سے تو روک لے اسے کوئی دے نہیں سکتا اور جسے تو دے اس سے کوئی باز رکھ نہیں سکتا جسے تو دور کر دے اسے قریب کرنے والا کوئی نہیں اور جسے تو قریب کر لے اسے دور کرنے والا کوئی نہیں، اے اللہ! ہم پر اپنی برکتیں، رحمتیں، فضل اور رزق کشادہ کر دے، اے اللہ! میں تجھ سے وہ ہمیشگی کی نعمتیں چاہتا ہوں جو نہ ادھر ادھر ہوں نہ زائل ہوں، خدایا! فقیری اور احتیاج والے دن مجھے اپنی نعمتیں عطا فرما اور خوف والے دن مجھے امن عطا فرما۔ پروردگار! جو تو نے مجھے دے رکھا ہے، اور جو نہیں دیا ان سب کی برائی سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے میرے معبود! ہمارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دے اور اسے ہماری نظروں میں زینت دار بنا دے اور کفر، باکاری اور نافرمانی سے ہمارے دلوں میں دوری اور عداوت پیدا کر دے اور ہمیں راہ یافتہ لوگوں میں کر دے۔ اے رب ہمارے! ہمیں اسلام کی حالت میں فوت کر اور اسلام پر ہی زندہ رکھ۔ اور نیک کار لوگوں سے ملا دے، ہم رسوا نہ ہوں، ہم فتنے میں نہ ڈالے جائیں۔ خدایا! ان کافروں کا ستیاناس کر جو تیرے رسولوں کو جھٹلائیں اور تیری راہ سے روکیں، تو ان پر اپنی سزا اور اپنا عذاب نازل فرما۔ الہی اہل کتاب کے کافروں کو بھی تباہ کر، اے سچے معبود۔“

یہ حدیث امام نسائی بھی اپنی کتاب ”عمل الیوم واللیلۃ“ میں لائے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۵، صفحہ ۱۳۶، ۱۳۷)

⑩۷ حق کے مطابق فیصلہ کیجئے، دو فرشتے ساتھ رہیں گے اور آپ کی رہبری کریں گے

حضرت سعید بن مسیب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں، ایک دن مسلمان اور یہودی اپنے جھگڑے کا فیصلہ کروانے حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس آئے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے دیکھا کہ یہودی حق پر ہے تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ اس پر اس یہودی نے کہا، اللہ کی قسم! آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حق کا فیصلہ کیا ہے، اس پر حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اسے (خوشی میں ہلکا سا) کوڑا مارا اور فرمایا، تجھے کس طرح پتہ چلا (کہ حق کیا ہوتا ہے) اس پر یہودی نے کہا، اللہ کی قسم! ہمیں تورات میں یہ لکھا ہوا ملتا ہے کہ جو قاضی حق کا فیصلہ کرتا ہے اس کے دائیں جانب ایک فرشتہ اور بائیں جانب ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اسے صحیح راستہ پر چلاتے ہیں اور اسے حق بات کا الہام کرتے ہیں جب تک وہ قاضی حق کا فیصلہ کرنے کا عزم رکھتا ہے۔ جب وہ یہ عزم چھوڑ دیتا ہے تو دونوں فرشتے اسے چھوڑ کر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔

(حیاء الصحاب، جلد ۲ صفحہ ۱۳۴)

⑩۸ امارت کے خواہش مند اپنی خواہش کے انجام کو سوچیں ہر امیر چاہے اچھا ہو یا

برا جہنم کے پل پر کھڑا کیا جائے گا اور اسے طوق پہنایا جائے گا

حضرت ابو وائل شقیق بن سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت بشر بن

عاصم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو ہوازن کے صدقات (وصول کرنے پر) عامل مقرر کیا۔ لیکن حضرت بشر (ہوازن کے صدقات وصول کرنے) نہ گئے۔ ان سے حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ملاقات ہوئی۔ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ان سے پوچھا تم (ہوازن) کیوں نہیں گئے؟ کیا ہماری بات کو سننا اور ماننا ضروری نہیں ہے؟ حضرت بشر نے کہا کیوں نہیں۔ لیکن میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جسے مسلمانوں کے کسی امر کا ذمہ دار بنایا گیا اسے قیامت کے دن لا کر جہنم کے پل پر کھڑا کر دیا جائے گا، اگر اس نے اپنی ذمہ داری کو اچھی طرح ادا کیا ہوگا تو وہ نجات پائے گا۔ اور اگر اس نے ذمہ داری صحیح طرح ادا نہ کی ہوگی تو پل اسے لے کر ٹوٹ پڑے گا اور وہ ستر (۷۰) برس تک جہنم میں گرتا چلا جائے گا۔ (یہ سن کر) حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بہت پریشان اور غمگین ہوئے اور وہاں سے چلے گئے، راستہ میں ان کی حضرت ابوذر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا، کیا بات ہے؟ میں آپ کو پریشان غمگین دیکھ رہا ہوں۔ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا، میں کیوں نہ پریشان اور غمگین ہوں جبکہ میں حضرت بشر بن عاصم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد سن چکا ہوں کہ جسے مسلمانوں کے کسی امر کا ذمہ دار بنایا گیا اسے قیامت کے دن لا کر جہنم کے پل پر کھڑا کر دیا جائے گا، اگر اس نے اپنی ذمہ داری کو اچھی طرح ادا کیا ہوگا تو وہ نجات پالے گا اور اگر اس نے ذمہ داری صحیح طرح ادا نہ کی ہوگی تو پل اسے لے کر ٹوٹ پڑے گا۔ اور وہ ستر (۷۰) برس تک جہنم میں گرتا چلا جائے گا۔ اس پر حضرت ابوذر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا، آپ نے حضور ﷺ سے یہ حدیث نہیں سنی ہے؟ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا، نہیں۔ حضرت ابوذر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کسی مسلمان کو ذمہ دار بنائے گا اسے قیامت کے دن لا کر جہنم کے پل پر کھڑا کر دیا جائے گا، اگر وہ (اس ذمہ دار بنانے میں) ٹھیک ہے تو (دوزخ سے) نجات پائے گا اور اگر وہ اس میں ٹھیک نہیں تھا تو پل اسے لے کر ٹوٹ پڑے گا، اور وہ ستر (۷۰) برس تک جہنم میں گرتا چلا جائے گا اور وہ جہنم کالی اور اندھیری ہے۔ (آپ بتائیں کہ) ان دونوں حدیثوں میں سے کس حدیث کے سننے سے آپ کے دل کو زیادہ تکلیف ہوئی ہے؟ آپ نے فرمایا، دونوں کے سننے سے میرے دل کو تکلیف ہوئی ہے لیکن جب خلافت میں ایسا زبردست خطرہ ہے تو اسے کون قبول کرے گا؟ حضرت ابوذر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا، اسے وہی قبول کرے گا جس کی ناک کاٹنے کا اور اس کے رخسار کو زمین سے ملانے کا یعنی اسے ذلیل کرنے کا اللہ نے ارادہ کیا ہو، بہر حال ہمارے علم کے مطابق آپ کی خلافت میں خیر ہی خیر ہے، ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ آپ اس خلافت کا ذمہ دار ایسے شخص کو بنا دیں جو اس میں عدل و انصاف سے کام نہ لے تو آپ بھی اس کے گناہ سے نہ بچ سکیں گے۔ (حیاء الصحابہ، جلد ۲ صفحہ ۸۰)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر امیر و حاکم خواہ وہ دس ہی آدمیوں کا امیر و حاکم کیوں نہ ہو قیامت کے دن اس طرح لایا جائے گا کہ اس کی گردن میں طوق ہوگا یہاں تک کہ اس کو اس طوق سے یا تو اس کا عدل نجات دلائے گا یا اس کا ظلم ہلاک کرے گا۔ (داری)

مطلب یہ ہے کہ ایک بار تو ہر حاکم کو خواہ وہ عادل ہو یا ظالم، بارگاہ رب العزت میں باندھ کر لایا جائے گا اور پھر تحقیق کے بعد اگر وہ عادل ثابت ہو تو اس کو نجات دے دی جائے گی اور اگر ظالم ثابت ہوگا تو ہلاکت یعنی عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ (مظاہر حق جدید، جلد ۴، صفحہ ۴۳۱)

۱۰۹) شیطان کی تصویر بنا دیجئے

جاہظ ایک بہت معروف ادیب گزرا ہے، اس کا نام ابو عثمان بن بحر بن محبوب تھا، یہ معتزلی تھا، اس کی شکل و صورت بہت ہی بری اور خوفناک تھی، گویا یہ بد صورتی کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھا، اس کا عقیدہ بھی درست نہیں تھا، البتہ علم و فن میں اس کی مثال خال خال ہی نظر آتی ہے۔ اس نے بہت سے علوم سیکھ رکھے تھے، چنانچہ اس نے بہت سی مفید کتابیں تصنیف کیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ غیر معمولی حافظے کا مالک تھا۔ اس کی لکھی ہوئی کتابوں میں دو کتابیں ”کتاب الحیوان“ اور ”البيان والتبيين“ بہت ہی مشہور ہیں۔ اس کے بارے میں یہ بات تاریخ کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہے کہ:

”لَمْ يَقَعْ بِيَدِهِ كِتَابٌ قَطُّ إِلَّا اسْتَوْفَى قِرَاءَةً حَتَّى إِنَّهُ كَانَ يَكْتَرِي دَكَائِمِنَ الْكُتُبِيِّينَ وَبَيَّتُ فِيهَا لِلْمُطَالَعَةِ“

ترجمہ: ”جو کتاب بھی اس کے ہاتھ لگتی وہ اسے مکمل پڑھ ڈالتا، بلکہ اس کا شوق مطالعہ اس حد تک تھا کہ وہ کتب فروشوں کی دکانیں اجرت پر لے کر رات رات بھر میں مطالعہ کرتا۔“

چہرہ تو اس کا بڑا بد صورت اور بد شکل تھا مگر مستحکم علم نے اسے خوبصورت بنا دیا تھا، آج بھی وہ اپنے علم کے سبب تاریخ و ادب کی کتابوں میں زندہ ہے۔ اس کی بد صورتی کے متعلق ایک واقعہ معروف ہے جو ایک خاتون کے ساتھ پیش آیا تھا۔ جاہظ کا اپنا بیان ہے:

”مَا أُخْجَلْتَنِي قَطُّ إِلَّا امْرَأَةٌ مَرَّتْ بِي إِلَى صَانِعٍ، فَقَالَتْ لَه: اِعْمَلْ مِثْلَ هَذَا ط“

ترجمہ: ”مجھے ایک عورت کے سوا کبھی کسی عورت نے رسوا نہیں کیا۔ ہوا یہ کہ وہ عورت مجھے ایک سار کے پاس لے گئی اور اس سے کہنے لگی: اس کی طرح بنا دو۔“

یہ کہہ کر وہ عورت تو چلی گئی مگر میں حیرت میں پڑ گیا، پھر میں نے زرگر سے پوچھا: یہ عورت تم سے میرے بارے میں کیا کہہ کر چلی گئی؟ زرگر نے جواب دیا:

”هَذِهِ امْرَأَةٌ أَرَادَتْ أَنْ اِعْمَلَ لَهَا صُورَةَ شَيْطَانٍ فَقُلْتُ: لَا أَدْرِي كَيْفَ أُصَوِّرُهُ، فَأَتَتْ بِكَ إِلَيَّ لِأُصَوِّرَهُ عَلَى صُورَتِكَ ط“

ترجمہ: ”اس عورت نے (اپنی انگوٹھی پر) مجھ سے شیطان کی تصویر بنانے کی خواہش کی۔ میں نے اس سے کہا کہ جب میں نے کسی شیطان کو دیکھا ہی نہیں ہے تو بھلا اس کی شکل کیسے بنا سکتا ہوں؟ چنانچہ وہ آپ کو میرے پاس لے کر آئی تاکہ آپ کی صورت دیکھ کر اس کے لئے (اس کی انگوٹھی پر) شیطان کی تصویر منقش کروں۔“

(المستطرف: ۱/۳۸، جاہظ کی سوانح کے لئے دیکھئے: سیر اعلام النبلاء: ۱۱/۵۲۶، معجم الادباء: ۵/۲۱۰۱، البدایہ والنہایہ: ۳/۵۱۳، دارالہجر)

۱۱۰) میاں بیوی کی شکر رنجی اگر ہو تو باوقار ہو

ہر گھر میں بعض اوقات شکر رنجیاں ہو جاتی ہیں۔ میاں بیوی میں بھی کبھی کبھار غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں، بعض اوقات بیوی خاوند سے ناراض اور بسا اوقات خاوند کو بیوی سے شکوہ۔ کائنات کے سب سے بہترین گھرانے میں بھی بعض اوقات

ایسی شکر رنجیاں پیدا ہو جاتی تھیں۔ ان کا اظہار کیسے ہوا؟ آئیے ایک حدیث میں پڑھتے ہیں: اس کے مطالعے کے بعد بہت سے امور آپ کے علم میں آئیں گے۔

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

”إِنِّي لَأَعْلَمُ إِذَا كُنْتُ عَنِی رَاضِيَةً وَإِذَا كُنْتُ عَلَيَّ غَضَبِي“

ترجمہ: ”جب تم مجھ سے خوش رہتی ہو تو مجھے معلوم ہو جاتا ہے اور جب ناراض ہو جاتی ہو تب بھی میں سمجھ جاتا ہوں۔“

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے عرض کیا:

”مِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذَلِكَ؟“

ترجمہ: ”آپ ﷺ کیسے یہ سمجھ جاتے ہیں؟“

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”أَمَّا إِذَا كُنْتُ عَنِی رَاضِيَةً فَإِنَّكَ تَقُولِينَ“

لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ، وَإِذَا كُنْتُ عَلَيَّ غَضَبِي قُلْتُ: لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ“

ترجمہ: ”جب تم مجھ سے خوش رہتی ہو تو کہتی ہو: محمد (ﷺ) کے رب کی قسم، اور جب مجھ سے ناخوش

ہوتی ہو تو کہتی ہو: ابراہیم عَلِيهِ السَّلَامُ کے رب کی قسم!“

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے عرض کیا:

”أَجَلُ وَاللَّهِ! يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ.“ (بخاری، ۵۲۲۸، مسلم ۲۴۳۹)

ترجمہ: ”بالکل درست فرمایا آپ نے اے اللہ کے رسول! میں قسم کھاتے وقت صرف آپ کا نام چھوڑ دیتی

ہوں۔“

دیکھئے اظہار ناراضی کا کتنا لطیف انداز ہے اور بیوی کے مزاج کو اللہ کے رسول ﷺ کس قدر گہرائی میں جا کر سمجھ

پلتے ہیں۔ حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ بڑے لوگوں کی شکر رنجی کے انداز بھی نرالے اور باوقار ہوتے ہیں۔

①۱۱ بانڈی کی حاضر دماغی سے سیٹھ بچ گیا

مدائنی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن زیاد گھڑ سواروں کے ساتھ نکلا۔ گھڑ سواروں نے ایک آدمی کو دیکھا جس کے ساتھ ایک لونڈی بھی تھی۔ وہ لونڈی انتہائی حسین و جمیل تھی۔ گھڑ سواروں نے اس آدمی کو دھمکی آمیز لہجے میں پکارا: اس لونڈی کو ہمارے حوالے کر دو۔ اس آدمی کے پاس ایک کمان تھی۔ اس نے گھڑ سواروں میں سے ایک آدمی کو دے ہاری جس سے کمان کی تانت ٹوٹ گئی اور گھڑ سواروں کو طیش آ گیا۔

چنانچہ اسے پکڑنے کے لئے سارے ہی گھڑ سوار اس پر ٹوٹ پڑے اور اس سے لونڈی کو چھین لیا، وہ آدمی اپنی جان بچا کر ان سے بھاگ نکلا۔ چونکہ گھڑ سواروں کی توجہ کا مرکز لونڈی ہی تھی، اس لئے آدمی سے ان کی توجہ ہٹ گئی۔

گھڑ سواروں میں ایک شخص نے لونڈی کے کان کی بالی کو غور سے دیکھا تو بالی میں ایک بہت ہی نادر اور بیش قیمت موتی

نظر آیا۔ لونڈی کہنے لگی: یہ موتی کوئی بڑی قیمت نہیں رکھتا، اگر تم اس آدمی کی ٹوپی کو کھول کر دیکھتے تو تمہیں اندازہ ہوتا کہ کس قدر بیش قیمت موتی اس نے چھپا رکھے ہیں۔ ان موتیوں کے مقابلے میں تو اس کی کوئی اہمیت ہی نہیں۔

یہ سننا تھا کہ سارے گھڑ سوار اس آدمی کے پیچھے دوڑ پڑے اور جب اس کے قریب پہنچے تو باواز بلند کہنے لگے: جو کچھ تمہاری ٹوپی میں ہے اسے ہمارے حوالے کر دو، ہم تمہاری جان چھوڑ دیں گے۔

اس آدمی کی ٹوپی میں کمان کی ایک تانت تھی، جسے اس نے بطور احتیاط چھپا رکھا تھا، تاکہ بوقت ضرورت کام آئے مگر مارے خوف و دہشت کے اسے یاد نہیں آ رہا تھا کہ اس کے پاس تانت موجود ہے۔ جس کو کمان پر چڑھا کر دشمنوں سے مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ گھڑ سواروں نے جب ٹوپی کے اندر کا سامان طلب کیا تو فوراً اسے یاد آ گیا کہ میں نے تو کمان کی تانت ٹوپی کے اندر چھپا رکھی ہے۔ وہ ہوشیار ہو گیا اور ٹوپی سے تانت نکال کر کمان پر چڑھا لی اور پھر گھڑ سواروں کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جب گھڑ سواروں نے اس کی یہ جرات مندانہ کیفیت دیکھی تو پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے اور لونڈی کو چھوڑ دیا۔

(المجلد العربیہ: ۹۷-۸۵، نساء ذکیارت جد: ۱۱۸)

اس طرح لونڈی کی حاضر دماغی نے ابن زیاد کے آدمیوں کو ناکام کر دیا۔

۱۱۲) ہر ہر قدم پر سال بھر کے روزے اور سال بھر تہجد کا ثواب لینے کا نبوی نسخہ

سنن اربعہ میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن اچھی طرح غسل کرے اور سویرے سے ہی مسجد کی طرف چل دے، پیدل جائے سوار نہ ہو اور امام سے قریب ہو کر بیٹھے خطبے کو کان لگا کر سنے، نغونہ کرے تو اسے ہر ہر قدم کے بدلے سال بھر کے روزوں اور سال بھر کے قیام کا ثواب ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۵ صفحہ ۳۵۷)

۱۱۳) بچوں کے ساتھ جھوٹا وعدہ کبھی مت کیجئے

مسند احمد اور ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ میں اس وقت چھوٹا بچہ تھا کھیل کود کے لئے جانے لگا تو میری والدہ نے مجھے آواز دے کر کہا ادھر آ کچھ دوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ دینا بھی چاہتی ہو؟ میری والدہ نے کہا، ہاں حضور کچھ کھجوریں دوں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تو خیر، ورنہ یاد رکھو کچھ نہ دینے کا ارادہ ہوتا اور یوں ہی کہتیں تو تم پر ایک جھوٹ لکھا جاتا۔

حضرت امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب وعدہ کے ساتھ وعدہ کئے ہوئے کی تاکید کا تعلق ہے تو اس وعدے کو وفا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ مثلاً کسی شخص نے کسی سے کہہ دیا کہ تو نکاح کر لے اور اتنا اتنا ہر روز میں تجھے دیتا رہوں گا۔ اس نے نکاح کر لیا تو جب تک نکاح باقی ہے اس شخص پر واجب ہے کہ اسے اپنے وعدے کے مطابق دیتا رہے اس لئے کہ اس میں آدمی کے حق کا تعلق ثابت ہو گیا جس پر اس سے باز پرس سختی کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۵ صفحہ ۳۳۳)

۱۱۴) دو جمعہ یعنی ایک ہفتے کے گناہ معاف کرانے کا نبوی نسخہ

مسند احمد میں ہے جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اپنے گھر والوں کے خوشبو ملے اگر ہو اور اچھا لباس پہنے، پھر مسجد میں آئے اور کچھ نوافل پڑھے اگر جی چاہے اور کسی کو ایذا نہ دے (یعنی گردنیں پھلانگ کر نہ آئے نہ کسی بیٹھے ہوئے کو

ہٹائے) پھر جب امام آجائے اور خطبہ شروع ہو خاموشی سے سنے تو اس کے گناہ جو اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک کے ہوں سب کا کفارہ ہر جاتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۵، صفحہ ۳۵۷)

۱۱۵) اپنے دل کی محراب کو زائل سے بچائیے

مسند احمد میں حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی روایت سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا، دیکھو! ابھی ایک جنتی شخص آنے والا ہے۔ تھوڑی دیر میں ایک انصاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنے بائیں ہاتھ میں اپنی جوتیاں لئے ہوئے تازہ وضو کر کے آرہے تھے۔ ڈاڑھی پر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ دوسرے دن بھی اسی طرح ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے یہی فرمایا اور وہی شخص اسی طرح آئے، تیسرے دن بھی یہی ہوا۔ حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ آج دیکھتے بھالتے رہے اور جب مجلس نبوی ختم ہوئی اور یہ بزرگ وہاں سے اٹھ کر چلے تو یہ بھی ان کے پیچھے ہو لئے اور ان انصاری سے کہنے لگے کہ حضرت مجھ میں اور میرے والد میں کچھ تکرار ہوگئی جس پر میں قسم کھا بیٹھا ہوں کہ تین دن تک اپنے گھر نہ جاؤں گا، پس اگر آپ مہربانی فرما کر مجھے اجازت دیں تو میں یہ تین دن آپ کے یہاں گزار دوں۔ انہوں نے کہا بہت اچھا، چنانچہ حضرت عبداللہ نے یہ تین راتیں ان کے گھر ان کے ساتھ گزاریں، دیکھا کہ وہ رات کو تہجد کی لمبی نماز بھی نہیں پڑھتے، صرف اتنا کرتے ہیں کہ جب آنکھ کھلے اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی بڑائی اپنے بستر پر ہی لیٹے لیٹے کر لیتے ہیں، یہاں تک کہ صبح کی نماز کے لئے انھیں، ہاں یہ ضروری بات تھی کہ میں نے ان کے منہ سے سوائے کلمہ خیر کے اور کچھ نہیں سنا۔ جب تین راتیں گزر گئیں تو مجھے ان کا عمل بہت ہی ہلکا سا معلوم ہونے لگا، اب میں نے ان سے کہا کہ حضرت! دراصل نہ تو میرے اور میرے والد کے درمیان کوئی ایسی بات ہوئی تھی، نہ میں نے ناراضگی کے باعث گھر چھوڑا تھا بلکہ واقعہ یہ ہوا کہ تین مرتبہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ابھی ایک جنتی شخص آ رہا ہے اور تینوں مرتبہ آپ ہی آئے تو میں نے ارادہ کیا کہ آپ کی خدمت میں کچھ دن رہ کر دیکھوں تو سہی کہ آپ ایسی کون سی عبادتیں کرتے ہیں جو جیتے جی بہ زبان رسول ﷺ آپ کے جنتی ہونے کی یقینی خبر ہم تک پہنچ گئی۔ چنانچہ میں نے یہ بہانہ کیا اور تین رات تک آپ کی خدمت میں رہا تا کہ آپ کے اعمال دیکھ کر میں بھی ویسے ہی عمل شروع کر دوں لیکن میں نے تو آپ کو نہ تو کوئی نیا اور اہم عمل کرتے ہوئے دیکھا، نہ عبادت میں ہی اوروں سے زیادہ بڑھا ہوا دیکھا۔ اب جا رہا ہوں لیکن زبانی ایک سوال ہے کہ آپ ہی بتائیے آخر وہ کون سا عمل ہے جس نے آپ کو پیغمبر خدا ﷺ کی زبانی جنتی بتایا؟ آپ نے فرمایا، بس تم میرے اعمال کو دیکھ چکے ان کے سوا اور کوئی خاص پوشیدہ عمل تو ہے نہیں۔ چنانچہ ان سے رخصت ہو کر چلا تھوڑی دور نکلا تھا جو انہوں نے مجھے آواز دی اور فرمایا، ہاں میرا ایک عمل سنتے جاؤ وہ یہ کہ میرے دل میں کبھی کسی مسلمان سے دھوکہ بازی، حسد اور بغض کا ارادہ بھی نہیں ہوا، میں کبھی کسی مسلمان کا بدخواہ نہیں بنا۔ حضرت عبداللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے یہ سن کر فرمایا کہ بس اب معلوم ہو گیا، اسی عمل نے آپ کو اس درجہ تک پہنچایا ہے اور یہی وہ چیز ہے جو ہر ایک کے بس کی نہیں۔ امام نسائی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۵، صفحہ ۳۱۷)

۱۱۶) حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ایک آیت سن کر مہینہ بھر بیمار رہے

ابن ابی الدنیا میں ہے کہ ایک رات حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ شہر کی دیکھ بھال کے لئے نکلے تو ایک مکان سے

کسی مسلمان کی قرآن خوانی کی آواز کان میں پڑی، وہ سورۃ الطور پڑھ رہے تھے۔ آپ نے سواری روک لی اور کھڑے ہو کر قرآن سننے لگے۔ جب وہ آیت ﴿إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهُ مِنْ دَافِعٍ﴾ ﴿تَزَجَمَدًا﴾ بے شک تیرے رب کا عذاب ہو کر رہنے والا ہے اسے کوئی روک سکنے والا نہیں“ پر پہنچے تو زبان سے نکل گیا کہ رب کعبہ کی قسم! سچی ہے۔ پھر اپنے گدھے سے اتر پڑے، اور دیوار سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے، چلنے پھرنے کی طاقت نہ رہی، دیر تک بیٹھے رہنے کے بعد جب ہوش حواس ٹھکانے آئے تو اپنے گھر پہنچے لیکن خدا کے کلام کی اس ڈراؤنی آیت کے اثر سے دل کی کمزوری کی یہ حالت تھی کہ مہینہ بھر تک بیمار پڑے رہے اور ایسے کہ لوگ بیماری پر سی کو آتے تھے گو کسی کو معلوم نہ تھا کہ بیماری کیا ہے؟

ایک اور روایت میں ہے، آپ کی تلاوت میں ایک مرتبہ یہ مذکورہ آیت آئی، اسی وقت بچکی بندھ گئی اور اس قدر قلب پر اثر پڑا کہ بیمار ہو گئے، چنانچہ بیس دن تک عیادت کی جاتی رہی۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۵ صفحہ ۱۸۹)

۱۱۷) قیامت کے دن آسمان تھر تھرائے گا، پھٹ جائے گا، چکر کھانے لگے گا

قیامت کے دن آسمان تھر تھرائے گا، پھٹ جائے گا، چکر کھانے لگے گا، پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں گے، ہٹ جائیں گے، ادھر ادھر ہو جائیں گے، کانپ کانپ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پھر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، آخر رومی کے گالوں کی طرح ادھر ادھر اڑ جائیں گے اور بے نام و نشان ہو جائیں گے اس دن ان لوگوں پر جو اس دن کو نہ مانتے تھے ویل و جسرت خرابی اور ہلاکت ہوگی، خدا کا عذاب فرشتوں کی مار، جہنم کی آگ ان کے لئے ہوگی جو دنیا میں مشغول تھے، اور دین کو ایک کھیل تماشہ مقرر کر رکھا تھا، اس دن انہیں دھکے دے کر نار جہنم کی طرف دھکیلا جائے گا اور داروغہ جہنم ان سے کہیں گے کہ یہ وہ جہنم ہے جسے تم نہیں مانتے تھے، پھر مزید ڈانٹ ڈپٹ کے طور پر کہیں گے، اب بولو کیا یہ جادو ہے یا تم اندھے ہو؟ جاؤ اس میں ڈوب جاؤ یہ تمہیں چاروں طرف سے گھیر لے گی اب اس کے عذاب کی تمہیں سہارا ہو یا نہ ہو، ہائے وائے کرو خواہ خاموش رہو اسی میں پڑے جھلتے رہو گے، کوئی ترکیب فائدہ نہ دے گی، کسی طرح چھوٹ نہ سکو گے، یہ خدا کا ظلم نہیں بلکہ صرف تمہارے اعمال بد کا بدلہ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۵ صفحہ ۱۸۹)

۱۱۸) اسلام قبول کرنے کے بعد کیا زمانہ کفر کی نیکیاں قبول ہو سکتی ہیں یا نہیں

مکرم و محترم!

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بعد اسلام عرض ہے کہ میں نو مسلم عورت ہوں، اسلام سے پہلے حالت کفر میں بہت کار خیر کر چکی ہوں، پانی کی سمیل میں نے مسافروں کے لئے بنائی ہے، فقراء و محتاج لوگوں کی بہت امداد کی ہے، عزیز واقارب سے حسن سلوک نبھایا ہے، قیدیوں کو قید سے رہا کرنے میں اپنی حسن تدبیر انجام دی ہے وغیرہ، تو کیا بعد قبول اسلام ان اعمال خیر کا مجھ کو اجر و ثواب ملے گا، برائے کرم جواب دے کر اخروی خوشی کا موقع دیجئے۔

فقط والسلام

آپ کی دینی بہن

مریم

جوابِ خط:

”آپ روایت سنئے۔“ حضرت حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ فرمائیے میرے وہ نیک کام جو میں زمانہ جاہلیت میں کیا کرتا تھا جیسے صدقہ، غلام آزاد کرنا اور عزیزوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا کیا ان کا بھی مجھ کو ثواب ملے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم جتنی نیکیاں پہلے کر چکے ہو، ان سب کے ساتھ مسلمان ہوئے ہو (یعنی ان کا بھی ثواب ملے گا)۔ (بخاری، مسلم، متدرک)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کافر کے نیک عمل اسلام کے بعد معتبر ہو سکتے ہیں۔ (ترجمان السنہ، جلد ۲، صفحہ ۳۱۹)

۱۱۹) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اے بندے مجھے ڈھونڈتا کہ تو مجھے پالے

بعض آسمانی کتابوں میں ہے اے ابن آدم! میں نے تجھے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے پس تو اس سے غفلت نہ کر، تیرے رزق کا میں ضامن ہوں تو اس میں بے جا تکلیف نہ کر، مجھے ڈھونڈتا کہ مجھے پالے، جب تو نے مجھے پالیا تو یقین مان کہ تو نے سب کچھ پالیا۔ اور اگر میں تجھے نہ ملا تو سمجھ لے کہ تمام بھلائیاں تو کھو چکا۔ سن تمام چیزوں سے زیادہ محبت تیرے دل میں میری ہونی چاہئے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۵ صفحہ ۱۸۶)

۱۲۰) جہنم کا خطرناک ساحل

جیسے سمندر کا ساحل ہوتا ہے ایسے ہی جہنم کا بھی ساحل ہے، وہاں کیڑے مکوڑے، حشرات الارض اور کھجور کے درخت جتنے لمبے سانپ اور خچر کے برابر بچھو ہیں، جب جہنم والے اللہ سے فریاد کریں گے کہ ہمارا جہنم کا عذاب ہلکا کر دیا جائے تو ان سے کہا جائے گا کہ جہنم سے نکل کر ساحل پر چلے جاؤ وہ نکل کر وہاں آئیں گے تو وہ کیڑے مکوڑے، حشرات الارض ان کے ہونٹوں، چہروں اور دوسرے اعضاء کو پکڑ لیں گے اور انہیں نوچ کھائیں گے تو اب وہ فریاد کرنے لگیں گے کہ ہمیں ان سے چھڑایا جائے اور جہنم میں واپس جانے دیا جائے اور جہنم والوں پر خارش کا عذاب بھی مسلط کیا جائے گا اور جہنمی اتنا کھجائے گا کہ اس کی ہڈی ننگی ہو جائے گی، فرشتہ کہے گا، اے فلانے! کیا تجھے اس خارش سے تکلیف ہو رہی ہے؟ وہ کہے گا، ہاں فرشتہ کہے گا تو جو مسلمانوں کو تکلیف دیا کرتا تھا یہ اس کے بدلہ میں ہے۔ (حیاء الصحابہ، جلد ۱، صفحہ ۵۵۱)

۱۲۱) مسجدوں کو دلہن نہ بنائیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، جب تم اپنی مسجدوں کو دلہن بنا دو اور قرآنوں کو سجادوں پس تمہاری ہلاکت

ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، اصلاحی مضامین، صفحہ ۸۷)

۱۲۲) نہر کوثر کا تذکرہ پڑھ لیجئے

مسند کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کر کے فرمایا کہ مجھے کوثر عنایت کی گئی ہے جو ایک جاری نہر ہے لیکن گڑھا نہیں ہے اس کے دونوں کنارے موتی کے خیمے ہیں، اس کی مٹی خالص مشک ہے، اس کے کنکر بھی سچے موتی ہیں، اور روایت میں ہے کہ معراج والی رات آپ ﷺ نے آسمان پر جنت میں اس نہر کو دیکھا اور جبرئیل

عَلَيْهِ السَّلَامُ سے پوچھا کہ یہ کون سی نہر ہے؟ تو حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَامُ نے فرمایا، یہ کوثر ہے جو خدا تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ اور اس قسم کی بہت سی حدیثیں ہیں اور بہت سی ہم نے سورہ اسرا کی تفسیر میں بیان بھی کر دی ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے جس کے کنارے دراز گردن والے پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔

حضرت صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے سن کر فرمایا، وہ پرندے تو بہت ہی خوبصورت ہوں گے؟ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا، کھانے میں بھی وہ بہت ہی لذیذ ہیں۔ (ابن جریر)

اور روایت میں ہے کہ حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے سوال کیا کہ کوثر کیا ہے؟ اس پر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے یہ حدیث بیان کی تو حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ان پرندوں کی نسبت یہ فرمایا۔ (مسند احمد)

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ یہ نہر بیچوں بیچ جنت کے ہے۔ ایک منقطع سند سے حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے مروی ہے کہ کوثر کے پانی کے گرنے کی آواز جو سننا چاہے وہ اپنے دونوں کانوں میں اپنی دونوں انگلیاں ڈال لے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۵ صفحہ ۶۰۴)

۱۳۳) جنت میں بڑے بڑے شاپنگ سینٹر اور مول ہوں گے

حضرت سعید بن مسیب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ملاقات ہوئی تو حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہم دونوں کو جنت کے بازار میں ملائے۔ جس پر حضرت سعید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے پوچھا، کیا جنت میں بھی بازار ہوں گے؟ فرمایا، ہاں! مجھے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے خبر دی ہے کہ جنتی جب جنت میں جائیں گے اور اپنے اپنے مراتب کے مطابق درجے پائیں گے تو دنیا کے اندازے سے جمعہ والے دن انہیں ایک جگہ جمع ہونے کی اجازت ملے گی۔ جب سب جمع ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر تجلی فرمائے گا اس کا عرش ظاہر ہوگا۔ وہ سب جنت کے باغچہ میں نور کے اور لولو اور یاقوت کے اور زبرجد (زمرد) اور سونے چاندی کے منبروں پر بیٹھیں گے۔ بغض اور جو نیکیوں کے اعتبار سے کم درجے کے ہیں لیکن جنتی ہونے کے اعتبار سے کوئی کسی سے کمتر نہیں۔ وہ مشک کے اور کافور کے ٹیلوں پر ہوں گے، لیکن اپنی جگہ اتنے خوش ہوں گے کہ کرسی والوں کو اپنے سے افضل مجلس میں نہیں جانتے ہوں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں میں نے حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے سوال کیا کہ ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا، ہاں، ہاں دیکھو گے، آدھے دن کے سورج اور چودھویں رات کے چاند کو جس طرح صاف دیکھتے ہو اسی طرح خدائے تعالیٰ کو دیکھو گے۔ اس مجلس میں ایک ایک سے اللہ تبارک و تعالیٰ بات چیت کرے گا یہاں تک کہ کسی سے فرمائے گا، یاد ہے فلاں دن تم نے فلاں کام میرے خلاف کیا تھا۔ وہ کہے گا کیوں جناب باری! تو تو وہ خطا معاف کر چکا تھا پھر اس کا کیا ذکر، کہے گا ہاں ٹھیک ہے اسی میری مغفرت کی وسعت کی وجہ سے ہی تو تو اس درجے پر پہنچا۔ یہ اسی حالت میں ہوں گے کہ انہیں ایک بادل ڈھانپ لے گا اور اس سے ایسی خوشبو بر سے گی کہ کبھی کسی نے نہیں سونکھی تھی۔ پھر رب العالمین عزوجل فرمائے گا کہ اٹھو اور میں نے جو انعام و اکرام تمہارے لئے تیار کر رکھے ہیں انہیں لو۔ پھر یہ سب ایک بازار میں پہنچیں گے جسے چاروں طرف سے فرشتے گھیرے ہوئے ہوں گے وہاں وہ چیزیں دیکھیں گے جو نہ کبھی دیکھی تھیں نہ سنی تھیں، نہ کبھی خیال میں گزری تھیں، جو شخص جو

چیز چاہے گالے لے گا، خرید و فروخت وہاں نہ ہوگی، بلکہ انعام ہوگا، وہاں تمام اہل جنت ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔ ایک کم درجے کا جنتی اعلیٰ درجے کے جنتی سے ملاقات کرے گا تو اس کے لباس وغیرہ کو دیکھ کر جی میں خیال کرے گا، وہیں اپنے جسم کی طرف دیکھے گا کہ اس سے بھی اچھے کپڑے اس کے ہیں، کیونکہ وہاں کسی کو کوئی رنج و غم نہ ہوگا۔ اب ہم سب لوٹ کر اپنی اپنی منزلوں میں جائیں گے، وہاں ہماری بیویاں ہمیں مرحبا کہیں گی اور کہیں گی کہ جس وقت آپ یہاں سے گئے تھے تب یہ تروتازگی اور یہ نورانیت آپ میں نہ تھی لیکن اس وقت تو جمال و خوبی اور خوشبو اور تازگی بہت ہی بڑھی ہوئی ہے۔ یہ جواب دیں گے کہ ہاں ٹھیک ہے، ہم آج خدائے تعالیٰ کی مجلس میں تھے اور یقیناً ہم بہت ہی بڑھ چڑھ گئے۔

(تفسیر ابن کثیر، جلد ۴، صفحہ ۴۹۵)

۱۲۴) عرش کے اٹھانے والے فرشتے مندرجہ ذیل تسبیح پڑھتے رہتے ہیں

حضرت شہر بن حوشب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا فرمان ہے کہ حاملانِ عرش آٹھ ہیں، جن میں سے چار کی تسبیح تو یہ ہے:

”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلَىٰ حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ ط“

تَرْجَمَةً: ”یعنی اے باری تعالیٰ تیری پاک ذات ہی کے لئے ہر طرح کی حمد و ثنا ہے کہ تو باوجود علم کے پھر بردباری اور حلم کرتا ہے۔“

اور دوسرے چار کی تسبیح یہ ہے:

”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلَىٰ عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ ط“

تَرْجَمَةً: ”یعنی اے اللہ! قدرت کے باوجود تو جو معافی اور درگزر کرتا رہتا ہے اس پر ہم تیری پاکیزگی اور تیری تعریف بیان کرتے ہیں۔“ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۴، صفحہ ۴۵۳)

۱۲۵) ایک بزرگ کو ایک جن نے بڑی عجیب نصیحت کی

ابن ابی حاتم میں ہے، ایک بزرگ فرماتے ہیں میں ملک روم میں کافروں کے ہاتھوں میں گرفتار ہو گیا تھا، ایک دن میں نے سنا کہ ہاتھ غیب ایک پہاڑ کی چوٹی سے بہ آواز بلند کہہ رہا ہے، خدایا! اُس پر تعجب ہے جو تجھے پہچانتے ہوئے بھی تیرے سوا دوسرے کی ذات سے اُمیدیں وابستہ رکھتا ہے۔ خدایا! اُس پر بھی تعجب ہے جو تجھے پہچانتے ہوئے اپنی حاجتیں دوسروں کے پاس لے جاتا ہے۔ پھر ذرا ٹھہر کر ایک پر زور آواز لگائی اور کہا، پورا تعجب اس پر ہے کہ جو تجھے پہچانتے ہوئے دوسروں کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے وہ کام کرتا ہے جن سے تو ناراض ہو جائے۔ یہ سن کر میں نے بلند آواز سے پوچھا کہ تو کوئی جن ہے یا انسان؟ جواب آیا کہ انسان ہوں۔ تو اُن کاموں سے اپنا دھیان ہٹالے جو تجھے فائدہ نہ دیں، اور ان کاموں میں مشغول ہو جا جو تیرے فائدے کے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۴، صفحہ ۴۷۲)

۱۲۶) ایک بڑے میاں نے حضور ﷺ سے عجیب سوال کیا

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک بوڑھا شخص لکڑی ٹیکتا ہوا آں حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میرے چھوٹے موٹے گناہ بہت سارے ہیں کیا مجھے بھی بخشا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا، کیا تو خدا کی توحید کی گواہی

نہیں دیتا؟ اس نے کہا، ہاں اور آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی بھی دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تیرے چھوٹے موٹے گناہ معاف ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۴، صفحہ ۴۳۳)

۱۲۷) چہرہ پردہ میں داخل ہے یا نہیں

جواب خط:

سورۃ احزاب میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُنْسَاءُ النَّبِيَّ لَسْتَنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۝﴾ (سورۃ احزاب، آیت: ۳۲، ۳۳)

ترجمہ: ”اے نبی ﷺ کی بیویوں! تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو پس تم (نامحرم مرد سے) بولنے میں (جبکہ ضرورتاً بولنا پڑے) نزاکت مت کرو، کیونکہ اس سے ایسے شخص کو میلان قلبی ہو جائے گا جس کے دل میں روگ ہو (بلکہ) تم قاعدہ کے موافق بات کرو (جیسے پاکباز عورتیں اختیار کرتی ہیں) اور تم اپنے گھروں میں رہو اور زمانہ قدیم کی جہالت کے مطابق مت پھرو اور تم نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرو۔“

ان آیات میں اول تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ کسی غیر محرم سے ضرورتاً اگر بات کرنی پڑے تو گفتگو کے انداز میں نزاکت اور لہجہ میں جاذبیت نہ ہو جس طرح چال ڈھال اور رفتار کے انداز سے دل کھینچتے ہیں۔ اسی طرح گفتار کے نزاکت والے لہجہ کی طرف بھی کشش ہوتی ہے، عورت کی آواز میں طبعی اور فطری طور پر نرمی اور لہجہ میں دلکشی ہوتی ہے۔ پاک نفس عورتوں کی یہ شان ہے کہ غیر مردوں سے بات کرنے میں بہ تکلف ایسا لب و لہجہ اختیار کریں جس میں خشونت اور روکھا پن ہوتا کہ کسی بد باطن کا قلبی میلان نہ ہونے پائے۔

دوسرا حکم یہ ارشاد فرمایا کہ تم اپنے گھروں میں رہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے لئے شب و روز گزارنے کی اصل جگہ ان کے اپنے گھر ہی ہیں۔ شرعاً جن ضرورتوں کے لئے گھر سے نکلنا جائز ہے پردہ کے خوب اہتمام کے ساتھ بقدر ضرورت نکل سکتی ہیں۔

آیت کے سیاق سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ بلا ضرورت پردہ کے ساتھ بھی باہر نکلنا اچھا نہیں ہے جہاں تک ہو سکے، نامحرم کی نظروں سے لباس بھی پوشیدہ رکھنا چاہئے۔

تیسرا حکم یہ دیا گیا ہے کہ زمانہ قدیم کی جہالت کے مطابق مت پھرا کرو۔ زمانہ قدیم کی جہالت سے عرب کی وہ جاہلیت مراد ہے جو حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے عرب کے زواج و سماج میں جگہ پکڑے ہوئے تھی۔ اس زمانہ کی عورتیں بے حیائی اور بے شرمی کے ساتھ بلا جھجک بازاروں میں اور میلوں میں اور گلی کوچوں میں بے پردہ ہو کر پھرا کرتی تھیں اور بن ٹھن کر نکلتی تھیں، سر پر یا گلے میں فیشن کے لئے دوپٹہ ڈال دیا، نہ اس سے سینہ ڈھکا، نہ کان اور چہرہ چھپایا، جدھر کو جانا ہوا چل

پڑیں۔ مردوں کی بھیڑ میں گھس گھس کئیں، نہ محرم اور غیر محرم کا امتیاز۔ یہ تھا جاہلیت اولیٰ کا رواج اور سماج جو آج بھی اسلام کا دعویٰ کرنے والی عورتوں میں جگہ لے چکا ہے۔

ان آیات میں گواہی مطہرات کو مخاطب کیا گیا ہے لیکن یہ احکام تمام عورتوں کے لئے عام ہیں۔ اجماع امت اور احادیث نبویہ (ﷺ) سے یہ امر ثابت شدہ ہے کہ ان آیات کا حکم امت کی تمام ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے لئے عام ہے، جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا۔

ایک مونی سمجھ والا انسان بھی (جسے خدا کا خوف ہو) ان آیات سے یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہوگا کہ جب ازواج مطہرات کے لئے یہ حکم ہے کہ اپنے گھروں ہی میں رہا کریں اور جاہلیت اولیٰ کے دستور کے مطابق باہر نہ نکلیں، حالانکہ ان کو تمام مؤمنین کی مائیں فرمایا گیا۔ ہے ”وَأَزْوَاجَهُ أُمَّهَاتُهُمْ“ تو امت کی دوسری عورتوں کے لئے بے پردہ ہو کر نکلنا کیوں کر درست ہوگا؟ شرف اور احترام کے باعث امت کی نظریں جن مقدس خواتین پر نہیں پڑ سکتی تھیں جب ان کو بھی ”قرار فی البوت“ (یعنی گھروں میں رہنے) کا حکم دیا گیا ہے تو جن عورتوں کی طرف قصداً نظریں اٹھائی جاتی ہوں اور خود یہ عورتیں بھی مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں، ان کو جاہلیت اولیٰ کے طریقہ پر باہر نکلنے کی کیسے اجازت ہوگی؟

صحیح بخاری جلد ۲، صفحہ ۶۹۶ میں واقعہ افک کی تفصیل مروی ہے، اس میں لکھا ہے کہ غزوہ بنی المصطلق کے موقع پر جب حضرت صفوان بن معطل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا پر نظر پڑی اور حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے ان کے ”إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ پڑھنے کی آواز سنی تو حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی آنکھ کھل گئی اور انہوں نے فوراً اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔ وہ فرماتی ہیں کہ صفوان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے مجھے پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے دیکھا تھا۔ اسی سے سمجھ لیا جائے کہ پردہ کا جو حکم نازل ہوا تھا وہ چہرہ سے بھی متعلق تھا۔ ورنہ انہیں چہرہ ڈھانکنے کی کیا ضرورت تھی۔

نیز صحیح بخاری جلد ۱، صفحہ ۷۸۸ پر ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ اپنی اہلیہ محترمہ حضرت ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے پاس تھے وہیں ایک منخت بھی تھا اس نے حضرت ام سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے بھائی سے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے طائف کو فتح کر دیا تو میں تمہیں غیلان کی بیٹی بتا دوں گا۔ جو ایسی ایسی ہے اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ ہرگز تمہارے گھروں میں داخل نہ ہوں۔

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بیان فرمایا کہ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے یوں کہا کہ ”یا رسول اللہ، آپ (ﷺ) کے پاس (اندرون خانہ) اچھے برے لوگ آتے جاتے ہیں (وہاں امہات المؤمنین بھی ہوتی ہیں) اگر آپ امہات المؤمنین کو پردہ کرنے کا حکم دے دیتے تو اچھا ہوتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے پردہ والی آیت نازل فرمائی۔ (صحیح بخاری)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ پردہ کی آیت میں نامحرموں کے سامنے چہرہ ڈھانپنے کا حکم نازل ہوا، کیونکہ اس سے پہلے بھی وہ کپڑے پہنے ہوئے بیٹھی رہتی تھیں صرف چہرہ ہی کھلا رہتا تھا۔ پردہ کا حکم ہونے کا یہی مطلب ہے کہ چہرہ چھپائیں۔

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی ایک روایت اور سنئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے ساتھ شب گزار کر صبح کو ولیمہ کیا تو خوب بڑی دعوت کی، لوگ آتے رہے اور کھا کر جا۔ تے رہے، کھانے سے فارغ ہو کر سب لوگ چلے گئے لیکن تین اصحاب رہ گئے وہ باتیں کرتے رہے، آپ ﷺ کے مزاج میں حیاء بہت تھی، آپ ﷺ نے ان سے نہیں فرمایا کہ تم چلے جاؤ، بلکہ خود حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے حجرہ کی طرف چلے

گئے۔ جب میں نے آپ ﷺ کو خبر دی کہ وہ لوگ چلے گئے تو آپ ﷺ واپس تشریف لے آئے میں آپ ﷺ کے ساتھ (حسب عادت) داخل ہونے لگا تو آپ ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان میں پردہ ڈال دیا اور آیت حجاب ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ﴾ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمادی۔

(صحیح بخاری، صفحہ ۷۰۶، ۷۰۷)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ پرانے خادم تھے، دس برس تک انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت کی جب پردہ کا حکم نازل ہوا تو آپ ﷺ نے پردہ ڈال دیا اور حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو اندر آنے نہیں دیا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس سے پہلے جو حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ گھروں میں اندر آتے جاتے تھے کیا ازواج مطہرات کپڑے پہن کر نہیں رہتی تھیں، ان کی جو نظر پڑتی تھی کیا چہرہ کے سوا کسی اور جگہ بھی پڑتی تھی، اگر چہرہ پردہ میں نہیں تو ان کو اندر جانے سے کیوں روکا گیا۔ ازواج مطہرات رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے فرمادیتے کہ اس کو آنے جانے دو صرف چہرہ کھلا رکھا کرو۔ لیکن وہاں مستقل داخل ہونے پر باہندی لگا دی گئی۔ اسی سے سمجھ لیا جائے کہ پردہ کا جو حکم نازل ہوا اس میں اصل چہرہ ہی کا چھپانا ہے ورنہ جسم کے دوسرے حصہ پہلے بھی نامحرموں کے سامنے ظاہر نہیں کئے جاتے تھے۔

سنن ابوداؤد "کتاب الجہاد" میں ہے کہ حضرت ام خلد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کا صاحبزادہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ایک جہاد کے موقعہ پر شہید ہو گیا تھا، وہ چہرہ پر نقاب ڈالے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، ان کا یہ حال دیکھ کر کسی صحابی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا کہ تم اپنے بیٹے کا حال معلوم کرنے کے لئے آئی ہو؟ حضرت ام خلد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے جواب دیا، اگر بیٹے کے بارے میں مصیبت زدہ ہو گئی ہوں تو اپنی شرم و حیاء کھو کر ہرگز مصیبت زدہ نہ بنوں گی (یعنی حیاء کا چلا جانا ایسی ہی مصیبت زدہ کردہ بننے والی چیز ہے جیسے بیٹے کا ختم ہو جانا) حضرت ام خلد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے پوچھنے پر حضور ﷺ نے جواب دیا کہ تمہارے بیٹے کے لئے دو شہیدوں کا ثواب ہے، انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ کیوں؟ ارشاد فرمایا، اس لئے کہ اسے اہل کتاب نے قتل کیا ہے۔ (سنن ابوداؤد، جلد ۱، صفحہ ۳۳۶)

اس واقعہ سے بھی ان مغربیت زدہ مجتہدین کی تردید ہوتی ہے جو چہرہ کو پردہ سے خارج کرتے ہیں۔ ورنہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ پردہ ہر حال میں لازم ہے رنج ہو یا خوشی، نامحرم کے سامنے بے پردہ ہو کر آنا منع ہے بہت سے مرد اور عورت ایسا طرز اختیار کرتے ہیں کہ گویا ان کے نزدیک شریعت کا کوئی قانون مصیبت کے وقت لاگو نہیں ہے، جب گھر میں کوئی موت ہو جائے گی تو اس بات کو جانتے ہوئے کہ نوحہ کرنا سخت منع ہے، عورتیں زور زور سے نوحہ کرتی ہیں، جنازہ جب گھر سے باہر نکالا جاتا ہے تو عورتیں دروازے کے باہر تک اس کے پیچھے چلی آتی ہیں اور پردہ کا کچھ خیال نہیں کرتیں، خوب یاد رکھو، غصہ ہو یا رضا مندی خوشی ہو یا مصیبت، ہر حال میں احکام شریعت کی پابندی لازم ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حج و عمرہ کے مسائل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ "المحرمۃ لا تنتقب" یعنی احرام والی عورت نقاب نہ ڈالے۔ (سنن ابوداؤد، جلد ۱، صفحہ ۲۵۳)

اس سے ظاہر ہے کہ زمانہ نبوت میں عورتیں چہروں پر نقاب ڈال کر باہر نکلتی تھیں۔ یاد رہے کہ حکم یہ ہے کہ عورت حالت احرام میں چہرہ پر کپڑا نہ ڈالے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ نامحرموں کے سامنے چہرہ کھول کر پھرا کریں۔ یہ عورتوں میں مشہور ہے کہ حالت احرام میں پردہ نہیں یہ غلط ہے۔ اس غلط فہمی کو حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی ایک حدیث سے دور کر

لیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم حالت احرام میں حضور اقدس ﷺ کے ساتھ تھے، گزرنے والے اپنی سواریوں پر ہمارے پاس سے گزرتے تھے تو ہم اپنی چادر کو اپنے سر سے آگے بڑھا کر چہرہ کے سامنے لٹکا لیتے تھے۔ جب وہ لوگ آگے بڑھ جاتے تو ہم چہرہ کھول لیتے تھے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۲۳۶، از: ابی داؤد)

منہ پر کپڑا نہ لگنا اور بات ہے اور نامحرموں کے سامنے پھرنا یہ دوسری بات ہے حج یا زہرہ میں بے پردگی جائز نہیں ہو باقی۔

حضرت عکرمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی بیوی جب اپنے شوہر کو لے کر حضور ﷺ کے پاس چلیں اور راستہ میں عکرمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنی بیوی سے صحبت کرنی چاہی تو انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ تم کافر ہو اور میں مسلمان ہوں اور عکرمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا کہ یہ میری بات ماننے سے تم کو جس کام نے روکا ہے وہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت بڑا کام ہے۔ تو جب بیوی عکرمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو لے کر حضور ﷺ کے پاس پہنچی تو چہرہ پر نقاب (پردہ) تھا۔ پھر شریعت چہرہ کو کھلا رکھنے کی کیسے اجازت دے سکتی ہے۔ (حیاء الصحابہ، جلد ۱ صفحہ ۲۲۸)

۱۲۸) اے اللہ ہماری زبان اور دل کو مسلمان بنا دے

مسند احمد میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے جس طرح تم میں روزیاں تقسیم فرمائی ہیں اخلاق بھی تقسیم فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا تو اسے بھی دیتا ہے جس سے خوش ہو اور اسے بھی جس سے غضب ناک ہو، لیکن دین صرف انہی کو دیتا ہے جن سے اسے محبت ہے، پس جسے دین مل جائے یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھتا ہے، اس کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بندہ مسلمان نہیں ہوتا جب تک کہ اس کا دل اور اس کی زبان مسلمان نہ ہو جائے اور بندہ ایمان دار نہیں ہوتا جب تک کہ اس کے پڑوسی اس کی ایذاؤں سے بے فکر نہ ہو جائیں۔ لوگوں نے پوچھا، ایذا میں کیا کیا ہیں؟ فرمایا وہ کہ اور ظلم۔ سنو! جو شخص مال حرام کمائے پھر اس میں سے خرچ کرے اللہ اسے برکت سے محروم رکھتا ہے۔ اگر وہ اس میں سے صدقہ کرے تو قبول نہیں ہوتا اور جتنا کچھ مال اپنے بعد باقی چھوڑ مرے وہ سب اس کے لئے دوزخ کی آگ کا توشہ بنتا ہے۔ یاد رکھو! اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتا بلکہ برائی کو بھلائی سے مٹاتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۲ صفحہ ۵۱۶)

۱۲۹) حرام بستر کے علاوہ سب کچھ کر لیا اب میں کیا کروں

مسند احمد میں ہے کہ ایک شخص حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس آیا اور کہا کہ ایک عورت سودا لینے کے لئے آئی تھی افسوس کہ میں اسے کوٹھڑی میں لے جا کر اس سے بجز جماع کے اور ہر طرح لطف اندوز ہوا۔ اب جو حکم خدا ہو وہ مجھ پر جاری کیا جائے۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا، شاید اس کا خاوند غیر حاضر ہوگا؟ اس نے کہا، جی ہاں، یہی بات تھی۔ آپ نے فرمایا، تم جاؤ، حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے یہ مسئلہ پوچھو۔ حضرت صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بھی یہی سوال کیا۔ پس آپ نے بھی حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی طرح فرمایا، پھر وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی حالت بیان کی، آپ ﷺ نے فرمایا، شاید اس کا خاوند راہ خدا میں گیا ہوگا؟ پس قرآن کریم کی یہ آیت اتری:

﴿اقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ ط إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ط ذَلِكَ ذِكْرِي

لِلَّذِكْرِينَ ﴿۱۱۴﴾ (سورہ ہود، آیت: ۱۱۴)

تَرْجَمًا: ”دن کے دونوں سروں میں نماز پڑھو اور رات کی کئی ساعتوں میں بھی، یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیا کرتی ہیں، یہ ہے نصیحت نصیحت پکڑنے والوں کے لئے۔“

تو وہ کہنے لگا کیا یہ خاص میرے لئے ہی ہے؟ تو حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اس سے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا، نہیں! اس طرح صرف تیری ہی آنکھیں ٹھنڈی نہیں ہو سکتیں بلکہ یہ سب لوگوں کے لئے عام ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سچے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۲ صفحہ ۵۱۷)

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی کی نظر کسی غیر محرم عورت پر پڑ گئی۔ عورت کے حسن و جمال نے مرد کے دل کو اپنی طرف مائل کیا، حتیٰ کہ مرد نے مغلوب الحال ہو کر عورت کا بوسہ لے لیا۔ پھر اس پر خوفِ خدا غالب ہوا کہ میں نے تو حکم الہی کی خلاف ورزی کر لی۔ چنانچہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا سنایا۔ نبی کریم ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ اس آدمی کا رورو کر برا حال ہوا۔ ندامت کی آگ نے ان کے دل کو بے قرار کر دیا، وہ مسلسل توبہ و استغفار میں لگے رہے، حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ پر قرآن کی یہ آیت اتری:

﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۗ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلَّذِكْرِينَ ﴿۱۱۴﴾﴾

تَرْجَمًا: ”البتہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو، یہ یادگار ہے یاد کرنے والوں کے لئے۔“ (ہود: ۱۱۴)

نبی کریم ﷺ نے اس آدمی کو بلا کر خوشخبری سنائی کہ تیرا رونا دھونا قبول ہو گیا اللہ تعالیٰ نے تجھے معافی عطا فرمادی۔ اس نے پوچھا کہ یہ آیت خاص میرے لئے اتری ہے، فرمایا نہیں، سب لوگوں کے لئے ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۳۰) زبیدہ کی ایک نیکی پر مغفرت اذان کا ادب کیجئے، خاص طور سے مائیں بہنیں

زبیدہ خاتون ایک نیک ملکہ تھی۔ اس نے ”نہر زبیدہ“ بنا کر مخلوق خدا کو بہت فائدہ پہنچایا۔ اپنی وفات کے بعد وہ کسی کو خواب میں نظر آئی۔ اس نے پوچھا: زبیدہ خاتون! آپ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ زبیدہ خاتون نے جواب دیا کہ اللہ رب العزت نے بخشش فرمادی۔ خواب دیکھنے والے نے کہا کہ آپ نے ”نہر زبیدہ“ بنا کر مخلوق خدا کو فائدہ پہنچایا، آپ کی بخشش تو ہونی ہی تھی۔ زبیدہ خاتون نے کہا نہیں! نہیں! جب ”نہر زبیدہ“ والا عمل پیش ہوا تو پروردگار عالم نے فرمایا کہ کام تو تم نے خزانے کے پیسوں سے کروایا، اگر خزانہ نہ ہوتا تو نہر بھی نہ بنتی۔ مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے میرے لئے کیا عمل کیا۔ زبیدہ نے کہا، میں تو گھبرا گئی کہ اب کیا بنے گا، مگر اللہ رب العزت نے مجھ پر مہربانی فرمائی۔ مجھے کہا گیا کہ تمہارا ایک عمل ہمیں پسند آ گیا۔ ایک مرتبہ تم بھوک کی حالت میں دسترخوان پر بیٹھی کھانا کھا رہی تھی کہ اتنے میں اللہ اکبر کے الفاظ سے اذان کی آواز سنائی دی۔ تمہارے ہاتھ میں لقمہ تھا اور سر سے دوپٹہ سر کا ہوا تھا، تم نے لقمے کو واپس رکھا، پہلے دو پٹے کو ٹھیک کیا، پھر لقمہ کھایا، تم نے لقمہ کھانے میں تاخیر میرے نام کے ادب کی وجہ سے کی، چلو ہم نے تمہاری مغفرت فرمادی۔

مولانا احمد علی لاہوری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرمایا کرتے تھے کہ انسان جب اذان کی آواز سنے تو ادب کی وجہ سے خاموش ہو جائے، اذان کا جواب دے اور آخر میں مسنون دعا پڑھے۔ میرا تجربہ ہے کہ اذان کے ادب کی وجہ سے اسے موت کے وقت کلمہ پڑھنے کی توفیق نصیب ہوگی۔ (نماز کے اسرار و رموز، صفحہ ۵۵)

۱۳۱) زیادہ نیند انسان کو قیامت کے دن فقیر بنا دیتی ہے

حضرت سلیمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی والدہ ماجدہ نے آپ سے فرمایا کہ پیارے بچے! رات کو بہت نہ سویا کرو، رات کی زیادہ نیند انسان کو قیامت کے دن فقیر بنا دیتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ۲/۲۹۰)

۱۳۲) حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنے پیس کو مندرجہ ذیل

دعا سکھاتے تھے

حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد یہ کلمات پڑھتے تھے:

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْدَلِ الْعُمْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ط“ (صحیح بخاری)

ترجمہ: ”اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ پکڑتا ہوں اور بزدلی سے تیری پناہ پکڑتا ہوں اور یہ کہ میں رذیل عمر میں ڈال دیا جاؤں، اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں اور دنیا کی آزمائش اور عذابِ قبر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔“ (منہاج المسلم، صفحہ ۳۳۸)

حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ یہ دعا اپنے بچوں کو بھی سکھاتے تھے۔

۱۳۳) مناجات ابراہیم بن ادہم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

هَجَرْتُ الْخَلْقَ طَرًّا فِي هَوَاكَا وَأَيْتَمْتُ الْعِيَالَ لِكَيْ أَرَآكَ
ترجمہ: ”میں نے آپ کی محبت میں تمام دنیا کو چھوڑ دیا۔۔۔ اور آپ کی زیارت کے اشتیاق میں اپنے عیال کو یتیم کیا۔“

وَلَوْ قَطَعْتَنِي فِي أَحَبِّ أَرْبَابَا لَمَا حَنَّ الْفُؤَادُ إِلَى سِوَاكَ
ترجمہ: ”اگر آپ رگِ محبت کاٹ دیں۔۔۔ تب بھی دل آپ ہی کی طرف مائل رہے گا۔“

تَجَاوَزُ عَنْ ضَعِيفٍ قَدْ آتَاكَ وَجَاءَ رَاجِيًا يَرْجُوا نِدَاكَ
ترجمہ: ”جو ضعیف آپ کے در پر آیا ہے اس کو معاف کیجئے۔۔۔ اور جو آپ سے بخشش کی امید لگا کر آیا ہے اس کی تمنا پوری کیجئے۔“

وَأَنْ يَكُ يَا مُهَيِّمُنْ قَدْ عَصَاكَ فَمَا سَجَدْتُ لِمَعْبُودٍ سِوَاكَ
ترجمہ: ”اے غفار! اگرچہ میں آپ کی حکم عدولی کر چکا ہوں۔۔۔ مگر آپ کے سوا کسی کو سجدہ تو نہیں کیا۔“

إِلٰهِی عَبْدُكَ الْعَاصِيُ آتَاكَ مُقِرًّا بِالذُّنُوبِ وَقَدْ دَعَاكَ
ترجمہ: ”اے خدا! آپ کا نافرمان بندہ آپ کی بارگاہ۔۔۔ جسے اپنے گناہوں کا اقرار ہے اور عفو کا خواستگار ہے میں آیا ہے۔“

وَأَنْ تَغْفِرَ فَأَنْتَ لَذَالِكَ أَهْلٌ وَإِنْ تَطْرُدْ فَمَنْ بَرَحْمُ سِوَاكَ
تَرْجَمًا: ”اگر آپ بخش دیں تو آپ کی شان یہی ہے۔ اور اگر آپ دھتکار دیں تو بتائیے کون آپ کے سوا
رحم کر سکتا ہے۔“

۱۳۴) رنگ برنگی باتیں جن سے خوشبو آئے

- ۱) زیادہ باتیں وہ لوگ کرتے ہیں جن کے پاس کہنے کو کچھ نہیں ہوتا۔
- ۲) دوسروں کے آنسوؤں کو زمین پر گرنے سے پہلے اپنے دامن میں جذب کر لینا انسانیت کی معراج ہے۔
- ۳) نیک بننے کی کوشش کر دجیسے حسین بننے کی کوشش کرتے ہو۔
- ۴) اعتماد وہ شیشہ ہے جو ایک بار ٹوٹ جائے تو دوبارہ نہیں بنتا۔
- ۵) جس طرح سمندر اپنی لہروں کو اپنی حدود میں رکھتا ہے اسی طرح ماں اپنی اولاد کا ہر دکھ اپنے دل تک محدود رکھتی ہے۔
- ۶) جو یہ کہے کہ اس کی بات سچی ہے تو اس کی ہر بات جھوٹ ہوگی۔
- ۷) محنت سے بھی آدمی تھک جاتا ہے اور کاہلی سے بھی۔ مگر محنت کا نتیجہ صحت اور دولت ہے اور کاہلی کا نتیجہ بیماری اور افلاس ہے۔
- ۸) راحت کثرت آمدنی میں نہیں ہے، قلت مصارف میں ہے۔

۱۳۵) جواہر پارے

- ۱) رخصت کرنے کے بعد اپنے مہمان کی شکایت نہ کر۔
- ۲) بہادر مقابلے کے وقت آزمایا جاتا ہے۔
- ۳) کبھی بھی اپنے ماں باپ اور استاد کی شکایت نہ کر۔
- ۴) بیوی کے سامنے اس کے میسے والوں کی شکایت نہ کر۔
- ۵) اولاد کے سامنے اپنے بڑوں کی شکایت نہ کر۔
- ۶) ماں باپ کا نافرمان اپنی اولاد کی نافرمانی کا منتظر رہے۔
- ۷) بے موقع بولنے سے چپ رہنا بہتر ہے۔
- ۸) بے عزتی کی زندگی سے موت بہتر ہے۔
- ۹) بری صحبت سے دور رہنا بہتر ہے۔
- ۱۰) سب سے اچھی خیرات معاف کر دینا ہے۔
- ۱۱) سب سے اچھا نشہ خدمت خلق ہے۔
- ۱۲) سب سے بڑا بہادر بدلہ نہ لینے والا ہے۔
- ۱۳) مرد کی خوبصورتی اس کی فصاحت ہے۔
- ۱۴) غیبت عمل کو کھا جاتی ہے۔
- ۱۵) ماں باپ کا حکم چاہے ناگوار ہو قبول کر لے۔
- ۱۶) نصیحت کی بات چاہے کڑوی ہو نول کر لے۔
- ۱۷) یتیم اور بیوہ کا مال کھانے سے پریشانی آتی ہے۔
- ۱۸) خیرات سے مال میں کمی نہیں آتی۔
- ۱۹) بحث کرنے میں جاہل سے شکست کھالے۔
- ۲۰) فضول خرچی کرنے سے مفلسی آتی ہے۔
- ۲۱) بے ادبی کرنے سے بد نصیبی آتی ہے۔
- ۲۲) توبہ گناہ کو کھا جاتی ہے۔
- ۲۳) غریب کی دعوت چاہے تکلیف دہ ہو قبول کر لے۔
- ۲۴) تکبر علم کو کھا جاتا ہے۔
- ۲۵) غصہ عقل کو کھا جاتا ہے۔
- ۲۶) انصاف ظلم کو کھا جاتا ہے۔

- ۲۷ جھوٹ رزق کو کھا جاتا ہے۔
 ۲۸ دوست کو مصیبت کے وقت آزمایا جاتا ہے۔
 ۲۹ امانت دار مفلسی کے وقت آزمایا جاتا ہے۔
 ۳۰ بردبار کو غصے کے وقت آزمایا جاتا ہے۔
 ۳۱ اپنی زبان کو ذکر الہی میں مشغول رکھو۔
 ۳۲ خدا سے ڈرنے والے کی زبان گوئی ہو جاتی ہے۔
 ۳۳ خاموش زبان سینکڑوں زبانوں سے اچھی ہے۔

۱۳۶ قرآن

- ۱ قرآن..... ایک حکمت بھری کتاب ہے۔
 ۲ قرآن..... حق و باطل کے امتیاز کے لئے ہے۔
 ۳ قرآن..... نصیحت کی ایک آسان راہ ہے۔
 ۴ قرآن..... ہر قسم کے فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔
 ۵ قرآن..... ایک فیصلہ کن قوت ہے۔
 ۶ قرآن..... کوئی ہنسی کی چیز نہیں ہے۔
 ۷ قرآن..... ہی انسان کو چشم بینا دیتا ہے۔
 ۸ قرآن..... میں شفا اور رحمت کے دریا بہتے ہیں۔
 ۹ قرآن..... نے انسان کو علم و حکمت عطا کیا۔
 ۱۰ قرآن..... تاریکی سے روشنی کی طرف لاتا ہے۔
 ۱۱ قرآن..... سلامتی کی راہیں کھول دیتا ہے۔
 ۱۲ قرآن..... حق و سعادت کا مرقع ہے۔
 ۱۳ قرآن..... ایمان کا سرچشمہ اور عمل کا مرکز ہے۔
 ۱۴ قرآن..... تصفیہ معاملات کے لئے بہترین ضابطہ ہے۔
 ۱۵ قرآن..... رہنمائی اور لیڈری کے حقیقی گرتاتا ہے۔
 ۱۶ قرآن..... جملہ انسانی ضروریات کے مسائل بیان کرتا ہے۔
 ۱۷ قرآن..... فکر و عمل کی راہوں کو ہموار کرتا ہے۔
 ۱۸ قرآن..... سے مسائل زندگی سیکھو۔
 ۱۹ قرآن..... کی تصدیق پچھلی الہامی کتابیں کرتی ہیں۔
 ۲۰ قرآن..... پچھلی الہامی کتابوں کا جامع اور محافظ ہے۔
 ۲۱ قرآن..... اللہ تعالیٰ، رب کائنات و خالق جہاں کا کلام ہے۔
 ۲۲ قرآن فہمی کامیابی کی ضامن ہے، وقت کی اہم ضرورت ہے۔

۱۳۷ مسجد میں اللہ کے ذکر و عبادت میں خلل ڈالنے والا سب سے بڑا ظالم ہے

قرآن پاک کے پہلے پارے (سورہ بقرہ، آیت ۱۱۴) میں ہے:

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ الخ﴾

ترجمہ: ”جو شخص اللہ کی مسجدوں میں اللہ کا نام لینے سے روکے اس سے بڑا ظالم کوئی نہیں۔“

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نے لکھا ہے کہ اس آیت سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ مسجد میں ذکر و نماز سے روکنے کی جتنی صورتیں ہیں وہ سب ناجائز اور حرام ہیں، ان میں سے ایک صورت تو یہ کھلی ہوئی ہے کہ کسی کو مسجد میں جانے سے یا وہاں نماز و تلاوت سے صاف طور پر روکا جائے، دوسری صورت یہ ہے کہ مسجد میں شور و شغب کر کے یا مسجد کے قریب

باہرے گا بجا کر لوگوں کو نماز و ذکر وغیرہ میں خلل ڈالے، یہ بھی ذکر اللہ سے روکنے میں داخل ہے، اسی طرح تیسری صورت یہ ہے کہ اوقات نماز میں جب لوگ اپنی نوافل یا تسبیح و تلاوت وغیرہ میں مشغول ہوں مسجد میں کوئی بلند آواز سے تلاوت کرنے لگے تو یہ بھی نمازیوں کی نماز و تسبیح میں خلل ڈالنے کی ایک صورت ہے۔ اسی لئے فقہاء نے اس کو ناجائز قرار دیا ہے۔

(معارف القرآن، جلد ۱ صفحہ ۲۳۲)

اس سے اندازہ لگائیں کہ دنیا کی باتوں کا شور مسجد میں کرنا کتنا سخت گناہ ہے۔

نوٹ: موبائل جسے بندہ چھوٹا دجال کہتا ہے اس کا مسجد میں بجانا بھی اسی میں داخل ہے۔

از مرتب محمد یونس پالنپوری

۱۳۸) نمازیوں کی توجہ ہٹانے والا سزا کا مستحق ہے

حکایت: ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نماز پڑھ رہے تھے، ایک شخص کوئی چیز لے کر آیا اور اس کو صف کے آگے ڈال کر خود نماز میں شریک ہو گیا (جیسا کہ آج کل عموماً کیا جاتا ہے) فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اس کو سزا دی کہ تو نے نمازیوں کو تشویش میں ڈالا۔ (الاعتصام للشاطبی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى) اس سے معلوم ہوا کہ نمازیوں کی توجہ نماز سے ہٹا دینے والا کوئی بھی کام کرنا منع ہے۔

۱۳۹) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے والوں کے لئے سخت وعید

حدیث: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ اپنی مسجدوں میں دنیا کی باتیں کریں گے، اس لئے تم لوگ ان کے پاس مت بیٹھنا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی حاجت نہیں۔ (مشکوٰۃ: صفحہ ۷۱) فَاِنَّكَ لَا: علامہ طیبی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى لکھتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے بے تعلق ہے اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری سے نکل جاتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کو کسی کی بھی حاجت نہیں ہے۔ غور کریں اس میں کتنی بھاری دھمکی اور کیسی سخت وعید ہے، فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ دنیا کی باتیں مسجد میں مکروہ ہیں، اس سے نیکیاں جل جاتی ہیں۔

۱۴۰) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے کے لئے بیٹھنا ناجائز ہے

مسئلہ: جو دنیا کی باتیں مسجد سے باہر جائز ہیں وہ مسجد میں ناجائز ہیں۔ اور جو باتیں مسجد سے باہر ناجائز ہیں وہ مسجد میں سخت حرام ہیں۔ مثلاً غیبت کرنا، تہمت لگانا وغیرہ۔ اور "خزانة الفقہ" میں لکھا ہے کہ جو شخص مسجد میں دنیا کی باتیں کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے چالیس دن کے عمل بے کار کر دیتا ہے۔ (آداب المساجد، صفحہ ۳۸)

۱۴۱) اپنی گمشدہ چیز کے لئے مسجد میں اعلان کرنے کی مذمت

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی کو اپنی گمشدہ چیز کا اعلان مسجد میں کرتے ہوئے سنے تو اعلان سننے والا یوں کہے: اللہ تعالیٰ تیری گمشدہ چیز تجھے نہ لوٹا دے، اس لئے کہ مسجدیں ایسے اعلانوں کے واسطے نہیں بنائی گئیں۔

(مسلم شریف)

فَإِنَّكَ لَا: جب اتنے سے اعلان کی ممانعت ہے تو مستقل باتیں کرنے کے لئے بیٹھنا کتنا سخت گناہ ہوگا۔

۱۳۲) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسجد سے باہر چبوترے بنانا

حَدِيث: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد کے باہر کنارہ پر ایک چبوترے بنایا تھا اور اعلان کر دیا تھا کہ جو باتیں کرنا چاہے یا شعر پڑھنا چاہے یا آواز بلند کرنا چاہے وہ اس چبوترے پر چلا جاوے۔ (موطا امام مالک رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ)

۱۳۳) مسجد کی عظمت ارشادِ خداوندی کی روشنی میں

حَدِيث: یہود کے ایک بہت بڑے عالم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ سب سے بہتر جگہ کون سی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا اور اپنے دل میں طے کر لیا کہ جب جبریل عَلَيهِ السَّلَام آئیں گے ان سے پوچھ کر جواب دوں گا، چنانچہ حضرت جبریل عَلَيهِ السَّلَام تشریف لائے تو آپ ﷺ نے یہی سوال کیا تو جبریل عَلَيهِ السَّلَام نے عرض کیا کہ اس کا جواب مجھے معلوم نہیں لیکن دربارِ خداوندی سے معلوم کر کے جواب دوں گا۔ چنانچہ وہ پوچھنے گئے اور واپس آ کر یہ عرض کیا کہ اے محمد ﷺ اس وقت مسئلہ پوچھنے کی برکت سے خدا تعالیٰ سے اتنی نزدیکی ہوئی کہ مجھے اتنی نزدیکی کبھی نہیں ہوئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا، کتنی نزدیکی ہوئی؟ تو حضرت جبریل عَلَيهِ السَّلَام نے عرض کیا کہ میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ستر ہزار نورانی پردے رہ گئے، پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بڑی جگہ بازار ہے، اور سب سے اچھی جگہ مسجد ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۷۱)

فَإِنَّكَ لَا: غور کرنا چاہئے کہ بازار اور مسجد میں کیا فرق ہے، مسجد میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے۔ اور بازار میں دنیا کا ذکر ہوتا ہے۔ لہذا مسجد میں دنیا کا ذکر اس کو بازار بنا دیتا ہے۔ اور مسجد کو بازار بنا دینا یہی اس کی ویرانی ہے۔ (احکام المساجد، صفحہ ۱۳)

۱۳۴) ایک عام غلطی کی اصلاح

ہر محلہ میں مسجد بنانے کا حکم حدیث شریف کی روشنی میں

حَدِيث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے محلہ محلہ میں مسجدیں بنانے کا حکم فرمایا ہے اور ان کو پاک صاف رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مسند احمد)

فَإِنَّكَ لَا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجدیں زیادہ بنانا شرعاً مطلوب ہے، اس حکم نبوی کے مطابق اگر ہر محلہ میں مسجدیں بنائی جائیں (خواہ سادی ہی ہوں) تو بارش، سخت گرمی اور سردی میں بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا آسان ہو جائے، خصوصاً بوڑھے لوگوں کے لئے اور بیماروں کے لئے زیادہ سہولت ہو جائے۔ اس حدیث سے ان لوگوں کی غلطی بھی واضح ہوگئی، جو ایک گاؤں میں زیادہ مسجدیں بنانے کو اجتماعیت کے خلاف سمجھتے ہیں، اس لئے ان کا یہ خیال حدیث بالا کے خلاف ہے۔ واللہ الموفق

نوٹ: ذمہ دار علماء کرام سے درخواست

ہر مقام کے ذمہ دار علماء کرام سے درخواست ہے کہ وہ کسی نماز کے بعد لوگوں کو یہ مضمون پڑھ کر سنائیں اور مسجد میں لٹکا دیں اور جب بھی اس کو سنانے کی ضرورت محسوس کریں سنا دیا کریں۔

حضرت مفتی محمد آدم صاحب بھیلوٹی برظلہ
مدرسہ جامعہ نذیریہ، کاکوسی، شمالی گجرات

①۴۵ سادگی بذاتِ خود حسن ہے

موجودہ دور میں گھر ہو یا سڑک، کالج ہو یا دفتر، پارٹی ہو یا میلاد ہر جگہ نوجوانوں میں فیشن و سجنے سنور نے کار حجان تیزی سے پھیل رہا ہے، قیمتی لباس کو آج امارت کی نشانی سمجھا جاتا ہے، آج مہمانوں کی تواضع بھی ان کے زیب کردہ لباس کو دیکھ کر کی جاتی ہے، کیا ہم نے اپنی اصل کو کھو دیا ہے؟ کیا ہمارے مقابل ذاتی صفات کی اہمیت نہیں؟ کیا محض دکھاوے کی چاہ میں ہم سرگرداں ہو رہے ہیں؟ یہ تمام سوالات قابل غور ہیں۔

آج کے نوجوانوں کو اگر کسی تقریب میں جانا مقصود ہو تو ہفتہ بھر قبل ہی ذہن پریشانیوں کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔ لباس ایسا ہو جو قیمتی بھی ہو اور خوبصورت بھی، لباس سے میچ کرتے سینڈلز بھی نئے ہونے چاہئے، پھر جیولری بھی قیمتی ہونی چاہئے ان فیشن اور نقالی کی دوڑ میں لڑکوں نے بھی اپنے قدم پیچھے نہیں رکھے ہیں، موجودہ دور کی سب سے زیادہ استعمال کی جانے والی چیز ”موبائل“ بھی ہے، جس کا استعمال کبھی ضرورت کے تحت ہی کیا جاتا تھا مگر اب فقط فیشن کا ایک سیمپل بن کر رہ گیا ہے۔

سجنے سنور نے اور فیشن شو کو جب ٹی وی، اخبار، رسالے اور فلموں میں دکھایا جاتا ہے اور جنہیں دیکھ کر نوجوان بھی اسی دوڑ میں شامل ہو جاتے ہیں، بازاروں میں مختلف اشیاء سنگھار، میک اپ کے لوازمات اور لباس مشہور ماڈلز اور ہیرو، ہیروئین کے نام پر فروخت کئے جاتے ہیں جنہیں نوجوان لڑکے لڑکیاں نہایت جوش و خروش سے خریدتے ہیں۔

اکثر اوقات اس فیشن کے وبائی مرض میں مبتلا لوگ گھر کی خستہ حالی کو بھی فراموش کر دیتے ہیں، دیگر انتہائی اہم ضروریات کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور اپنے بے جا فیشن کی تکمیل کرتے ہیں۔ آج بیشتر لڑکیاں محض اپنے فیشن کی ضروریات کی تکمیل کی خاطر ملازمت بھی کرتی ہیں اور اسی کی خاطر سڑکوں کی خاک چھانتی ہیں۔

یہ فیشن کا مرض فقط ذات تک ہی محدود نہیں بلکہ اب گھروں کو سجانے سنوارنے کے فیشن نے بھی لوگوں کو ادھ مرا کر دیا ہے۔ بڑھتی مہنگائی اور محدود تنخواہ میں دوسروں کی نقالی کا جنون راتوں کو بے خواب کرنے لگا ہے، شاید ہم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ مصنوعی لوازمات کا بوجھ لاد کر فیشن ایبل بن جانے سے ہم ”خوبصورتی“ کے زمرے میں شامل ہو جائیں گے اور یہی ہماری سب سے بڑی بھول ہے۔

صحرا کے پیاسے کو کون بتلائے کہ دور سے چمکتے ذرے آب نہیں محض سراب ہیں اسی رات کا ایک حصہ ہیں جن میں وہ سرگرداں ہیں آج ہم نے ان ذرے احوال کو فراموش کر دیا ہے جو حقیقت کو آشکار کرتے ہیں۔ آج ہم سچے مسلمان نہیں، پھر ہمارے چہرے پر نور کیسے ہو سکتے ہیں؟ آج ہم نے خوش خلقی کو خود سے کوسوں دور کر رکھا ہے۔ ریاکاری کی دوڑ میں ہمیں اتنی

فراغت ہی دستیاب نہیں ہوئی کہ ہم کسی سے خوش گفتاری و ملنساری کے ہمراہ گفتگو کر سکیں، پھر ہم میں جاذبیت کیوں کر پیدا ہوگی؟

آج ہم نے مہمان نوازی کو فقط ایک بوجھ تصور کر لیا ہے پھر ہمارے گھر رحمت و برکت کس طرح برس سکتی ہے اور بغیر رحمت و برکت کے گھروں میں دلکشی کس صورت میں وارد ہو سکتی ہے؟

ہم ٹی وی، اخبار، رسالوں میں سچے سنورے کرداروں کو دیکھ کر ان جیسا بننے کی کوشش میں سردھڑکی بازی لگا دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ کس قدر نادانی کی بات اور حماقت ہے، ہم کیوں فراموش کر جاتے ہیں کہ ان کرداروں کا فیشن کرنا ان کی ضرورت یا مجبوری ہے۔ اگر وہ اس میں گلیسر نہیں پیدا کریں گے تو لوگ انہیں ذوق و شوق سے نہیں دیکھیں گے، لان، گاڑیاں، پارٹیاں، سجاوٹ، جاہ و حشم ناظرین کو دکھلانا ان کی ضرورت ہے تاکہ ہم ان کے پروگرام دیکھنے اور رسائل خریدنے پر مائل ہوں۔

ہم میں اس فیشن کی مہلک بیماری کو پھیلنے کی سب سے بڑی وجہ مذہب سے دوری ہے، دوسری بڑی وجہ ہوس ہے اور تیسری وجہ نقالی کا زور ہے، زندگی خواہشوں کا ایک ایسا دائرہ ہے جس میں انسان مقید ہے اور یہ لمحہ بہ لمحہ بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ ایک خواہش کے اختتام پر دوسری خواہش اس کی جگہ لے لیتی ہے۔ یوں خواہشات کا یہ طویل سلسلہ زندگی کے ساتھ چلتا ہی رہتا ہے۔ زندگی بذات خود ایک خواہش ہے، زندہ رہنے کی خواہش، دوسروں سے آگے نکل جانے کی خواہش اور بے شمار خوشیاں حاصل کرنے کی خواہش۔

انسان اپنی خواہشات کے حصول کے لئے دن رات ایک کر دیتا ہے۔ اگر خواہشات قبولیت کا لبادہ اوڑھ لے تو زندگی مسرتوں سے ہمکنار ہونے لگتی ہے۔ لیکن اگر خواہشات حسرت کی صورت میں تبدیل ہو جائے تو انسان کی زندگی دکھ اور کرب کی المناک تصویر بن جاتی ہے۔ آج ہم بھی خواہشات کے سمندر میں غوطہ زن ہو چکے ہیں۔ بیرونی ممالک کی تہذیبی، خوش رنگی ہمیں مارے ڈالتی ہے۔ رہن سہن کی آسائشوں سے لیس ہونے کے لئے ہماری خواہش قالین، صوفے، پردے غرض گھر کی سجاوٹ کے لئے ضروری ہر چیز کی خواہش اور حسرت لئے ہوئے ہے۔ اپنی ذات کے متعلق فیشن اور میک اپ ہمیں ہمہ وقت متفکر رکھتا ہے ہم نے سادگی کو خود سے دور کر لیا ہے۔ یہ ساری باتیں ہلاکت کی ہیں، ترقی کی نہیں۔

ذہن نشین رکھیں سادگی میں آسانی اور خوبصورتی دونوں ہی مضمحل ہیں۔ سادگی زندگی کو سہل اور دلکش بناتی ہے۔ جس طرح ایک کنول اپنی حقیقت کو فراموش نہ کرتے ہوئے کچھڑ میں جاذب نظر و دلکش نظر آتا ہے، اتنا حسین کسی قیمتی گلدان میں نظر نہیں آتا۔ یہی فلسفہ انسانی زندگی پر بھی صادق ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی تہذیب اور کلچر کو فراموش نہ کریں اور اپنے نفس پر قابو پانا سیکھیں۔

۱۳۶) روزی میں برکت کے لئے حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی دعاء بہت نفع بخش ہے

حضرت سلیمان بن بریدہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا، حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام نے زمین پر آنے کے بعد بیت اللہ کا طواف کیا پھر دروازہ کے سامنے دو رکعت نماز پڑھی، پھر ملتزم پر تشریف لائے اور یہ دعا پڑھی:

”اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعَلَّمُ سِرِّيَّتِي وَعَلَانِيَّتِي فَأَقْبَلْ مَعْذِرَتِي وَتَعَلَّمْ مَا فِي نَفْسِي فَأَغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَتَعَلَّمْ حَاجَتِي فَأَعْطِنِي سُوْلِي ۝ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيمَانًا يُبَاشِرُ قَلْبِي وَبِقِيْنًا صَادِقًا حَتَّى أَعْلَمَ أَنَّهُ لَا يُصِيبُنِي إِلَّا مَا كَتَبْتَ لِي وَالرِّضَاءَ بِمَا قَضَيْتَ عَلَيَّ ط“

تو حضرت آدم عَلَيْهِ السَّلَامُ پر وحی آئی کہ تم نے ایسی دعا کی جو قبول کی گئی تمہاری اولاد میں سے جو بھی یہ دعا کرے گا اس کے غم و فکر کو دور کر دوں گا اور اس کی روزی کو کافی کر دوں گا اس کے دل سے فقر کو دور کر دوں گا، اور اس کو غنی کر دوں گا، اس کی طرف اسبابِ رزق کو متوجہ کر دوں گا، اس کی طرف دنیا ذلیل ہو کر آئے گی اگرچہ وہ دنیا کو نہ چاہے گا۔

(مناسک، جلد ۲، صفحہ ۷۱، الدعاء المسنون، صفحہ ۴۴۱)

①۴۷ واہ رے واہ اللہ! سبحان تیری قدرت بلی کی تربیت کا عجیب انداز

بلی حاملہ ہوتی ہے تو وہ کونہ تلاش کرنے لگتی ہے، بچہ دینے کے لئے، اس کو اس کی ماں نے نہیں بتایا کہ تجھے بچہ دینا ہے، کسی کونے میں چھپنے کی جگہ دیکھنی ہے، کسی ٹریننگ سینٹر سے نہیں سیکھا، کسی نرسنگ ہاؤس سے ٹریننگ نہیں لی، اس کو من جانب اللہ الہام ہے کہ میں ایک ایسی جگہ بچہ دے دوں کہ وہ ضائع نہ ہو جائے۔

اس کا کوئی ٹیچر یا استاذ نہیں، اللہ کا نظام ہے، اس کو بھی ہدایت دیتا چلا آ رہا ہے، بلی کسی کونے میں جا کر بچہ دیتی ہے تو بچہ کو نہیں پتہ کہ میری ماں کی چھاتی کہاں ہے اور اس میں میری غذا ہے اس کو ماں نے نہیں بتایا۔

ماں تو خود اپنے بچے کو سینے سے لگاتی ہے اور اس کے منہ میں چھاتی دیتی ہے وہ چوستا ہے، بلی تو ایسا نہیں کرتی، اس کے بچے کی آنکھیں بند ہوتی ہیں، اس کی تقدیر اور اللہ کی ربوبیت اس کو اس کی طرف لے جا رہی ہے، اس کو چوسنے کا طریقہ بتا رہی ہے۔

ہم تو بچے کے منہ میں چوسنی دے دیتے ہیں تو اس کو چوسنے کا طریقہ آ جاتا ہے اور ان کی مختلف طریقوں سے تربیت کرتے ہیں تو وہ سیکھتا ہے، بلی کا بچہ ہے جس نے کبھی دیکھا نہیں، سنا نہیں، وہ خود بخود چھاتی کی طرف لپکتا ہے اور دودھ پیتا ہے، یہ سارے کا سارا نظام اللہ تعالیٰ غیب کے پردوں سے چلا رہا ہے۔

ایک مادہ ہے، وہ انڈے دیتی ہے، انڈے دینے کے بعد وہ کیڑے کو ڈنک مارتی ہے، ایسے ڈنک مارتی ہے کہ وہ مرے نہیں، بے ہوش ہو جائے، مر جائے تو گر جائے گا، سڑ جائے گا، اتنا ڈنک مارتی ہے کہ بے ہوش ہو جائے، مرے نہیں۔

وہ ان کیڑوں کو اپنے انڈوں کے پاس رکھ لیتی ہے اور ان کی بے ہوشی اتنی ہوتی ہے کہ جب تک وہ بچہ انڈے کے اندر سے نکلتا ہے تو پہلے سے اس کے لئے گوشت کا انتظام کیا جا چکا ہوتا ہے۔

وہ ماں چلی جاتی ہے، انڈے سے نکلنے والا بچہ جب دیکھتا ہے کہ میرے لئے کھانا تیار ہے تو پھر اس کو کھاتا ہے، پروان چڑھتا ہے، پھر اس کے پر لگتے ہیں یہ بچہ جب بڑا ہو کر انڈے دینے پر آتا ہے تو اسی کام کو کرتا ہے، جو اس کی ماں نے کیا تھا،

نہ وہ اپنی ماں کو دیکھتا ہے نہ اپنی ماں سے سنتا ہے، نہ اپنی ماں سے سیکھتا ہے۔ (اصلاحی واقعات، صفحہ ۳۹۴)

۱۳۸) ایک لڑکی نے کہا کہ میں طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے شادی کروں گی، اس لئے کہ وہ

گھر میں آتے ہیں ہنستے ہوئے اور گھر سے جاتے ہیں مسکراتے ہوئے

اور مالدار بھی ہیں

عتبہ بن ربیعہ کی لڑکی ام ابان سے حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے نکاح کا پیغام بھیجا تو انکار کر دیا، پھر حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے پیغام بھیجا تو انکار کر دیا، پھر حضرت زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے پیغام دیا تو انکار کر دیا۔ حضرت طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے پیغام دیا تو اسے قبول کر لیا۔ جب نکاح ہو رہا تھا تو حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے پردے سے اس عورت سے کہا، کہ امیر المؤمنین، حضور ﷺ کے رشتہ داروں سے تو نکاح کرنے سے انکار کر دیا، طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے کر لیا۔ جواب ملا، جیسے خدا کی مرضی! خیر طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بھی ہم سے اچھا ہے۔ بعد میں اس نے عورتوں میں بتایا کہ عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ساتھ زندگی گزارنی بہت سخت ہوگی۔ علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس صرف محبت ہی ہے، زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس صرف لاٹھی ہے، طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ساتھ زندگی گزارنے کا مزہ ہے ہنستے ہوئے گھر میں آئیں گے ہنستے ہوئے گھر سے نکلیں گے۔

حضرت طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنے حسن معاشرت کے باعث بیوی بچوں میں نہایت محبوب تھے، وہ اپنے کنبہ میں جس لطف و محبت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے اس کا اندازہ صرف اس سے ہو سکتا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ کی لڑکی ام ابان سے اگرچہ بہت سے معزز اشخاص نے شادی کی درخواست کی، لیکن انہوں نے حضرت طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو سب پر ترجیح دی، لوگوں نے وجہ پوچھی تو کہا، ”میں ان کے اوصاف حمیدہ سے واقف ہوں، وہ گھر آتے ہیں تو ہنستے ہوئے، باہر جاتے ہیں تو مسکراتے ہوئے، کچھ مانگو تو بخل نہیں کرتے اور خاموش رہو تو مانگنے کا انتظار نہیں کرتے اور اگر کوئی کام کر دو تو شکر گزار ہوتے ہیں اور خطا ہو جائے تو معاف کر دیتے ہیں۔“ (سیر الصحابہ، جلد ۲ صفحہ ۱۱۷، خصوصی بیانات مولانا یوسف صاحب، کنز العمال، ۶/۴۱۳)

۱۳۹) کن کن وقتوں میں دعاء قبول ہوتی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں

جس طرح مخصوص اوقات مقبولیت دعاء میں اثر رکھتے ہیں، اسی طرح انسان کے بعض حالات کو بھی حق تعالیٰ نے مقبولیت دعاء کے لئے مخصوص فرمایا، جن میں کوئی دعا رد نہیں کی جاتی، وہ حالات یہ ہیں:

- ۱) اذان کے وقت۔ (ابوداؤد، مستدرک)
- ۲) اذان و اقامت کے درمیان۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)
- ۳) حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح کے بعد اس شخص کے لئے جو کسی مصیبت میں گرفتار ہو اس وقت دعا کرنا بہت مجرب و مفید ہے۔ (مستدرک)
- ۴) جہاد میں صف باندھنے کے وقت۔ (ابن حبان، طبرانی، موطا)
- ۵) جہاد میں گھسان کی لڑائی کے وقت۔ (ابوداؤد)

- ۶ فرض نمازوں کے بعد۔ (ترمذی، نسائی)
- ۷ سجدہ کی حالت میں۔ (مسلم، ابوداؤد، نسائی)
- قَائِلًا: مگر فرائض میں نہیں۔
- ۸ تلاوت قرآن کے بعد۔ (ترمذی) اور بالخصوص ختم قرآن کے بعد۔ (طبرانی، ابویعلیٰ)
- اور بالخصوص پڑھنے والوں کی دعا بہ نسبت سننے والوں کے زیادہ مقبول ہے۔ (ترمذی، طبرانی)
- ۹ آب زمزم پینے کے وقت۔ (متدرک حاکم)
- ۱۰ میت کے پاس حاضر ہوتے وقت۔ یعنی جو شخص نزع کی حالت میں ہو اس کے پاس آنے کے وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے۔ (مسلم و سنن اربعہ)
- ۱۱ مرغ کے آواز کرنے کے وقت۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)
- ۱۲ مسلمانوں کے اجتماع کے وقت۔ (صحاح صحیح عن عطفیۃ الانصاریۃ)
- ۱۳ مجالس ذکر میں۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)
- ۱۴ امام کے وَلَا الضَّالِّینَ کہنے کے وقت۔ (مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)
- قَائِلًا: بظاہر امام جزری کی مراد اس سے وہ حدیث ہے جو ابوداؤد نے باب التَّشْهَدِ میں ذکر کی ہے۔ "وَ إِذَا قَرَأَ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ يُجِبْكُمْ اللَّهُ تَعَالَى" یعنی جب امام وَلَا الضَّالِّينَ کہے تو تم آمین کہو، حق تعالیٰ تمہاری دعا قبول فرمائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس موقع پر دعا سے مراد صرف آمین کہنا ہے دوسری دعا مراد نہیں۔
- ۱۵ اقامت نماز کے وقت۔ (طبرانی، ابن مردویہ)
- ۱۶ بارش کے وقت۔ (ابوداؤد، طبرانی، ابن مردویہ عن بہل بن سعد الساعدی)
- امام شافعی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کتاب الام میں فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ و تَابِعِينَ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى کا یہ عمل سنا ہے کہ بارش کے وقت خصوصیت سے دعاء مانگتے تھے۔
- ۱۷ بیت اللہ پر نظر پڑنے کے وقت۔ (ترمذی و طبرانی)

①۵۰ دعا کی قبولیت کے لئے بہت مجرب عمل

- ۱۸ سورہ انعام کی آیت کریمہ نمبر ۱۲۴ ﴿وَ إِذَا جَاءَ تَهُمْ آيَةٌ قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ حَتَّى نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ ۗ اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ ۗ﴾ میں دونوں اسم اللہ کے درمیان جو دعا کی جائے وہ بھی مقبول ہوتی ہے۔ امام جزری فرماتے ہیں ہم نے اس کا بارہا تجربہ کیا ہے اور بہت سے علماء سے اس کا مجرب ہونا منقول ہے۔
- توضیح: حاجتوں کی تکمیل کروانے کے لئے اس عمل کا شروع اس طرح کیجئے کہ مذکورہ آیت پڑھنا شروع کیجئے (جیسے: ﴿وَ إِذَا جَاءَ تَهُمْ آيَةٌ قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ حَتَّى نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ ۗ﴾ پھر اس آیت کا آگے کا حصہ چھوڑ کر اللہ سے اپنی ساری مرادیں مانگئے پھر آگے کا حصہ پڑھئے۔ ﴿اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ﴾ ان شاء اللہ ضرور بالضرور دعا

قبول ہوگی۔

(۱۵۱) ایک جیب کترے۔ نے عجیب نصیحت کی

ایک جیب کتر اشام کو اپنے استاد کے پاس دو روپے لے کر گیا۔ اس نے کہا، آج سارا دن کیا کیا۔ کہنے لگا، مال تو بہت ہاتھ آیا تھا ایک گورے کی جیب کاٹی تھی جب لے کر چلا تو خیال آیا کہ اگر قیامت کے دن عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے رسول پاک ﷺ سے گلہ کر دیا کہ آپ کے امتی نے میرے امتی کی جیب کاٹی تھی تو میں ان کو کیا منہ دکھاؤں گا تو میں نے بٹوہ اس کو واپس کر دیا۔ نافرمانوں کی ایسی شرم و حیا تھی تو فرمانبردار کیسے ہوں گے:

جو ساز سے نکلی ہے وہ سرسب نے سنی ہے جو تار پر بیتی ہے وہ بس دل کو پتہ ہے

(۱۵۲) جس اللہ کو زمین کے اوپر بھول نہ سکی تو زمین کے نیچے کیسے بھول سکتی ہوں

حضرت رابعہ بصریہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا کا انتقال ہو گیا، تو خواب میں اپنی خادمہ کو ملیں، انہوں نے کہا کہ اماں! آپ کے ساتھ کیا ہوا؟ کہا کہ میرے پاس منکر نکیر آئے، مجھ سے کہنے لگے، ”مَنْ رَبُّكَ“ تیرا رب کون ہے؟ تو میں نے ان سے کہا کہ ”مَنْ رَبُّكَ“ تمہارا رب کون ہے اور کہاں سے آئے ہو تو فرشتوں نے کہا، اپنے پروردگار کے پاس سے۔ تو حضرت رابعہ بصریہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا نے کہا، جب اتنی دور سے آنے پر تم اپنے رب کو نہیں بھولے تو میں چار ہاتھ زمین کے نیچے آ کر اپنے رب کو کیسے بھول سکتی ہوں۔

یہ نہیں کہا کہ ”رَبِّيَ اللهُ“ کہا کہ جس رب کو ساری زندگی نہیں بھولی، اس کو چار ہاتھ زمین کے نیچے آ کر کیسے بھول جاؤں گی۔ انہوں نے کہا، چھوڑو اس کا کیا حساب لینا۔

خادمہ کہنے لگی کہ آپ کی گدڑی کہاں گئی؟ گدڑی ایک لمبا سا جبہ کو کہتے ہیں جو عرب پہنتے ہیں ہمارے یہاں اس کا کوئی دستور نہیں۔

حضرت رابعہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا نے کہا تھا کہ مجھے کفن میری گدڑی میں ہی دے دینا، میرے لئے نیا کپڑا نہ لانا۔ لیکن ان کی خادمہ نے دیکھا کہ بہت عالی شان پوشاک پہنی ہوئی ہیں، کہنے لگیں، کہ وہ گدڑی کہاں گئی؟ کہا کہ اللہ نے سنبھال کر رکھ دی ہے۔ کہ قیامت کے دن میری نیکیوں میں اس کو بھی تولے گا اور اس کا بھی وزن کرے گا۔

ہمارے دور اول کی حکومتیں اسلام کے پھیلانے کا ذریعہ تھیں، ان کی تجارتیں اسلام کے پھیلانے کا ذریعہ تھیں، ہماری تجارتیں اسلام کو مٹانے کا ذریعہ ہیں۔

(۱۵۳) گنجائش والا اسلام نبھے گا اور قربانی والا اسلام چلے گا

جب ملک فتح ہو گئے اور فتوحات کے دروازے کھل گئے تو حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے بارے میں صحابہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ نے مشورہ کیا کہ اب یہ بوڑھے ہو گئے ہیں اور فتوحات ہو گئی ہیں، اب ان کی زندگی بڑی مشقت والی ہے انہیں چاہئے کہ اچھا کھائیں، اچھا لباس پہنیں، کوئی خادم رکھ لیں، جو کھانا پکایا کرے اور لباس اور آرام کا خیال کیا کرے۔ علی،

عبدالرحمن، عثمان، طلحہ، زبیر، سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ یہ چھ بڑے صحابی آپس میں مشورہ کر رہے ہیں انہوں نے کہا، بات کون کرے؟

طے یہ ہوا کہ حفصہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے کہو جو حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی بیٹی اور ام المؤمنین ہیں۔ حضرت حفصہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے پاس آئے اور بات عرض کی کہ امیر المؤمنین کو اب سختی پر نہیں رہنا چاہئے تو بڑی نرمی پر آجانا چاہئے اور ان سے بات کریں اگر مان جائیں تو ہمارا نام بتا دیجئے اگر نہ مانیں تو ہمارا نام ظاہر نہ کیجئے۔

حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ تشریف لائے، حضرت حفصہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے کہا، ابا حان! آپ بوڑھے ہو چکے ہیں اگر آپ خادم رکھ لیں جو آپ کے لئے کھانا پکایا کرے، لباس اچھا پہن لیا کریں، آپ کے پاس دور دور سے وفد آتے ہیں، کچھ آرام کر لیا کریں۔

فرمایا، حفصہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا یہ بات کس نے تجھ سے کہی ہے؟
فرمایا کہ پہلے آپ یہ بتاؤ مانتے ہو کہ نہیں۔

حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا، اگر مجھے یہ پتہ چل جائے کہ یہ بات کن لوگوں نے کہی ہے تو میں مار مار کے ان کے چہرے لہو لہان کر دوں، اے حفصہ! ”صَاحِبُ الْبَيْتِ اِدْرِي بِمَا فِيهِ“ گھر والے کو پتہ ہوتا ہے کہ گھر کا حال کیا ہے تو نبی ﷺ کی بیوی ہے، تجھے اچھی طرح یاد ہے کہ حضور اکرم ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے اور کبھی پیٹ بھر کے کھانا نہیں کھایا، اے حفصہ! تجھے اچھی طرح یاد ہے تو نے ایک مرتبہ چھوٹی سی میز پر آپ ﷺ کے لئے کھانا رکھ دیا تھا اور حضور ﷺ آئے تھے اور آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ کھانا نیچے رکھو، میں میز پر نہیں کھاؤں گا، آپ ﷺ نے کھانے کو نیچے رکھ کر کھایا تھا اور حفصہ! تجھے یاد ہے کہ حضور کے پاس ایک ہی جوڑا ہوتا تھا جسے وہ دھو کر پہنتے تھے اور کبھی ایسا ہوتا تھا کہ ابھی وہ کپڑا خشک نہیں ہوتا تھا کہ نماز کا وقت ہو جاتا تھا اور بلال رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ آ کے کہتے تھے: یا رسول اللہ! الصلوة الصلوة اور آپ ﷺ انتظار کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ جوڑا خشک ہوتا تھا اور اسی کو پہن کر جاتے تھے۔

اے حفصہ! تجھے اچھی طرح یاد ہے کہ تیرے گھر میں ایک ٹاٹ تھا جسے تو دوہرا کر کے بچھاتی تھی، رات کو آپ ﷺ کے آرام کے لئے ایک رات تو نے چوہرا کر کے بچھا دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا! اے حفصہ! اس ٹاٹ کو دوہرا کر دے، اس نے رات کو کھڑے ہونے سے مجھے روک دیا۔ اے حفصہ! تجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک عورت نے حضور ﷺ کو دو چادریں ہدیہ میں بھیجی تھیں ایک چادر پہلے بھیج دی، دوسری چادر دیر سے بھیجی، تو آپ ﷺ کے پاس کوئی کپڑا نہیں تھا اسی چادر کو آپ ﷺ نے کانٹوں سے سی کر اور گانٹھ لگا کر اسے پہن کر نماز پڑھائی تھی۔ اے حفصہ! گھر والا اچھی طرح سمجھتا ہے۔ اور پھر رونا شروع کیا۔

حضرت حفصہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی بھی چیخیں نکل رہی ہیں اور حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی بھی چیخیں نکل رہی ہیں اور فرمایا حفصہ! سن لے میری مثال اور میرے ساتھیوں کی مثال ایسی ہے، تین راہی ہیں تین مسافر ہیں ایک اٹھا منزل کو چلا، ایک راستہ پر چلا اور وہ چلتا چلتا منزل مقصود تک پہنچ گیا۔ پھر دوسرا اٹھا منزل کو چلا، ایک راستے پر چلا اور وہ چلتا چلتا منزل مقصود تک پہنچ گیا اب تیسرے کی باری ہے اور میں تیسرا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں اپنے نفس کو مجاہدے پر رکھوں گا اور دنیا کی

لذتوں سے ہٹا کر چلوں گا یہاں تک کہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل جاؤں، اگر میں نے اپنے راستے کو خدا کر دیا تو میں اپنے ساتھیوں سے نہیں مل سکتا، میں اسی طرح چلوں گا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں، حضرت حفصہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا بنت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے کہا، اے امیر المؤمنین! کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ ان (کھردرے) کپڑوں سے زیادہ نرم کپڑے پہنتے اور اپنے اس کھانے سے زیادہ عمدہ کھانا کھاتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رزق میں بڑی وسعت عطا فرمادی ہے، اور مال بھی پہلے سے زیادہ عطا فرمادیا ہے۔ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا، تمہارے خلاف دلیل تم سے ہی مہیا کرتا ہوں۔ کیا تمہیں حضور ﷺ کی مشقت اور سختی والی زندگی یاد نہیں۔ چنانچہ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ان کو حضور ﷺ کی معیشت کی تنگی کے واقعات یاد دلاتے رہے، یہاں تک کہ وہ رونے لگیں، پھر ان سے فرمایا، تم نے مجھے یہ کہا ہے لیکن میرا فیصلہ یہ ہے کہ جہاں تک میرا بس چلے گا میں مشقت اور تنگی والی حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ دونوں حضرات جیسی زندگی گزاروں گا، تاکہ مجھے آخرت میں نعمتوں اور راحتوں والی دونوں حضرات جیسی زندگی مل سکے۔ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے زہد کے باب میں اس بارے میں بہت سی مختصر اور لمبی روایتیں گزر چکی ہیں۔ (حیاء الصحابہ، جلد ۲ صفحہ ۴۷۵)

(نوٹ: الفاظ میرے ذاتی ہیں مضمون حیاة الصحابہ میں دیکھئے۔ مرتب)

۱۵۴) حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی وفات کا منظر

پھر اللہ نے دلہا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو ساتھ ملا دیا۔ جب ابو لولونے خنجر مارا اور آپ گرے، آنتیں کٹ گئیں اور خون بہنے لگا، غذا کھلائی تو آنتوں سے باہر نکل گئی، پتہ چل گیا کہ اب میں نہیں بچتا تو اپنے بیٹے کو بلایا، اے عبد اللہ جاؤ۔ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے جا کر اجازت لو۔ امیر المؤمنین! نبی ﷺ کے پڑوس میں دفن ہونا چاہتا ہے۔

وہ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے یہاں حاضر ہوئے، دروازے پر دستک دی، کہا عبد اللہ حاضر ہے، امیر المؤمنین یہ اجازت چاہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پڑوس میں دفن کئے جائیں۔

حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا رونے لگیں اور فرمانے لگیں، اے عبد اللہ! یہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھی تھی لیکن میں عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو اپنے اوپر ترجیح دوں گی، عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو لایا جائے۔

واپس جا کر اپنے ابا جان سے فرمایا، خوشخبری ہو آپ کو اجازت مل گئی۔

فرمایا، بیٹا نہیں نہیں ہو سکتا ہے کہ میری شرم میں عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے اجازت دی ہو، جب میں مر جاؤں میرے جنازے کو دروازے پر رکھنا پھر دوبارہ اجازت مانگنا، اگر اجازت دے دیں تو دفن کر دینا ورنہ مجھے عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ جب موت کا وقت قریب آیا تو بیٹے نے سر کو گود میں رکھا ہوا تھا، آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا، بیٹا میرا سر زمین پر رکھ دو۔ حضرت عبد اللہ کو سمجھ میں نہیں آیا کیا کہہ رہے ہیں۔ کہا، بیٹا! میرا سر زمین پر رکھ، اب مجھے لفظ یاد نہیں کیا لفظ فرمایا "تربت يدك" یا یوں فرمایا، "ثكلتك امك" تیری ماں تجھے روئے، تیرے ہاتھ ٹوٹے، مجھے زمین پر ڈال، میں اپنے چہرے کو خاک آلود کرنا چاہتا ہوں تاکہ میرے مولیٰ کو میرے اوپر رحم آجائے۔

یہ وہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا، میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ انتقال ہوا، نماز جنازہ پڑھی گئی، جنازہ اٹھا، حجرہ مبارک کے سامنے جنازہ رکھا گیا، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، اے ام المؤمنین! امیر المؤمنین دروازے پر آچکے ہیں اور اندر آنے کی اجازت مانگتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ”مرحبا امیر المؤمنین! مرحبا امیر المؤمنین“ بے شک امیر المؤمنین کو اندر آنے کی اجازت ہے۔ امیر المؤمنین کو اندر آنے کی اجازت ہے۔

میرے بھائیو! اللہ نے دکھا دیا کہ جو نبی ﷺ کے طریقے پر چلتا ہے، میں اسے کیسے ساتھ ملاتا ہوں، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اڑھنی سر پر رکھی اور باہر نکل گئیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ کے پڑوس میں دفن کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، میں قیامت کے دن اٹھوں گا، اور میرے دائیں طرف ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے اور بائیں طرف عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے آگے آگے اذان دیتے ہوں گے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، جب ابو لولو نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نیزے کے دو وار کئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خیال ہوا کہ شاید ان سے لوگوں کے حقوق میں کوئی ایسی کوتاہی ہوئی ہے جسے وہ نہیں جانتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان سے بہت محبت تھی، وہ اپنے قریب ان کو رکھتے تھے اور ان کی بات سنا کرتے تھے اور ان سے فرمایا، میں یہ چاہتا ہوں کہ تم یہ پتہ کرو کہ کیا میرا یہ قتل لوگوں کے مشورے سے ہوا ہے؟ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر چلے گئے۔ وہ مسلمانوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتے وہ روتے نظر آتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں واپس آ کر عرض کیا، یا امیر المؤمنین! میں جس جماعت کے پاس سے گزرا میں نے ان کو روتے ہوئے پایا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے آج ان کا پہلا بچہ گم ہو گیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا، مجھے کس نے قتل کیا ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، حضرت مغیرہ بن شعبہ کے مجوسی غلام ابو لولو نے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں (جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا کہ ان کا قاتل مسلمان نہیں بلکہ مجوسی ہے) تو میں نے ان کے چہرے میں خوشی کے آثار دیکھے اور وہ کہنے لگے، تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جس نے میرا قاتل ایسے آدمی کو نہیں بنایا جو ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہہ کر مجھ سے حجت بازی کر سکے۔ غور سے سنو! میں نے تم کو کسی عجیبی کا فر غلام کو ہمارے یہاں لانے سے منع کیا تھا لیکن تم نے میری بات نہ مانی۔ پھر فرمایا، میرے بھائیوں کو بلا لاؤ۔ لوگوں نے پوچھا، وہ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبداللہ بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ان لوگوں کے پاس آدمی بھیجا۔ پھر اپنا سر میری گود میں رکھ دیا۔ جب وہ حضرات آگئے تو میں نے کہا، یہ سب آگئے ہیں۔ تو فرمایا، اچھا! میں نے مسلمانوں کے معاملہ میں غور کیا ہے، میں نے آپ چھ حضرات کو مسلمانوں کا سردار اور قائد پایا ہے اور یہ امر خلافت صرف تم میں ہی ہوگا۔ جب تک تم سیدھے رہو گے اس وقت تک لوگوں کی بات بھی ٹھیک رہے گی۔ اگر مسلمانوں میں اختلاف ہو تو پہلے تم میں ہوگا۔ جب میں نے سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپس کے اختلافات کا ذکر کیا ہے تو میں نے سوچا کہ اگرچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں کہہ رہے ہیں کہ اگر اختلاف ہوا لیکن یہ اختلاف ضرور ہو کر رہے گا کیونکہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی چیز کہی ہو اور میں نے اسے نہ دیکھا ہو۔ پھر ان کے زخموں سے بہت سا خون نکلا

جس سے وہ کمزور ہو گئے۔ وہ چھ حضرات آپس میں چپکے چپکے باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ مجھے خطرہ ہوا کہ یہ لوگ ابھی اپنے میں سے کسی ایک سے بیعت ہو جائیں گے اس پر میں نے کہا ابھی امیر المؤمنین زندہ ہیں اور ایک وقت میں دو خلیفہ نہیں ہونے چاہئیں کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں (ابھی کسی کو خلیفہ نہ بناؤ) پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، مجھے اٹھاؤ۔ چنانچہ ہم نے ان کو اٹھایا پھر انہوں نے فرمایا، تم لوگ تین دن مشورہ کرو اور اس عرصہ میں حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو نماز پڑھاتے رہیں۔ ان حضرات نے پوچھا، ہم کن سے مشورہ کریں، انہوں نے فرمایا، مہاجرین اور انصار سے اور یہاں جتنے لشکر ہیں ان کے سرداروں سے۔ اس کے بعد تھوڑا سا دودھ منگایا اور اسے پیا تو دونوں زخموں میں سے دودھ کی سفیدی باہر آنے لگی جس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سمجھ لیا کہ موت آنے والی ہے۔ پھر فرمایا، اب اگر میرے پاس ساری دنیا ہو تو میں اسے موت کے بعد آنے والی ہولناک منظر کی گھبراہٹ کے بدلے میں دینے کو تیار ہوں۔ لیکن مجھے اللہ کے فضل سے امید ہے کہ میں خیر ہی دیکھوں گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا، آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس کا بہترین بدلہ اللہ آپ کو عطا فرمائے، کیا یہ بات نہیں ہے کہ جس زمانے میں مسلمان مکہ میں خوف کی حالت میں زندگی گزار رہے تھے، اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی تھی کہ آپ کو ہدایت دے کر اللہ تعالیٰ دین کو اور مسلمانوں کو عزت عطا فرمائے۔ جب آپ مسلمان ہوئے تو آپ کا اسلام عزت کا ذریعہ بنا اور آپ کے ذریعہ سے اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کھلم کھلا سامنے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو ہجرت فرمائی اور آپ کی ہجرت فتح کا ذریعہ بنی۔ پھر جتنے غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین سے قتال فرمایا آپ کسی سے غیر حاضر نہ ہوئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ وہ آپ سے راضی تھے۔ پھر آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ رسول کی خوب زور دار مدد کی اور ماننے والوں کو لے کر آپ نے نہ ماننے والوں کا مقابلہ کیا، یہاں تک کہ لوگ طوعاً و کرہاً اسلام میں داخل ہو گئے (بہت سے لوگ خوشی سے داخل ہوئے، کچھ ماحول اور حالات سے مجبور ہو کر داخل ہوئے) پھر ان خلیفہ کا اس حال میں انتقال ہوا کہ وہ آپ سے راضی تھے۔ پھر آپ کو خلیفہ بنایا گیا اور آپ نے اس ذمہ داری کو اچھے طریقہ سے انجام دیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ سے بہت سے نئے شہر آباد کرائے (جیسے کوفہ اور بصرہ) اور (مسلمانوں کے لئے روم فارس کے) سارے اموال جمع کر دیئے اور آپ کے ذریعہ دشمن کا قلع قمع کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے ہر گھر میں آپ کے ذریعہ دین کو بھی ترقی عطا فرمائی اور رزق میں بھی وسعت عطا فرمائی اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتمہ میں شہادت کا مرتبہ عطا فرمایا، یہ مرتبہ شہادت آپ کو مبارک ہو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اللہ کی قسم! تم (ایسی باتیں کر کے) جسے دھوکہ دے رہے ہو اگر وہ ان باتوں کو اپنے لئے مان جائے گا تو وہ واقعی دھوکہ کھانے والا انسان ہے، پھر فرمایا اے عبد اللہ! کیا تم قیامت کے دن اللہ کے سامنے بھی میرے حق میں ان تمام باتوں کی گواہی دے سکتے ہو؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا، جی ہاں! تو فرمایا، اے اللہ! تیرا شکر ہے (کہ میری گواہی دینے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تیار ہو گئے ہیں، پھر فرمایا)، اے عبد اللہ بن عمر! میرے رخسار کو زمین پر رکھ دو، (حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں) میں نے ان کا سر اپنی ران سے اٹھا کر اپنی پنڈلی پر رکھ دیا۔ تو فرمایا، نہیں! میرے رخسار کو زمین پر رکھ دو۔ چنانچہ انہوں نے اپنی داڑھی اور رخسار کو اٹھا کر زمین پر رکھ دیا، اور فرمایا: او عمر! اگر اللہ نے تیری مغفرت نہ کی تو پھر اے عمر! تیری بھی ہلاکت ہے اور تیری ماں کی بھی ہلاکت ہے، اس کے بعد ان کی روح پرواز کر گئی۔ رحمہ اللہ۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال

ہو گیا تو ان حضرات نے حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس پیغام بھیجا۔ انہوں نے کہا، حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ! آپ لوگوں کو حکم دے گئے ہیں کہ آپ لوگ مہاجرین اور انصار سے اور جتنے لشکر یہاں موجود ہیں ان کے امراء سے مشورہ کریں۔ اگر آپ لوگ یہ کام نہیں کرو گے تو میں آپ لوگوں کے پاس نہیں آؤں گا، جب حضرت حسن بصری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے انتقال کے وقت کے عمل کا اور ان کے اپنے رب سے ڈرنے کا تذکرہ کیا گیا تو انہوں نے کہا، مؤمن ایسے ہی کیا کرتا ہے کہ عمل بھی اچھے طریقے سے کرتا ہے اور اللہ سے بھی ڈرتا ہے اور منافق عمل بھی برے کرتا ہے اور اپنے بارے میں دھوکہ میں مبتلا رہتا ہے، اللہ کی قسم! گزشتہ زمانے میں اور موجودہ زمانے میں نے یہی پایا کہ جو بندہ اچھے عمل میں ترقی کرتا ہے وہ اللہ سے ڈرنے میں بھی ترقی کرتا ہے اور جو برے عمل میں ترقی کرتا ہے اس کا اپنے بارے میں دھوکہ بھی بڑھتا جاتا ہے۔

حضرت عمرو بن میمون حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے کہا، دیکھو! مجھ پر کتنا قرض ہے، اس کا حساب لگاؤ۔ انہوں نے کہا، چھیا سی ہزار (۸۶۰۰۰)۔ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا، اگر عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے خاندان کے مال سے یہ قرضہ ادا ہو جائے تو ان سے مال لے کر میرا یہ قرضہ ادا کر دینا۔ ورنہ (میری قوم) بنو عدی بن کعب سے مانگنا۔ اگر ان کے مال سے میرا تمام قرضہ اتر جائے تو ٹھیک ہے ورنہ (میرے قبیلہ) قریش سے مانگنا ان کے بعد کسی اور سے نہ مانگنا اور میرا قرضہ ادا کر دینا۔ اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی خدمت میں جا کر سلام کرو اور ان سے کہو، عمر بن خطاب اپنے ساتھیوں (حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ساتھ حجرہ مبارک میں) دفن ہونے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ عمر بن خطاب کہنا اور اس کے ساتھ امیر المؤمنین نہ کہنا، کیونکہ میں آج امیر المؤمنین نہیں ہوں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کی خدمت میں گئے تو دیکھا کہ وہ بیٹھی رو رہی ہیں۔ سلام کر کے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ عمر بن خطاب اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا، اللہ کی قسم! میں نے اس جگہ دفن ہونے کی اپنے لئے نیت کی ہوئی تھی، لیکن میں آج حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو اپنے اوپر ترجیح دوں گی۔ (یعنی ان کو اجازت ہے) جب حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ واپس آئے تو حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا، تم کیا جواب لائے ہو؟ حضرت عبداللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا، انہوں نے آپ کو اجازت دے دی ہے۔ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا (اس وقت) میرے نزدیک اس کام سے زیادہ ضروری کوئی چیز نہیں ہے۔ پھر فرمایا جب میں مر جاؤں تم میرے جنازے کو اٹھا کر (حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے دروازے کے سامنے) لے جانا۔ پھر ان سے دوبارہ اجازت طلب کرنا اور یوں کہنا کہ عمر بن خطاب (حجرہ میں دفن ہونے کی) اجازت مانگ رہے ہیں اور اگر اجازت دے دیں تو مجھے اندر لے جانا (اور اس حجرہ میں دفن کر دینا) اور اگر اجازت نہ دیں تو مجھے واپس کر کے مسلمانوں کے عام قبرستان میں دفن کر دینا۔ جب حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے جنازے کو اٹھایا گیا تو (سب کی چیخیں نکل گئیں اور) ایسا لگا کہ جیسے آج ہی مسلمانوں پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے سلام کر کے عرض کیا کہ عمر بن خطاب (اندر دفن ہونے کی) اجازت طلب کر رہے ہیں۔ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے اجازت دے دی اور اس طرح اللہ نے حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ساتھ دفن ہونے کا شرف عطا فرما دیا۔ جب

حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے انتقال کا وقت قریب آیا تو لوگوں نے کہا، آپ کسی کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیں تو فرمایا میں (ان چھ آدمیوں کی) اس جماعت سے زیادہ کسی کو بھی امر خلافت کا حقدار نہیں پاتا ہوں کہ حضور ﷺ کا اس حال میں انتقال ہوا تھا کہ وہ ان چھ سے راضی تھے۔ یہ جسے بھی خلیفہ بنا لیں وہی میرے بعد خلیفہ ہوگا۔ پھر حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کے نام لئے۔ اگر خلافت حضرت سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو ملے تو وہی اس کے مستحق ہیں ورنہ ان میں سے جسے بھی خلیفہ بنایا جائے وہ ان سے مدد حاصل کرتا رہے کیونکہ میں نے ان کو (کوئی خلافت سے) کسی کمزوری یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا اور حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے (اپنے بیٹے) عبداللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے لئے یہ طے کیا کہ یہ چھ حضرات ان سے مشورہ لے سکتے ہیں لیکن ان کا خلافت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ جب یہ چھ حضرات جمع ہوئے تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا، اپنی رائے کو تین آدمیوں کے حوالے کر دو۔ چنانچہ حضرت زبیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنا اختیار حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو اور حضرت طلحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو اور حضرت سعد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو دے دیا۔ جب ان تینوں کو اختیار مل گیا تو ان تینوں نے اکٹھے ہو کر مشورہ کیا اور حضرت عبدالرحمن نے کہا، کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ یہ فیصلہ میرے حوالہ کر دو اور میں اللہ سے اس بات کا عہد کرتا ہوں کہ تم میں سے سب سے افضل آدمی کی اور مسلمانوں کے لئے سب سے زیادہ مفید شخص کی تلاش میں کمی نہیں کروں گا۔ دونوں حضرات نے کہا، ہم دونوں تیار ہیں۔ پھر حضرت عبدالرحمن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے تنہائی میں بات کی اور کہا کہ آپ کو حضور ﷺ سے رشتہ داری بھی حاصل ہے اور اسلام میں سبقت بھی۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر آپ کو خلیفہ بنا دیا جائے تو کیا آپ انصاف کریں گے؟ اور اگر میں حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو خلیفہ بنا دوں تو کیا آپ ان کی بات سنیں گے اور مانیں گے؟ حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا، جی ہاں۔ پھر حضرت عبدالرحمن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے تنہائی میں بات کی اور ان سے بھی یہی پوچھا۔ حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے جواب میں کہا، جی ہاں۔ پھر حضرت عبدالرحمن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے کہا، اے عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ! آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں، چنانچہ انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور حضرت عبدالرحمن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ان سے بیعت کی۔ پھر حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور باقی لوگوں نے بیعت کی۔

حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے بھی یہ روایت ہے کہ جب حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی موت کا وقت قریب آیا تو آپ نے کہا، (حضرت) علی، (حضرت) طلحہ، (حضرت) زبیر، (حضرت) عثمان اور (حضرت) عبدالرحمن بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ) کو میرے پاس بلا کر لاؤ چنانچہ یہ حضرات آگئے، ان حضرات میں سے صرف حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اور حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے گفتگو فرمائی۔ چنانچہ حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے فرمایا، اے علی! یہ حضرات آپ کی حضور ﷺ سے رشتہ داری کو اور ان کے داماد ہونے کو بھی جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو علم اور فقہ عطا فرمایا ہے اسے بھی جانتے ہیں، لہذا اگر آپ کو خلیفہ بنا دیا جائے تو اللہ سے ڈرتے رہنا اور بنو فلاں (یعنی بنو ہاشم) کو لوگوں کی گردنوں پر نہ بٹھا دینا۔ پھر حضرت عثمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے فرمایا، اے عثمان! یہ حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ حضور ﷺ کے داماد ہیں اور آپ کی عمر زیادہ ہے اور آپ بڑی شرافت والے ہیں، لہذا اگر آپ کو خلیفہ بنا دیا جائے تو اللہ سے ڈرتے رہنا اور بنو فلاں

(یعنی اپنے رشتہ داروں) کو لوگوں کی گردنوں پر نہ بٹھا دینا۔ پھر فرمایا، حضرت صہیب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو میرے پاس بلا کر لاؤ (وہ آئے تو) ان سے فرمایا، تم لوگوں کو تین دن نماز پڑھاؤ۔ یہ (چھ) حضرات ایک گھر میں جمع رہیں، اگر یہ حضرات کسی ایک کے خلیفہ ہونے پر متفق ہو جائیں تو جو ان کی مخالفت کرے اس کی گردن اڑا دینا۔

حضرت ابو جعفر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حضرات شوری سے فرمایا آپ لوگ اپنے امر خلافت کے بارے میں مشورہ کریں۔ (اور اگر رائے میں اختلاف ہو اور چھ حضرات) اگر دو اور دو اور دو ہو جائیں یعنی تین آدمیوں کو خلیفہ بنانے کی رائے بن رہی ہو تو پھر دوبارہ مشورہ کرنا اور اگر چار اور دو ہو جائیں تو زیادہ کی یعنی چار کی رائے کو اختیار کر لینا۔ حضرت اسلم حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا، اگر رائے کے اختلاف کی وجہ سے یہ حضرات تین اور تین ہو جائیں تو جدھر حضرت عبدالرحمن بن عوف ہوں ادھر کی رائے اختیار کر لینا اور ان حضرات کے فیصلہ کو سننا اور ماننا۔

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنی وفات سے تھوڑی دیر پہلے حضرت ابو طلحہ انصاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو بلا کر فرمایا: اے ابو طلحہ! تم اپنی قوم انصار کے پچاس آدمی نے کر ان حضرات شوری کے ساتھ رہنا میرا خیال یہ ہے کہ یہ اپنے میں سے کسی ایک کے گھر جمع ہوں گے تم ان کے دروازے پر اپنے ساتھی لے کر کھڑے رہنا اور کسی کو اندر نہ جانے دینا اور نہ ان کو تین دن تک چھوڑنا یہاں تک کہ یہ حضرات اپنے میں سے کسی کو امیر مقرر کر لیں۔ اے اللہ! تو ان میں میرا خلیفہ ہے۔ (الفاظ ذاتی ہیں، مضمون دیکھئے حیاة الصحابة، جلد ۲ صفحہ ۴۷ سے ۵۲)

۱۵۵ حل مشکلات کا نبوی نسخہ

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ مشکل میں یہ دعا فرماتے:

”اللَّهُمَّ لَا سَهْلَ إِلَّا مَا جَعَلْتَهُ سَهْلًا وَأَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزْنَ إِذَا شِئْتَ سَهْلًا ط“

تَرْجَمًا: ”اے اللہ! کچھ آسان نہیں مگر جسے آپ آسان بنا دیں، آپ غم کو جب چاہیں آسان بنا دیں۔“

(ابن حبان، جلد ۳ صفحہ ۹۷، ابن سنی، ۳۱۱، بسند صحیح)

۱۵۶ ہر رنج و غم دور کرنے کا نبوی نسخہ

حضرت مکحول رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ جو یہ کہے گا، اللہ اس کے حق میں مصائب و آلام کے ستر دروازے بنا کر دے گا (یعنی تمام دروازے) جس کا ادنیٰ فقر ہے۔

”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا مَنجَا مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ط“

تَرْجَمًا: ”نہ کوئی قوت ہے، نہ طاقت ہے، سوائے اللہ کے۔ نہ کوئی جائے پناہ ہے اللہ سے مگر اسی کی طرف۔“

(ابو نعیم، جلد ۳، صفحہ ۱۵۶، ابن ابی شیبہ، جلد ۱۰، صفحہ ۴۲۹)

۱۵۷ فقر دور کرنے کا نبوی نسخہ

حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، تم کو اس بات سے کون سی چیز روکتی ہے کہ

جب تنگی معیشت ہو تو جب گھر سے نکلو تو پڑھو:

”بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی نَفْسِيْ وَمَالِيْ وَدِيْنِيْ ۝ اَللّٰهُمَّ رَضِيْنِيْ بِقَضَائِكَ وَبَارِكْ لِيْ فِيمَا قَدَّرَكِيْ حَتّٰى لَا اُحِبُّ تَعْجِيْلَ مَا اَخَّرْتَ وَلَا تَاخِيْرَ مَا عَجَّلْتَ ۝“

ترجمہ: ”اللہ کا نام اپنی جان، مال و دین پر، اے اللہ اپنے فیصلہ سے مجھے راضی فرما دے اور جو مقدر فرمائیں اس میں برکت عطا فرماتا کہ جسے آپ تاخیر سے دیں اس میں جلدی اور جسے آپ جلدی نوازیں اس میں تاخیر میں نہ چاہوں۔“ (نزل الابرار، صفحہ ۲۶۳، ابن سنی، صفحہ ۳۵۰)

۱۵۸) امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ ﷺ نے خواب میں عجیب دعا سکھائی

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وظیفہ مقرر تھا، ایک لاکھ درہم۔ ایک ماہ وظیفہ آنے میں دیر ہوگئی اور بڑی تنگی آئی تو خیال آیا کہ خط لکھ کر یاد دلاؤں قلم اور دوات منگوا یا پھر یکدم چھوڑ دیا، قلم کاغذ سرہانے رکھ کر سو گئے، خواب میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا، حسن! میرے بیٹے ہو کر مخلوق سے مانگتے ہو؟ کہا، تنگی آگئی ہے۔

تو فرمایا، تو میرے اللہ سے کیوں نہیں مانگتا؟

کہاں، کیا مانگوں؟

حضور ﷺ نے خواب میں مندرجہ ذیل دعا سکھائی:

”اَللّٰهُمَّ اَقْذِفْ فِیْ قَلْبِيْ رَجَاءَ كَ، وَاَقْطَعْ رَجَائِيْ عَمَّنْ سِوَاكَ حَتّٰى لَا اَرْجُوْا اَحَدًا غَيْرَكَ ۝ اَللّٰهُمَّ وَمَا ضَعُفْتُ عَنْهُ قُوَّتِيْ وَقَصُرَ عَنْهُ اَمَلِيْ، وَلَمْ تَنْتَه اِلَيْهِ رَغْبَتِيْ وَلَمْ تَبْلُغْهُ مَسْأَلَتِيْ وَلَمْ يَجْرِ عَلٰی لِسَانِيْ مِمَّا اَعْطَيْتْ اَحَدًا مِّنْ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ مِّنَ الْيَقِيْنِ فَحُصِّنِيْ بِهٖ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ۝“

ترجمہ: ”اے اللہ! ہمارے دل کو اپنی امیدوں سے وابستہ فرما، اور اپنے علاوہ سے ہماری امیدیں ختم فرما، یہاں تک کہ تیرے علاوہ کسی سے امید نہ ہو۔ اے اللہ! میری قوت کمزور ہوگئی، امید ختم ہوگئی اور میری رغبت تیری طرف ختم نہیں ہوئی، نہ میرا سوال تجھ تک پہنچ سکا اور میری زبان پر وہ یقین نہ جاری ہو سکا جو تو نے اولین و آخرین کو دیا۔ اے رب العالمین! مجھے جیسی اس کے ساتھ خاص کر دے۔“

کیا زبردست دعا ہے، بیٹا یہ دعا مانگ، چند دن کے بعد ایک لاکھ کے بجائے پندرہ لاکھ پہنچ گیا۔

(الارج، ابن ابی الدنیا ۳/۸۶، الدعاء المسنون، صفحہ ۵۲)

۱۵۹) نعت از قاری محمد طیب رحمہ اللہ تعالیٰ

نبی اکرم شفیع اعظم، دکھے دلوں کا سلام لے لو

تمام دنیا کے ہم ستارے، کھڑے ہوئے ہیں پیام لے لو

شکتہ کشتی ہے تیز دھارا، نظر سے روپوش ہے کنار
 نہیں ہے کوئی ناخدا، ہمارا، خبر تو عالی مقام لے لو
 قدم قدم پہ ہے خوف رہزن، زمین بھی دشمن فلک بھی دشمن
 زمانہ ہم سے ہوا ہے بدظن، تم ہی محبت سے کام لے لو
 عجیب مشکل میں کارواں ہے، نہ کوئی جاوہ ہے نہ پاساں ہے
 بشکل رہبر چھپے ہیں رہزن، اٹھو ذرا انتقام لے لو
 کبھی تقاضا وفا کا ہم سے، کبھی مذاق جفا ہے ہم سے
 تمام دنیا خفا ہے ہم سے، خبر تو خیر الانام لے لو
 یہ کیسی منزل پہ آگئے ہیں نہ کوئی اپنا نہ ہم کسی کے
 تم اپنے دامن میں آج آقا تمام اپنے غلام لے لو
 یہ دل میں ارماں ہے اپنے یونس مزارِ اقدس پہ جا کے ایک دن
 سناؤں ان کو میں حال دل کا، کہوں میں ان سے سلام لے لو
 نبی اکرم شفیع اعظم، دیکھے دلوں کا سلام لے لو
 تمام دنیا کے ہم ستائے، کھڑے ہوئے ہیں پیام لے لو

قاری محمد طیب صاحب رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى

۱۶۰) یار رہے یار تو میرا

یار رہے یا رب تو میرا اور میں تیرا یار رہوں
 مجھ کو فقط تجھ سے ہو محبت خلق سے میں بیزار رہوں
 ہر دم ذکر و فکر میں تیرے مست رہوں سرشار رہوں
 ہوش رہے نہ مجھ کو کسی کا تیرا مگر ہوش یار رہے
 اب تو رہے تادم آخر وردِ زبان اے میرے الہ
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 تیرے سوا معبود حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
 تیرے سوا مقصود حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
 تیرے سوا موجود حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
 تیرے سوا مشہود حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں

اب تو رہے تادم آخر وردِ زبان اے میرے الہ
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

دونوں جہاں میں جو کچھ ہے سب ہے تیرے زیرِ نگیں
جن و انس و حور و ملائک عرش و کرسی چرخ و زمیں
کون و مکان میں لائقِ سجدہ تیرے سوا اے نورِ مبیں
کوئی نہیں ہے کوئی نہیں کوئی نہیں ہے کوئی نہیں

اب تو رہے تا دم آخر وردِ زباں اے میرے الہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پر سب گھر بار لٹا دوں خانہ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگا دوں غم سے تیرے دل شاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے

اب تو رہے تادم آخر وردِ زباں اے میرے الہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

تیرا گدا بن کر میں کسی کا دست نگر اے شاہ نہ ہوں
بندۂ مال و زر نہ بنوں طالبِ عز و جاہ نہ ہوں
راہ پہ تیری پڑ کے قیامت تک میں کبھی بے راہ نہ ہوں
چین نہ لوں میں، جب تک رازِ وحدت سے آگاہ نہ ہوں

اب تو رہے تا دم آخر وردِ زباں اے میرے الہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

یار رہے یا رب تو میرا اور میں تیرا یار رہوں
مجھ کو فقط تجھ سے ہو محبت خلق سے میں بیزار رہوں

①۶۱ اللہ نے کان دودئیے ہیں (یعنی زیادہ سنو) زبان ایک دی ہے (یعنی ڈھنگ کا

بولو اور کم بولو) سخت بات سے اصلاح نہیں ہوتی

نرم اور میٹھی بات کرنے کے لئے حق تعالیٰ نے بغیر ہڈی کے زبان بنائی ہے، جس طرح زبان میں ہڈی نہیں ہوتی اسی
طرح تمہاری بات میں بھی ہڈی نہیں ہونی چاہئے، کیونکہ سخت بات سے عام طور پر اصلاح نہیں ہوتی۔

①۶۲ اللہ تک پہنچنے کے لئے بے شمار راستے ہیں

جب بندہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ بھی اسے قرب عطا فرماتے ہیں، حدیث پاک میں ہے:

”مَنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا.“

ترجمہ: ”جو میری طرف ایک باشت بڑھتا ہے، میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں، جو میری طرف چل کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔“

دیکھئے! کس قدر پیار ہے اللہ کو اپنے بندوں سے لیکن اپنی طرف سے طلب تو ہو، وہ تو اس قدر مہربان ہے کہ ہماری طرف سے طلب میں ضرور دستگیری فرماتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط﴾ (بارہ ۲۱، سورۃ العنکبوت، آیت ۶۹)

ترجمہ: ”اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقت برداشت کرتے ہیں ہم ان کو اپنے راستے ضرور دکھلاتے ہیں۔“
یعنی جو لوگ راہ خدا میں جدوجہد کرتے ہیں، ان کے لئے راستے کھول دیئے جاتے ہیں۔ بزرگوں کا قول ہے:

”طرق الوصول الى الله بعدد انفس الخلاق“

معلوم ہوا کہ اللہ تک پہنچنے کے لئے بے شمار راستے ہیں، ضروری نہیں کہ ہر ایک کے لئے ایک ہی طریقہ ہو، بلکہ حالات و صلاحیت کے لحاظ سے الگ الگ ہو سکتا ہے، عالم کے لئے الگ، اللہ کے علم والے کے لئے الگ، اور کم فرصت والے کے لئے الگ الگ طریقے ہوں گے۔ تاہم شرط ایک ہے، طلب ہو، اس کی فکر اور لگن ہو۔

①۶۳ طلب مجنوں کی طرح

در راہ لیلیٰ خطرہ است بجاں شرط اول آنکہ تو مجنوں باشی
لیلیٰ کی راہ میں جان کو خطرہ ہے، شرط یہ ہے کہ تو مجنوں بن جائے۔

لہذا پہلے ہمیں اللہ کی راہ کا مجنوں بننا پڑے گا، اور جس کے پاس اللہ کی محبت ہے، اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا پڑے گا، علماء، صلحاء، اور بزرگوں کے پاس، ان کی مجلسوں میں آنا جانا ہوگا، پھر انشاء اللہ تم کو بھی وہ محبت کی آگ لگ جائے گی، اس کے بعد تو دل کی دنیا بدل جائے گی۔

جو خاصیت آگ کی ہے وہ خاصیت عشق کی ہے ایک خانہ بہ خانہ ہے ایک سینہ بہ سینہ ہے
دنیا کی آگ سے جو قریب ہوتا ہے وہ آگ اس کو جلا دیتی ہے، اس طرح جن اللہ والوں کے دلوں میں عشق کی آگ ہے وہ ان سے قریب ہوتا ہے۔

①۶۴ اصلی اور نقلی مجنوں

ایک دفعہ مجنوں ایک جگہ پر بیٹھا لیلیٰ لیلیٰ کر رہا تھا، لیلیٰ نے اپنے خادم کو دودھ دے کر بھیجا کہ مجنوں کو پہنچا آؤ۔ ایک شخص نے دیکھا کہ مجنوں کے لئے دودھ جا رہا ہے، راستہ میں بناوٹی مجنوں بن کر بیٹھ گیا، خادم نے مجنوں سمجھ کر اس کو ہی دودھ دے دیا اور اس نے پی لیا۔ خادم جب واپس پہنچا تو لیلیٰ نے پوچھا: کیا ہوا؟ اس نے کہا مجنوں کو دے دیا اور اس نے پی لیا۔ دوسری دفعہ پھر بھیجا، پھر وہی بناوٹی مجنوں پی گیا۔ تیسرے دن بھی وہی پی گیا۔ لیلیٰ نے سوچا کہ امتحان لینا چاہئے۔ چنانچہ خادم کو چھری اور گلاس دے کر بھیجا اور کہا کہ جاؤ، مجنوں سے کہنا کہ لیلیٰ بیمار ہے اور حکیم نے کہا ہے کہ مجنوں کا خون پئے گی تو

صحت یاب ہوگی، لہذا لیلیٰ کو تیرے خون کی ضرورت ہے۔ اب خادم نے اس سے جا کر کہا، اس نے کہا کہ بھائی! میں تو دودھ پینے والا مجنوں ہوں، خون دینے والا مجنوں نہیں۔ وہ تو جنگل میں بیٹھا ہے، چنانچہ خادم اصل مجنوں کے پاس پہنچا تو اس نے فوراً اپنے بدن پر چاقو چلایا، لیکن خون نہیں نکلا کیونکہ لیلیٰ کے عشق میں اس کے بدن کا سارا خون ختم ہو گیا تھا۔

عشق مولیٰ کے کم از عشق لیلیٰ بود . کوئے گشتن بہراو اولیٰ بود

اندازہ لگائیے کہ لیلیٰ کے عشق میں مجنوں کتنا بے قرار ہوا کہ اس کے بدن کا سارا خون ختم ہو گیا، یہ دنیا کی محبت کا حال ہے، اصل اللہ کی محبت حاصل کرنی چاہئے۔

①۶۵) محبت الہی کے ساتھ محبت نبوی

اللہ کی محبت کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کی محبت بھی پیدا کرنی ضروری ہے۔ حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ“ (مسلم شریف، ۴۹)

تَرْجَمَةً: ”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتا، جب تک کہ اس کے والد، اولاد اور سارے لوگوں کے مقابلہ میں میں سب سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔“

یعنی جب ہر ایک کے مقابلہ میں سب سے زیادہ مجھ سے محبت ہوگی تو ہی اتباع و اطاعت ہو سکے گی، جس کو اطاعت کی توفیق مل جائے، نماز و روزہ کی توفیق ہو جائے تو فخر نہیں کرنا چاہئے، اور جو نماز اور زکوٰۃ کا پابند نہیں ہے، اس کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ پیار و محبت سے سمجھانا چاہئے تاکہ اطاعت والی زندگی میں رنگ آجائے۔

①۶۶) عرش جب میدانِ محشر میں اترے گا سارے فرشتے عجیب تسبیح پڑھیں گے

وہ تسبیح مندرجہ ذیل ہے

امام ابن جریر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے یہاں پر ایک لمبی حدیث لکھی ہے جس میں صور وغیرہ کا مفصل بیان ہے جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہیں۔ مسند وغیرہ میں یہ حدیث ہے، اس میں ہے کہ جب لوگ گھبرا اٹھیں گے تو انبیاء عَلَيْهِمُ السَّلَامُ سے شفاعت طلب کریں گے۔ حضرت آدم عَلَيْهِ السَّلَامُ سے لے کر ایک ایک پیغمبر کے پاس جائیں گے اور وہاں سے صاف جواب پائیں گے، یہاں تک کہ ہمارے نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس پہنچیں گے۔ آپ ﷺ جواب دیں گے کہ میں تیار ہوں، میں ہی اس کا اہل ہوں۔ پھر آپ ﷺ جائیں گے اور عرش تلے سجدے میں گر پڑیں گے اور اللہ تعالیٰ سے سفارش کریں گے کہ وہ بندوں کا فیصلہ کرنے کے لئے تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی شفاعت قبول فرمائے گا اور بادلوں کے سائبان میں آئے گا۔ آسمان دنیا ٹوٹ جائے گا اور اس کے تمام فرشتے آجائیں گے۔ پھر دوسرا بھی پھٹ جائے گا اور اس کے فرشتے بھی آجائیں گے۔ اسی طرح ساتوں آسمان شق ہو جائیں گے اور ان کے فرشتے آجائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا عرش اترے گا اور بزرگ تر فرشتے نازل ہوں گے اور خود وہ جبار خد تشریف لائے گا، فرشتے سب کے سب تسبیح خوانی میں مشغول ہوں گے۔ ان کی تسبیح اُس وقت یہ ہوگی:

”سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْجَبْرُوتِ سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ، سُبْحَانَ الَّذِي يُمِيتُ الْخَلَائِقَ وَلَا يَمُوتُ سُبُوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ سُبُوحٌ قُدُّوسٌ، سُبْحَانَ رَبِّنَا الْأَعْلَى، سُبْحَانَ ذِي السُّلْطَانِ وَالْعِظْمَةِ، سُبْحَانَهُ سُبْحَانَهُ أَبَدًا أَبَدًا“

(تفسیر ابن کثیر، جلد ۱ صفحہ ۲۸۸)

(۱۶۷) عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو

صحیح مسلم میں حضرت جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے اپنے خطبے میں فرمایا، لوگو! عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو، تم نے اللہ کی امانت سے انہیں لیا ہے اور اللہ کے کلمہ سے ان کی شرم گاہوں کو اپنے لئے حلال کیا ہے۔ عورتوں پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ تمہارے فرش پر کسی ایسے کونہ آنے دیں جس سے تم ناراض ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو انہیں مارو لیکن ایسی مار نہ ہو کہ ظاہر ہو۔ ان کا تم پر یہ حق ہے کہ انہیں اپنی بساط کے مطابق کھلاؤ پلاؤ، پہناؤ اور کھاؤ۔ ایک شخص نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ ہماری عورتوں کے ہم پر کیا حق ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، جب تم پہنو تو اسے بھی پہناؤ، اس کے منہ پر نہ مارو، اسے گالیاں نہ دو، اس سے روٹھ کر اور کہیں نہ بھیج دو، ہاں گھر میں ہی رکھو۔ اسی آیت کو پڑھ کر حضرت ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرمایا کرتے تھے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے میں بھی اپنی زینت کروں جس طرح وہ مجھے خوش کرنے کے لئے اپنا بناؤ سنگھار کرتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۱ صفحہ ۳۱۳)

(۱۶۸) آپ ﷺ بہت روئے

ابن مردویہ میں ہے کہ حضرت عطاء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، حضرت عبید بن عمیر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے پاس آئے۔ آپ کے اور ان کے درمیان پردہ تھا۔ حضرت صدیقہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا نے پوچھا، عبید! تم کیوں نہیں آیا کرتے؟ حضرت عبید نے جواب دیا، اما جان! صرف اس لئے کہ کسی شاعر کا قول ہے: ”زُدْغِبًا تَزْدُدُ حُبًّا“ یعنی کم کم آؤ تا کہ محبت بڑھے۔ حضرت ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کہا، اب ان باتوں کو چھوڑ دو۔ مائی صاحبہ! ہم یہ پوچھنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں کہ سب سے زیادہ عجیب بات جو آپ نے آنحضرت ﷺ کی دیکھی ہو وہ ہمیں بتاؤ۔ حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا رو دیں اور فرمانے لگیں، حضور ﷺ کے تمام کام عجیب تر تھے۔ اچھا ایک واقعہ سنو، ایک رات میری باری میں حضور ﷺ میرے پاس آئے اور میرے ساتھ سوئے پھر مجھ سے فرمانے لگے، عائشہ! میں اپنے رب تعالیٰ کی کچھ عبادت کرنا چاہتا ہوں، مجھے جانے دو۔ میں نے کہا، یا رسول اللہ! خدا تعالیٰ کی قسم! میں آپ ﷺ کا قرب چاہتی ہوں اور یہ بھی میری چاہت ہے کہ آپ اللہ عزوجل کی عبادت بھی کریں۔ اب آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور ایک مشک میں سے پانی لے کر آپ ﷺ نے وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے، پھر جو رونا شروع کیا تو اتنا روئے کہ داڑھی مبارک تر ہو گئی، پھر سجدے میں گئے اور اس قدر روئے کہ زمین تر ہو گئی، پھر کروٹ کے بل لیٹ گئے اور روتے ہی رہے یہاں تک کہ (حضرت) بلال رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے آ کر نماز کے لئے بلایا اور آپ ﷺ کے

آنسو رواں دیکھ کر دریافت کیا کہ اے خدا تعالیٰ کے سچے رسول! آپ کیوں رورہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے تو آپ ﷺ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف فرمادیئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، بلال! میں کیوں نہ روؤں! مجھ پر آج کی رات یہ آیت اتری ہے۔ ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ الخ﴾ یعنی سورہ آل عمران کا آخری رکوع ویل یعنی ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو اسے پڑھے اور پھر اس رکوع میں غور و تدبر نہ کرے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۱، صفحہ ۴۹۵)

①۶۹ مہمان کو کھلا۔ پیئے، اللہ کے مقرب بن جاؤ گے

ابن ابی حاتم میں ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عادت تھی کہ مہمانوں کے ساتھ کھائیں۔ ایک دن آپ مہمان کی جستجو میں نکلے لیکن کوئی نہ ملا۔ واپس آئے گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہے۔ پوچھا! اے اللہ کے بندے تجھے میرے گھر میں آنے کی اجازت کس نے دی؟ اس نے کہا اس مکان کے حقیقی مالک نے۔ پوچھا تم کون ہو؟ کہا میں ملک الموت ہوں، مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ میں اسے یہ بشارت سنادوں کہ خدا نے اسے اپنا خلیل کر لیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا، پھر تو مجھے ضرور بتائیے کہ وہ بزرگ کون ہیں، خدا کی قسم وہ زمین کے کسی دور کے گوشے میں ہوں، میں ضرور جا کر ان سے ملاقات کروں گا، پھر اپنی باقی زندگی ان کے قدموں میں ہی گزاروں گا۔ یہ سن کر حضرت ملک الموت نے کہا، وہ شخص خود آپ ہیں۔ آپ نے پھر دریافت فرمایا، کیا سچ مچ میں ہی ہوں؟ فرشتے نے کہا، ہاں آپ ہی ہیں۔ آپ نے پھر دریافت فرمایا کہ کیا آپ مجھے یہ بھی بتائیں گے کہ کس بنا پر، کن امر پر اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا؟ فرشتے نے فرمایا، اس لئے کہ تم ہر ایک کو دیتے رہتے ہو اور کسی سے خود کچھ طلب نہیں کرتے۔

روایت میں ہے کہ جب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل خدا کے ممتاز اور مبارک لقب سے، خدا نے ملقب کیا تب سے ان کے دل میں اس قدر خوفِ خدا اور ہیبتِ رب سما گئی کہ ان کے دل کا اچھلنا دور سے اس طرح سنا جاتا تھا جس طرح فضا میں پرندے کی پرواز کی آواز۔ صحیح حدیث میں جناب رسول آخر الزماں ﷺ کی نسبت بھی وارد ہے کہ جس وقت خوفِ خدا آپ پر غالب آجاتا تھا تو آپ کے رونے کی آواز جسے آپ ضبط کرتے جاتے تھے اس طرح دور و نزدیک والوں کو سنائی دیتی تھی جیسے کسی ہنڈیا کی کھد بندی کی آواز ہو۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۱، صفحہ ۶۴۴)

①۷۰ توبہ کی پختگی کے لئے اللہ کے راستہ میں نکلنا یہ بہت بڑا ذریعہ ہے

بخاری شریف کی روایت ہے کہ ننانوے (۹۹) قتل کرنے والے نے سوچا کہ توبہ کر لوں، کسی ان پڑھ سے پوچھا کہ توبہ کرنا چاہتا ہوں، تو اس نے کہا، آپ کی کوئی توبہ نہیں۔

اس نے کہا پھر سوتل پورے کر دوں؟ تو اس کو بھی ختم کر دیا تو سو ہو گئے۔

پھر کسی عالم سے پوچھا کہ میری توبہ ہو سکتی ہے، انہوں نے کہا، ہاں توبہ تو ہے لیکن یہ جگہ چھوڑ کے کہیں نیک لوگوں کی صحبت میں چلے جاؤ۔

اب تو مصیبت یہ ہے کہ نیک لوگوں کی بستی کہاں ہے، تو اس عالم نے کہا، بیٹا! بستی چھوڑ دو۔ اس نے کہا، بخشش ہو جائے گی تو میں تیار ہوں۔ چل پڑے، راستے میں موت آگئی اور سفر ابھی تھوڑا ہی طے ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے نمونہ بنایا تھا، دو فرشتے آگئے جنت کے بھی اور دوزخ کے بھی۔ دوزخ والا کہتا ہے یہ ہمارا ہے۔ اور جنت والا کہتا ہے، یہ ہمارا ہے، جنت والے کہتے ہیں توبہ کر لی ہے۔ دوزخ والے کہتے ہیں، توبہ پوری ہی نہیں ہوئی، وہاں جا کے پوری ہونی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے تیسرا فرشتہ بھیجا، اس نے کہا، اس کے سفر کی مسافت کو ناپو، اگر یہ یہاں سے گھر کے قریب ہے تو دوزخی، اگر نیک لوگوں کی بستی کے قریب ہے تو جنتی۔

جب فاصلہ ناپنے لگے تو نیک لوگوں کی بستی کا فاصلہ زیادہ تھا اور اپنی بستی کا فاصلہ تھوڑا تھا، اللہ تعالیٰ نے گھر کی طرف والی زمین سے کہا، پھیل جاؤ اور بستی والی زمین سے کہا سکر جاؤ تو وہ پھیلتی گئی اور یہ سکڑتی چلی گئی۔

یہاں چاروں طرف گند ہی گند ہے، تو اللہ تعالیٰ نے اس وقت ہمیں ایک ماحول دیا ہے، دس بارہ آدمی ایک ایمانی فضا بن کر چل رہے ہوتے ہیں اس کے اندر جو چلا جاتا ہے تو ایک ایسی فضا میں آ جاتا ہے ان کے اعمال اگرچہ کمزور ہوتے ہیں، اس کے اندر آہستہ آہستہ اس کے دل و دماغ میں توبہ کی طاقت پیدا کر دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے چلتا پھرتا ماحول ہمیں عطا فرمایا ہے۔

نوٹ: الفاظ ذاتی ہیں، یہ حدیث بخاری و مسلم میں ہے۔

① آپ ﷺ نے قبرستان میں عجیب بیان کیا

براء بن عازب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ ہم ایک انصاری کے جنازے میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے، اور قبر تک پہنچے تو آں حضرت ﷺ وہاں بیٹھ گئے۔ ہم بھی آپ ﷺ کے اطراف بیٹھے تھے اور ایسے خاموش گویا پرندے ہمارے سروں پر بیٹھ گئے ہیں (ہمیں خاموش و بے حرکت دیکھ کر) آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، زمیرا پر اس سے ایک شغل کے طور پر لکیریں کھینچ رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمانے لگے، عذابِ قبر سے خرا کی پناہ مانگو! دو یا تین دفعہ فرمایا۔ پھر ارشاد ہوا کہ مؤمن جب دنیا سے اٹھنے لگتا ہے اور آخرت کا رخ کرتا ہے تو آسمان سے روشن چہرے والے فرشتے اترتے ہیں، جنت کا کفن لئے ہوئے ہوتے ہیں اور جنت کی خوشبو میں ساتھ لاتے ہیں۔ اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ جہاں تک نظر کام کرتی ہے فرشتے ہی فرشتے ہوتے ہیں، پھر نلک الموت آ کر اس کے سر ہانے بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں: ”اے مطمئن روح! مغفرتِ خداوندی کی طرف چل“ یہ سنتے ہی روح نکل پڑتی ہے جیسے مشک کے منہ سے پانی کے قطرے نکلنے لگتے ہیں، روح نکلتے ہی چشمِ زدن میں وہ اس کو جنتی کفن پہنا دیتے ہیں اور جنتی خوشبو میں اس کو بساتے ہیں، وہ مشک کی ایسی بہتر خوشبو ہوتی ہے کہ دنیا میں جو بہترین ہو سکتی ہے اس کو لے کر آسمان پر چڑھنے لگتے ہیں۔ جہاں کہیں سے گزرتے ہیں، فرشتے کہتے ہیں کہ یہ کس کی پاک روح لے جا رہے ہو؟ کہا جاتا ہے کہ فلاں ابن فلاں کی۔ آسمان تک پہنچ کر دروازہ کھول دیا جاتا ہے ان کے ساتھ دوسرے تمام فرشتے بھی آسمانِ دوم تک ساتھ آتے ہیں۔ اسی طرح آسمان بہ آسمان ساتویں آسمان تک پہنچتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کو علیین کے دفتر میں لکھ لو اور زمین کی طرف واپس کر دو۔ کیونکہ میں نے اس کو مٹی ہی سے پیدا کیا ہے۔ اسی کے اندر اس کو واپس کرتا ہوں اور پھر دوسری بار اسی کے اندر سے اس کو اٹھاؤں گا۔ اب اس کی روح واپس کی جاتی ہے، یہاں دو فرشتے آتے ہیں، اس کے یاس بیٹھتے ہیں اور پوچھتے ہیں

کہ تمہارا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرا رب ہے۔ پھر پوچھتے ہیں، تمہارا دین کون سا ہے؟ وہ کہتا ہے، اسلام میرا دین ہے۔ پھر پوچھتے ہیں وہ کون شخص ہیں جو تمہاری طرف بھیجے گئے تھے۔ وہ کہتا ہے کہ وہ خدا کے رسول تھے۔ پھر پوچھتے ہیں کہ تمہارا ذریعہ علم کیا تھا؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی تھی، اس پر ایمان لایا تھا۔ اب آسمان سے ایک ندا آتی ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا۔ اس کے لئے جنت کا فرش لاؤ، جنت کے کپڑے پہناؤ اور جنت کا ایک دروازہ اس کے لئے کھول دو تا کہ جنت کی ہوا اور خوشبو اس کو پہنچتی رہے۔ اس کی قبر تا حدنگاہ کشادہ ہو جاتی ہے۔ ایک خوبصورت شخص اچھے لباس میں خوشبو میں بسا ہوا اس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے خوش ہو جاؤ کہ تم سے جو وعدہ کیا گیا تھا آج پورا کیا جاتا ہے۔ وہ پوچھے گا، تم کون ہو؟ وہ شخص کہے گا، میں تمہارا عمل صالح ہوں۔ تو متونی کہے گا، اے خدا!! اسی وقت قیامت قائم کر دے، میں اپنے اہل اور مال سے ملوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کافر جب دنیا سے منہ موڑنے لگتا ہے تو سیاہ رنگ کے فرشتے ٹاٹ لئے ہوئے آ پہنچتے ہیں اور تا حد نظر ہوتے ہیں۔ اب ملک الموت آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے خبیث روح! نکل اور خدا کی ناراضی اور غضب کی طرف جا تو وہ جسم کے اندر گھسنے لگتی ہے۔ فرشتے اس کو کھینچ کر نکالتے ہیں جیسا کہ لوہے کی تیخ بھیجے ہوئے بالوں کے اندر سے نکالی جاتی ہے۔ وہ اس کو لیتے ہی طرفہ العین میں ٹاٹ کے اندر لپیٹ لیتے ہیں، اس کے اندر سے سڑے ہوئے مردار کی طرح بدبو نکلتی ہے، اس کو لے کر آسمان پر چڑھتے ہیں اور جہاں کہیں سے گزرتے ہیں فرشتے پوچھتے ہیں، یہ کس کی خبیث روح ہے؟ کہا جاتا ہے کہ فلاں ابن فلاں کی۔ اور جب آسمان پر پہنچ کر کہتے ہیں کہ دروازہ کھولو! تو نہیں کھولا جاتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ”لَا تُفْتَحُ“ والی آیت پڑھی۔ اب اللہ پاک فرماتا ہے کہ اس کو زمین کے طبقہ ”سجین“ میں لے جاؤ۔ چنانچہ اس کی روح وہاں پھینک دی جاتی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ ”جو اللہ کا شرک کرتا ہے گویا آسمان سے گر پڑا اور پرندے اس کا گوشت نوچ رہے ہوں یا ہوائیں دور دراز اس کو لیے اڑ رہی ہوں۔“ اس کی روح اس کے جسم میں واپس کر دی جاتی ہے، دو فرشتے آ کر پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے، افسوس میں نہیں جانتا۔ پھر پوچھتے ہیں، تیرا دین کون سا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے، ہائے! میں واقف نہیں۔ اب دریافت کرتے ہیں کہ تیری طرف کون بھیجا گیا تھا؟ وہ کہتا ہے، حیف مجھے علم نہیں۔ اب آسمان سے ندا آتی ہے کہ میرا بندہ جھوٹ کہتا ہے، اس کے لئے دوزخ کا فرش لاؤ اور دوزخ کا دروازہ اس پر کھول دو تا کہ اس کو دوزخ کی حرارت اور باد گرم پہنچتی رہے۔ اس کی قبر اس پر تنگ ہو جاتی ہے اور اتنا دباتی ہے کہ ہڈی پسلی مل جائے۔ ایک قبیح چہرے والا میلے کھیلے کپڑے پہنے بدبودار اس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے تجھے اپنی بد بختیوں کی بشارت ہے یہ وہی دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ تھا۔ وہ پوچھتا ہے، تو کون ہے؟ وہ کہتا ہے، میں تیرا عمل بد ہوں۔ کافر کہنے لگتا ہے کہ خدا کرے قیامت قائم نہ ہو (تا کہ مجھے دوزخ میں نہ جانا پڑے)۔ براء بن عازب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کہتے ہیں کہ ہم آں حضرت ﷺ کے ساتھ باہر نکلے، جنازے کے ساتھ تھے، (باقی بیان سابقہ بیان کی طرح ہے) حتیٰ کہ مؤمن کی روح جب نکلتی ہے تو آسمان وزمین کے فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں، اس کے لئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، سارے فرشتوں کی دعا یہی ہوتی ہے کہ اس کی روح کو ہمارے سامنے سے لیتے جائیں۔ کافر کی روح پر ایک ایسا فرشتہ متعین ہوتا ہے جو اندھا، بہرا اور گونگا ہے۔ اس کے ہاتھ میں گرز ہے۔ نا ہے کہ اگر پہاڑ پر مارے تو ریزہ ریزہ ہو جائے، پھر وہ جیسا تھا ویسا بحکم خدا بن جاتا ہے۔ پھر ایک اور مار پڑتی ہے، وہ چیخ اٹھتا ہے کہ جن وانس کے سوا ہر مخلوق

سنتی ہے۔ اب دوزخ کا دروازہ کھل جاتا ہے اور آگ بجھ جاتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۲، صفحہ ۱۷۲)

①۷۲ آسمان کے فرشتے ذراتِ زمین سے زیادہ تعداد میں ہیں

کعب الاحبار رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى کہتے ہیں کہ سوئی کی نوک برابر بھی کوئی جگہ زمین میں ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ تسبیحِ خدا میں مصروف نہ ہو اور آسمان کے فرشتے ذراتِ زمین سے زیادہ تعداد میں ہیں اور عرش کے حامل فرشتوں کے ٹخنے سے ساق تک کی مسافت ایک سو برس کی مسافت ہے۔

حکیم بن حزام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، کیا تم وہ سنتے ہو جو میں سنتا ہوں؟ تو لوگوں نے کہا کہ ہم تو کچھ نہیں سن رہے ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں آسمان کا چرچرانا سن رہا ہوں اور وہ کیوں نہ دے اور کیوں نہ چرچرائے آسمان میں بالشت بھر جگہ بھی تو ایسی نہیں جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ سجدہ یا قیام میں موجود نہ ہو۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۱۸)

①۷۳ ایک آیت اتری اور سارے جنات شہروں سے نکل پڑے

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۗ مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ إِذْنِهِ ۗ ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۳﴾﴾

(سورۃ یونس، پارہ ۱۱، آیت: ۳)

تَرْجَمَةً: ”بلاشبہ تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کر دیا پھر عرش پر قائم ہوا وہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر کوئی اس کے پاس سفارش کرنے والا نہیں، ایسا اللہ تمہارا رب ہے سو تم اس کی عبادت کرو، کیا تم پھر بھی نصیحت نہیں پکڑتے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام عالم کا پروردگار ہے اس نے زمینوں اور آسمانوں کو چھ دن میں پیدا کیا، کہا گیا ہے کہ یہ دن ہمارے دنوں کے جیسے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہزار سال کا ایک دن تھا، جس کا بیان آگے آئے گا، پھر وہ عرشِ عظیم پر متمکن ہو گیا اور عرش سب مخلوقات میں سب سے بڑی مخلوق ہے، وہ سرخ یا قوت کا بنا ہوا ہے یا یہ کہ وہ بھی خدا کا ایک نور ہے، خدا سارے خلایق کا مدبر سرپرست اور کفیل ہے۔ اس کی نگہداشت سے زمین یا آسمانوں کا ایک ذرہ بھی بچایا چھوٹا نہیں۔ ایک طرف کی توجہ اس کو دوسری طرف کی توجہ سے نہیں روک سکتی اس کے لئے کوئی بات بھی غلط طور پر باقی نہیں رہ سکتی۔ پہاڑوں، سمندروں، آبادیوں اور جنگلوں کہیں بھی کوئی بڑی تدبیر چھوٹی طرف دھیان سے اس کو نہیں روک سکتی، کوئی جاندار بھی دنیا میں ایسا نہیں جس کا رزق خدا کے ذمہ نہ ہو، ایک چیز بھی حرکت کرتی ہے، ایک پتہ بھی گرتا ہے تو وہ اس کا علم رکھتا ہے۔ زمین کی تاریکیوں میں کوئی ذرہ ایسا نہیں اور نہ کوئی تر و خشک ایسا ہے جو اس کے لوح محفوظ یعنی کتاب علم میں نہ ہو، جس وقت یہ آیت اتری:

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ الخ﴾

مسلمانوں کو ایک بڑا قافلہ آتا دکھائی دیا، معلوم ہو رہا تھا کہ بددی لوگ ہیں۔ لوگوں نے پوچھا، تم کون لوگ ہو؟ تو کہا

ہم جن ہیں اس آیت کے سبب ہم شہر سے نکل پڑے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۲ صفحہ ۴۳۳)

۱۴۳) اللہ کی قدرت

﴿قُلْ انظُرُوا مَاذَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَمَا تُغْنِي الْآيَاتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۱﴾
فَهَلْ يَنْتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ قُلْ فَانظُرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ
الْمُنْتَظِرِينَ ﴿۲﴾ ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا كَذَلِكَ ۖ حَقًّا عَلَيْنَا نُنَجِّ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۳﴾﴾

(سورہ یونس، آیت: ۱۰۱ تا ۱۰۳)

ترجمہ: ”آپ کہہ دیجئے کہ تم غور کرو کہ کیا کیا چیزیں آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کو نشانیاں اور دھمکیاں کچھ فائدہ نہیں پہنچاتیں، سو وہ لوگ صرف ان لوگوں کے سے واقعات کا انتظار کر رہے ہیں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اچھا تو تم انتظار میں رہو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں۔ پھر ہم اپنے پیغمبروں کو اور ایمان والوں کو بچا لیتے تھے اسی طرح ہمارے ذمہ ہے کہ ہم ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔“

تفسیر: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی رہنمائی فرما رہا ہے کہ ساری کائنات میں ہماری جو نشانیاں جیسے آسمان، ستارے، سیارے، شمس و قمر، لیل و نہار پھیلی ہوئی ہیں ان پر نظر بصیرت ڈالو کہ رات میں دن کیسے داخل ہو جاتا ہے، اور دن میں رات کیسے داخل ہو جاتی ہے، کبھی دن بڑا اور کبھی رات بڑی۔ آسمان کی بلندی اور پھیلاؤ، سیاروں سے اس کی زیب و زینت، آسمان سے پانی برسنا، زمین کا سوکھ جانے کے بعد پھر زندہ و سرسبز ہو جانا۔ درختوں میں پھل، پھول، کلیاں پیدا ہونا، مختلف نباتات کا اگانا۔ مختلف نوع کے جانور، ان کی شکلیں الگ الگ، ان کے رنگ، ان کے افادات سب الگ الگ، پہاڑ، چھیل میدان، جنگل، باغ، آبادیاں اور ویرانے، سمندر کی تہ کے عجائبات، موجیں، ان کے مد و جزر، اس کے باوجود سفر کرنے والوں کے لئے سمندر کا مسخر ہو جانا، جہازوں کا چلنا یہ سب خدائے قادر کی نشانیاں ہیں جس کے سوا کوئی دوسرا خدا ہے ہی نہیں۔ لیکن افسوس کہ یہ ساری نشانیاں کافروں کے غور و فکر کا کچھ بھی سبب نہیں بنتیں۔ خدا کی دلیل ثابت ہو چکی ہے، ایمان نہیں لاتے ہیں نہ لائیں گے، یہ لوگ تو انہی عذاب کے دنوں کا انتظار کر رہے ہیں، جس سے سابقہ پہلے کی قوموں کو بڑا تھا۔ اے نبی! کہہ دو کہ وقت کا انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں اور جب ختم انتظار پر عذاب آجائے گا تو پھر ہم اپنے رسولوں کو بچا لیں گے اور ان کی امت کو بھی۔ اور پیغمبروں کا انکار کرنے والوں کو ہلاک کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لے لیا ہے کہ مؤمنین کو بچالے۔ جیسے کہ نیکو کاروں پر رحمت اپنے ذمہ لے لی ہے۔ صحیحین میں ہے کہ آل حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی کتاب لوح محفوظ جو عرش پر ہے اس میں مکتوب ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۲، صفحہ ۴۷۶)

۱۴۵) محمد بن قاسم کا ایک گھرا جڑ گیا اور لاکھوں کروڑوں انسان اسلام میں آگئے

محمد بن قاسم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى جن کے ذریعہ سے سندھ اور پنجاب مسلمان ہوا ان کی شادی کو چار مہینے ہو گئے تھے، ان کے چچا حجاج ابن یوسف نے اپنی بیٹی نکاح میں دی تھی، چار مہینے بعد ان کو بھیجا تھا، سواد و سال تک وہ یہاں رہے ہیں۔ آج

تک مسلمانوں کے نامہ اعمال ان کے نام پر جا رہے ہیں، ساڑھے دو سال بعد رفقار ہوئے، سلیمان کے ظلم کا شکار ہوئے، جیل میں شہید ہوئے، اپنے گھر کو صرف چار مہینے آباد دیکھ سکے، اور ہمیشہ کے لئے دنیا چھوڑ گئے لیکن کروڑوں انسانوں کی ہدایت کا اجر و ثواب اپنے نامہ اعمال میں لکھوا گئے اور ابھی تک لکھا جا رہا ہے۔

جب ان کو شہید کیا جانے لگا تو کہنے لگے: ”أَضَاعُونِي وَأَيَّ فِتْنَى أَضَاعُوا“ انہوں نے مجھے ضائع کیا اور کیسے جو ان کو ضائع کیا۔ جو ان کی حدود کی حفاظت کرتا تھا اور مشکل وقت میں ان کے کام آتا تھا آج اس کو انہوں نے ضائع کر دیا۔ محمد بن قاسم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا ایک گھرا جڑ گیا اور لاکھوں کروڑوں انسان اسلام میں آ گئے۔ (اصلاحی واقعات، صفحہ ۲۷۶)

ایک اللہ والے نے ملک کا نور احمد بن طولون کو نصیحت کی، تو اس کو غصہ آ گیا، ان کے ہاتھ اور پاؤں باندھ کے بھوکے شیروں کے سامنے ڈال دیا اور اعلان کر دیا کہ بادشاہ کے سامنے گستاخی کرنے والے کا انجام ایسا ہوتا ہے۔ جب سب اکٹھے ہو گئے تو ایک بھوکا شیر اُتر اپنی زبان سے ان کے پاؤں اور ہاتھوں کو چاٹنے لگا جیسے جانور اپنے بچوں کو زبان سے چاٹتے ہیں۔

یہ جانور کی محبت اور پیار کا طریقہ ہے، وہ شیر اس اللہ والے کے پیر چاٹ رہا تھا تو ان پر بھی لرزہ طاری ہو گیا کہ میں ابھی اس کے منہ میں جاؤں گا اس کے بعد ان کے ہاتھ اور پاؤں کھول کر باہر لایا گیا اور ان سے پوچھا گیا کہ جب شیر آپ کے پاؤں چاٹ رہا تھا تو آپ اپنے دل میں کیا سوچ رہے تھے تو انہوں نے کہا کہ میں یہ سوچ رہا تھا کہ میرے پاؤں پاک ہیں یا ناپاک ہیں۔ اللہ کی عظمت دل میں اُتر جاتی ہے تو شیر کو بھی اللہ تعالیٰ بکری بنا دیتا ہے اور ہم انسان نما بکریوں سے ڈرتے ہیں اور اللہ سے نہیں ڈرتے ہیں۔ (اصلاحی واقعات، صفحہ ۲۷۸)

۱۷۶) جو حد سے زیادہ خرچ کرتا ہے وہ تھک کر بیٹھ جاتا ہے

﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ۗ إِنَّا رَبُّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۗ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا﴾

(سورہ بنی اسرائیل، آیت ۲۹-۳۰)

حکم ہو رہا ہے کہ زندگی میں اپنی میاں نہ روش رکھو، نہ بخیل بنو، نہ مسرف ہاتھ گردن سے نہ باندھ لو، یعنی بخیل نہ بنو کہ کسی کو نہ دو۔ یہودیوں نے بھی اسی محاورے کو استعمال کیا ہے اور کہا ہے کہ خدا کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ ان پر خدا کی لعنتیں نازل ہوں کہ یہ خدا کو بخیلی کی طرف منسوب کرتے ہیں، جس سے اللہ تعالیٰ کریم و وہاب پاک اور بہت دور ہے۔ پس بخل سے منع کر کے پھر اسراف سے روکتا ہے کہ اتنا کھیل نہ کھیلو کہ اپنی طاقت سے زیادہ دے ڈالو۔ پھر ان دونوں حکموں کا سبب بیان فرماتا ہے کہ بخیلی سے تو ملامتی بن جاؤ گے۔ ہر ایک کی انگلی اٹھے گی کہ یہ بڑا بخیل ہر ایک دور ہو جائے گا کہ یہ محض بے فیض آدمی ہے۔ جیسے زہیر نے اپنے معلقہ میں کہا ہے:

وَمَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَيَبْخُلُ بِمَالِهِ
عَلَىٰ قَوْمِهِ يُسْتَعْنُ عَنْهُ وَيَذْمَمُ

یعنی جو مالدار ہو کر بخیلی کرے لوگ اس سے بے نیاز ہو کر اس کی برائی کرتے ہیں۔ پس بخیلی کی وجہ سے انسان برا بن

جاتا ہے اور لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے، ہر ایک اسے ملامت کرنے لگتا ہے اور جو حد سے زیادہ خرچ کر گزرتا ہے وہ تھک کر بیٹھ جاتا ہے، اس کے ہاتھ میں کچھ نہیں رہتا، ضعیف اور عاجز ہو جاتا ہے، جیسے کوئی جانور جو چلتے چلتے تھک جائے اور راستے میں اڑ جائے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد ۳ صفحہ ۱۹۷)

الحمد لله!

یہ کتاب بروز سنچر بتاریخ ۲۰ جنوری ۲۰۰۷ء یکم محرم الحرام ۱۴۲۸ھ بعد نماز عصر حرم مکی میں مکمل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت سے نوازے اور ذخیرہ آخرت بنائے۔ (آمین)

الحمد لله الذي بعزته وجلاله تتم الصالحات.

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ

وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

